Cat. by

عو صنائع مکان فضل خیلا زو زما
بہ عرصن صنائع مکین ن و ل ق مین ن

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل دری

یعنی

کلیات سعدی

نیاز حسین

از طبع زاد مسمی سید ... رسول خان ... جب ... مسند ... تعلقدار جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ

... طبع ہوا

مط...

اطلاع- اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تینوں صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو		کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی-	۱۲/
کلیات ظفر- از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	۱عہ/	کلیات میر تقی- اُستاد مسلم الثبوت سخنوری-	۱عہ/
انتخاب کلیات ظفر-	۶/	کلیات سودا- استاد مسلم معروف	عہ/
کلیات مومن- از استاد سخن مومن خان دہلوی-	۹/۳	کلیات- انشاء اللہ خان شاعر نامی-	عہ/
دیوان ناسخ- اُستاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی-	۱۲/۶	کلیات صنعت- عجیب صنعت	۹/۹
کلیات آتش- اُستاد خواجہ حیدر علی آتش- لکھنوی-		...وان مہر- مصنفہ مرزا ... صاحب مہر	
...یات نعتیہ محمدیہ- مصنفہ ...	۸	حاتم علی بیگ	
		...	۱۱/۳

قطعات تاریخ وفات حضرت مولانا سید فضل رسول صاحب قلندر تعلقدار و آنریری اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ متخلص بہ واسطی مصنف کلیات ہذا

(۱)

از تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر استاد مصنف

جہانی را غم فضل رسول است
بہ نظم و نثر و خلق داشت کامل
سبک تر بعد سیر این گلستان
بدریا کار غواصی اجل کرد
ہمہ احباب او گشتند نالان
اسیر از مرگ او افسردہ گشتم
خرد تاریخ ہجر جان و تن گفت

عجب دانا رئیس نامور رفت
ز دنیا صاحب علم و ہنر رفت
بباغ خلد چون باد سحر رفت
لب ساحل صدف ماند و گہر رفت
بہر کشور کہ این موحش خبر رفت
ز غم قوت ز دل ہوشم ز سر رفت
کہ رنگ از لالہ بو از گل بدر رفت
۱۲۹۶ھ

(۲)

منشی فضل رسول ذی رتبہ رئیس
راہی طرف ملک بقا شد ز جہان
تاریخ بہ سال عیسوی گفت اسیر
از فضل رسول یافت ایوان جنان
۱۸۷۹ع

(۳)

از جناب منشی سید فضل حسین خان صاحب متخلص بہ شاعر خلف مصنف کلیات ہذا

ہاے نیکو صفات فضل رسول
سخی و باذل و سرور دوران
۱۹۰۲ سمبت

گشتہ شاعر ز لوح دل تاریخ ۱۲۹۶ھ — کو ز صد احتشام شد بجنان ۱۲۹۶ف

(۴)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد رشید حضرت اسیر

آن وحید زمانہ سید پاک — عاشق صادق رسول ہدا
از وفاتش دو سال گفت ظہور — نیک فضل رسول خاص خدا
۱۲۹۶ف ۱۲۹۶ھ

(۵)

وائے فضل رسول سید پاک — غم ترحیل او جہان آرا
روی ہر مصرعہ بہر سال اتم — صد بصد بر نشاند در ماتم ۱۲۹۶ھ

قطعات تواریخ تولد و وفات حضرت میر فضل رسول صاحب مرحوم واسطی و تاریخ مقبرہ

از کمال الدین سنجر زند ایرانی

(۶)

چو فضلہ' ومن شمولہ' شنیدم از ہاتف ۱۲۲۲ھ
خبر ز مولد فضل رسول دادہ مرا
ہزار حیف کہ از مرگ آن خجستہ خصال
بنا بقبر شریفش نمودہ مقبرہ
نوشتہ خامۂ سنجر دو سال ماہ وفات
بصد فسوس بتاریخ سال فوتش گفت

بجو ئیش گفتہ ام این نکتہ ست سر بستہ
کہ در بباغ جہان بود ہمچو گلدستہ
دل مبارک فضل حسین شد خستہ
چو مقبرہ کہ بفردوس ہست وابستہ
بیک مصرع رنگین ولیک برجستہ
برست او ز خود و بر خدائے پیوستہ
۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ

لہ سال ماہ و در تاریخ [illegible]

بوجد از پئے تاریخ بقعہ گفتم باز	زہی ازین پسر نیکنام شایستہ ۱۲۹۹ھ

ولہ (۷)

این مقبرہ را ہر ان کسی دید	بیغارۂ روضۂ جنان گفت
تاریخ بنائے بقعہ سنجر	اور شک بہشت جاودان گفت ۱۲۹۹ھ

ولہ (۸)

جہان فضل از دنیا بدار الملک عقبا شد	بہشت جاودان از مقدم پاکش مصفا شد
ہمین فضل رسول آن میر عالیقدر و نامآور	ز دنیای دنی بگذشت بر فردوس اعلا شد
بجد خویشتن شد ملحق اندر روضۂ جنت	روان اطہرش را جای در آغوش زہرا شد
دل فضل حسین فرزند دلبندش ازین ماتم	پر از اندوہ و حزن و رنج و درد و شور و غوغا شد
پئے تاریخ سنجر از زبان واسطی گفتم	حباب ہستی من ز اشک موجی چنین دریا شد ۱۲۹۶ھ

ولہ (۹)

واسطی رفت ز دار دنیا	رفت از دشت جہان و محنت
چشم بد دور کہ با حور العین	در جنان می کشد اینک صحبت
سنجر از سال وفاتش پرسید	ہاتفی گفت کہ رحمت رحمت ۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۰)

حضرت فضل حسین بر قبر پاک باپ خویش	ساخت نیکو بقعۂ کس بتوان گلدستہ گفت
طبع سنجر از پئے تاریخ فوت واسطی	او ز خود وارستہ گفت ۱۲۹۶ھ و بر خدا پیوستہ گفت ۱۲۹۶ھ
بہر تاریخ بنای این ہمایون مقبرہ	کلک من بہ عشر مرحبا بانی شائستہ گفت ۱۲۹۹ھ

(۱۱)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد حضرت اسیر

زہی فضل رسول با اجلال	سلکے مصرع مین ہی وفات کا سال

قاضی ذی شرف مسیح زمان ۔ تھا انھی مین خاص انکا مکان
اور مہینہ جمادی اول کا ۔ نور زادہ کو یہ وان ہوے پیدا
سر تاریخ سے بفکر تمام ۔ ذو الفقار علے نکالا نام
سنگ پر ہو ظہور یون کندہ ۔ بسکہ اٹھ سٹھ برس رہے زندہ ۱۲۲۸

(۱۲)

از منشی محمد حسن صاحب نامی

دوازدہ صد و ہم بست و ہشت ہجری بود ۔ بفیض فضل رسول آمد از عدم بوجود
بہ نیکنامی بسر برد شصت و ہشت اینجا ۔ دہ و دو صد نود و شش باصل عود نمود ۱۲۹۶

ولہ (۱۳)

دہ و دو صد نود و ہفت سال ہجری بود ۱۲۹۷ ۔ بنای روضۂ اقدس نہاد فضل حسین
دوازدہ صد و بالاے آن نود نہ بود ۱۲۹۹ ۔ کہ این حظیرہ مرتب شدہ بزینت و زین
چو شاد گشت دل والدش ز حسن عمل ۔ ندا ز مقبرہ شد مرحبا بہ نور العین
گر از حساب جمل سال تکملہ جوئی ۔ شمار کن عدد صاد و طا و را و عین

(۱۴)

از چودھری محمد عبد الباقی صاحب باقی رئیس سنڈیلہ

سال میلاد زہے فضل رسول ۱۲۱۳ ۔ سیدی فضل رسول آہ آل ۱۲۹۶
ساخت چون مقبرہ اش فضل حسین ۔ شد بس این روضۂ اقدس پی سال ۱۲۹۹

(۱۵)

از ارشد بلگرامی

رئیس نامور و ذی کمال فضل رسول ۔ بہ یار نیک صفاتی او ندارد حسد

بلند حوصلہ عالی ہمم سخی فیاض	ذہین وصاحب فہم و ذکا واہل خرد
جہان سیہ نشود چون بدیدۂ مردم	کہ روز رحلت او را نمود بخت بد
سنین او بدعا بر زبان آرشد رفت	خداے پاک بحق رسول آمرزد

ولہ (۱۶)

چون عمدۂ اولاد رسول مقبول	منشی فضل رسول پاکیزہ اصول
رفتہ زجہان سال وفات آرشد گفت	او باد میان خلد ہمراہ رسول
	١٢٩٦ه

ولہ (۱۷)

رئیس عاقل و دانای دہر فضل رسول	کہ شد ز رخصت او خاطر زمانہ ملول
نوشت آرشد محزون بسال فصلی او	شود امیر ارم واسطی ہمین رسول
	١٢٩٦ه

ولہ (۱۸)

فضل رسول سید ذیجاہ وذی شرف	شد این خرابہ جانب ملک بقا روان
آرشد رقم نمود بتاریخ عیسوی	فضل رسول بود ازان یافت او جنان

نقل تقریظ منقول از مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر مولوی سید غضنفر علیخان متخلص بہ حکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

ترانہ سنجی عندلیب خامہ اُس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد مین زیبا ہی کہ گلہاے رنگا رنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل ناطقہ اُس چمن آراے بوستانِ عالم کی مدح مین سزا ہی کہ اثمار بو قلمون اشکال متفرقہ اشجار بساتین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دل شاعر نازک خیال مین ڈالنا کام اُسکا ہی اور نقش خطوط نو بنو خانہاے صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا حسن انتظام اُسکا ہی جلوہ اُسکا مصباح مشکات آفرینش ہی تنویر جمال اُسکا چراغ دودۂ بینش ہی آفتاب جو صفحۂ سادۂ صبح پہ قلم خط شعاعی سے

خط روشن لکھتا ہی و قلم نگار اسکا ہی یا ہتاب جو تختۂ سیاہ شب پر پرکار ہالہ سے جو دائرہ مدور کھینچتا ہی نقش طراز انوار اسکا ہی ابیات ابروان مہرویان ہین فراق ہین السطور چھوٹا ہی یکتا کو دوتا کیا ہی کیا توصیف کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہی جل جلالہ وعم نوالہ نظم

خلاق زمین و آسمان ہی	صناع نقوش دو جہان ہی
گردون پہ ستارہ ہاے رخشان	دنیا مین بناے جن و انسان
آنکھون پہ نہین وہ گو کہ ظاہر	پر دیدۂ دل ہی اُس سے ماہر
کی سیر جہانکو دیکھا بھالا	قدرت کا ہی کھیل سب نرالا
یکتا ہی وہ بادشاہ عالم	خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

دل بیدل اُس خسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہی کہ جسکے نور جمال سے چراغ کونین روشن ہی اعنی محمد مصطفےٰ خدا کے رسول جان بجان اُس سرو چمنستان رسالت پر فاختہ ہی کہ جسکی بارش سحاب مرحمت سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہی یعنے خاتم الانبیا اللہ کے مقبول دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصوف مثل ماہی بے آب طپان ہی کچھ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف مانند آہوے لنگ افتان وخیزان روان ہی خاک نہین بن آتا اگر نسخۂ وجود کامل اُسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستی قبول نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شادابی گلستان ایمان اُسکی آبیاری ابر عنایت سے ہی تازگی بوستان دین اسلام اُسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہی رسول خدا شافع روز جزا

باعث عدل وداد شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان	محمدؐ رحمت حق لطف یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اُسکی جہانمین	خلل آتا زمین وآسمان مین
بنلے سقف چرخ نیلگون ہی	جو منکر اُسکا ہی اُسکو جنون ہی

بعد اُسکے وصی اُسکا علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہی کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود درگرہ بستہ ہی دست عطا عجب ابر سخاوت ہی کہ جسکی آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہای رنگین سے پیوستہ ہی آتش افسردہ یاقوت اُسی کی گرمی بازار عطا سے روشن ومنور ہی سبزۂ خشک زمرد اُسی کی ہوای باغ سخا سے تازہ وتر ہی خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجای دست خدا دعوت رسولؐ مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ وہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اُسکے بحر عطانے کف عطا کھولی ہی دریانے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہی نظم

علی حاجت روای دو جہان ہی	علی مشکل کشای انس وجان ہی

شعر

آن شیر دلاورے کہ براے طمع نفس	در خون جہان پنجہ نیالود علیؓ بود

امابعد سرگشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت اللہ سید غضنفر علی تخلص بہ حکیم عرض کرتا ہی اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اُٹھاتا ہی کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہی کہ دُرِ مضامین سے بھرا ہی جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہی ہزارون گلچین گلستان سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اُستاد فن ہوے چنانچہ مصنف دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے ہین سخن پختہ اِنکا اُستادی پر دلیل ہی حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہی چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہی کہ فی الحقیقت قابل ثنا ہی افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوان فصاحت طغری فرمان بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعران زمان مہر سماء نکتہ سنجی و نکتہ دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم دہر مسلم عصر خضر طریق طرز سخنوری مسیح چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخداے کشتی کل علوم دُرِ یکتاے بحر جفر و رمل و نجوم برادر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہی کہانتک تعریف کرون بیان سے باہر ہی ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم نے آسمان طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور یہ دیوان نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ فصاحت ہی سر دفتر بلاغت ہی ہر بیت اُسکی مانند بیت اللہ سیاہ پوش ہی مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہی اور ہر غزل

اُسکی مانند غزال حرم شوخ طبینت ہی آرام صفا طلبان پاک طبیعت ہی
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور ہوسناکون کو استماع
قطعہ نے رشتۂ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہی جو کچھ کہیئے بجا ہی اب کچھ
حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہی سب پر عیان ہوتا ہی
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابو الفرح واسطی سے بلکہ زید شہید بن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہی سادات بارہہ
کی شجاعت و مردانگی و علو ہمتی کا حال تمام کتب تواریخ مین درج ہی
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلیٰ مصنف کے مخدوم
سید علاؤ الدین واسطی جاجیزی ہین عہد سلطان علاؤ الدین خلجی مین حسب
ایمائے حضرت سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودھ مین
آئے اور سندیلہ کو قوم آرکھ سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید
نصیر الدین اُنکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکھنؤ
مین سندیلہ حیز تسلط مین آیا گوہر مقصود دامن مراد مین پایا تا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہی صاحب مقبوضات
رہی بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست منتزع ہو گئی برائے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علی خان بہادر
مغفور مالک ممالک ملک اودھ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام
دیہات ضبط ہو گئے مقدمات دکارخانجات قدیم ضبط ہو گئے
اِس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقی ماندہ

کی ملی ہی باعث ناموری ہوئی ہی اور مصنف مدظلہ العالی قصبۂ امیٹھی
مین کہ انکا نانہال بخاندان ملا جیون مرحوم ہی قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ۱۹- جمادی الاولی ۱۲۲۸ھ مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوے نام تاریخی ذوالفقار علی
ہی ذات بابرکات ذوالفقار علی ہی ابتدائے عمر مین کتب
درسیۂ فارسیہ امیٹھی مین پڑھی مدارج استعداد بڑھی
کتب عربی اپنے عم نامدار سید اعزالدین احمد خان اور مولوی احمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم مین رتبے
بڑھے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبدالشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بیئس برس کی آئی نوکری بہ عہدۂ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدۂ
منشی گری اجنٹی جودھپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجپوتان پہ مقرر ہوے منشیان عالی شان کے سردفتر ہوے
بعد بتیس برس کے استعفا دیکر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج ہوکر
چمن مین رہے اتفاق زمانۂ ناہنجار سے ایام غدر غدار ان
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشۂ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا مگر
سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلۂ خیر خواہی و جانفشانی
کے انتیس ۲۹ مواضع انعام مین عطا فرمائے غنچۂ دل اعدا
مرجھائے الحمدللہ الحمدللہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہی رشک و حسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اُسکی طرف آمادہ ہی شوق زیادہ ہی علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا ڈھنگ ہو اکیا ایک کتاب مسمی بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت تصنیف فرمائی تھی اُسمین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع علوم تھے وہ اور کتابون مین کالشمس بین النجوم تھے مگر ہزار افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان تکمیل کمالات بے انتہا ہی بیان خموشی اولی ہی فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین ہی — کہنا اُسکا بجا نہین ہے
دیوان ہی عجیب لطف آمیز — سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہی
ذی عقل حکیم داد دینگے — نافہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل ربی

یعنی

کلیات واسطی

و نیاز معین

حصہ اول

از طبع زاد منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ متعلقہ ضلع ... خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ ... طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ہی مین نے بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی طغرا سبب ہو جائیگا اجرائے فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمانؑ کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر آنا نوحؑ کی اُمت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرونکو شان قہاری
عصائے دست موسیٰؑ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اُسکو رضوان کا

اُسی کا کام ہی یہ کب کسی سے اور ممکن ہی
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اُسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہائے خنداں کا

نہ چمکے برق اگر اُسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اُسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن نکلا خورشید کا گل اُسکے فرمانسے
ہوئی شب تمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صناعیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع اُمید اس سے
ملا ہے خضرؑ کو ظلمت مین چشمہ آب حیوان کا

نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولے ادائے شکر مین کیا مُنہ ہے انسان کا

جو کانٹا ہے بیابان مین زبان شکر منعم ہے
دہان حمدِ خالق ہے ہر اک غنچہ گلستان کا

۲

اُسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی کہون
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

جہان مین کون ہے جسپہ نہین احسان احمدؐ کا
سر ملک و ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا

زمانہ ہے غلام اُس واقفِ اسرارِ سرمد کا
کہ گوش دو جہان مین حلقہ ہے میم محمدؐ کا

سلیمانؑ ہون کہ یوسفؑ ہون مسیحاؑ ہون کہ موسیٰؑ ہون
دبا سکتا ہے انمین کون گوشہ اُسکی مسند کا

مبارکباد باہم حاملان عرش دیتے تھے
شب معراج مژدہ سنکے اُسکی آمد آمد کا

نہ کیون یاجوج ماجوج ضلال و کفر پسپا ہون
کہ حد شرع مین عالم ہے ذوالقرنین کے سد کا

بہت روتے اگر بے مقتدی اہل عدم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا

بجا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سے
کہ حرز دو جہان تعویذ ہے حضرت کے مرقد کا

خمیر خاکِ آدمؑ کا بہت دشوار تھا اُٹھنا
شریک اُسمین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا

بلندی آسمان سے ہے زمین کوے مولا کو
پڑے جو نقش پا بنجلے افسر فرقِ فرقد کا

وجوب امکان کا مجمع ہو گیا ہے ذات اقدس مین
اشارہ ہے یہ نام پاک مین میم مشدد کا

نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سوہان
نہ ہوتا تیز وندانہ کلید قفل ابجد کا

بیان واضحِ مولا کا جو کا چلگیا ایسا
کہ پردہ اُٹھ گیا دروازۂ اسرار سرمد کا

عجب انگشتری ہے دست اقدس مین جگمگتی
نگینہ ہے یہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا

ثنائے جرأتِ شہ اپنی طبع تیز سے ہوگی
کھلے گا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا

جدائی احمدؐ و حیدرؓ مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہے کسکو ہاتھ اس بیت معقد کا

اگر انصاف سے دیکھو سوے مہدیؑ ہادی
محافظ کون ہے اس کشور ہستی کی سرحد کا

۳ دعا اے واسطی ہے روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہی حال حیدرؓ کا — نقد ایمان ہے مال حیدرؓ کا
نجم ہی خال خال حیدرؓ کا — نور ہے بال بال حیدرؓ کا
ہی اگر طالب تجلی طور — دیکھ نور جمال حیدرؓ کا
ہون وہ ذرہ ہے آفتاب مرا — چہرۂ بے مثال حیدرؓ کا
صاف ہی جنگ بدر سے روشن — کب ہی پنہان کمال حیدرؓ کا
نطق عیسےٰؑ کہین تو زیبا ہی — معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا
کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین — ہو جو دل مین خیال حیدرؓ کا
بخش دینا مرے محبون کو — تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا
ہے یہ ادنی شرف کہ مولد ہی — خانۂ ذوالجلال حیدرؓ کا
پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین — دیکھ حسن مآل حیدرؓ کا
ابن ملجم عجب حرامی تھا — خون سمجھا حلال حیدرؓ کا
بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ — جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

۴ واسطی فیض سارے عالم پر
ہی علے الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اُس مہروش کے رتبہ اعلا ہو گیا — منزل خورشید آغوش تمنا ہو گیا
وحشت دل سے مین ناداں نہین رسوا ہو گیا — حال دیوانے کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہو گیا — صورت طاؤس رقصان ہر بگولا ہو گیا
مجکو مرنے کا نہین کچھ غم مگر اتنا ہے غم — رہ گیا خالی بیابان خضرؑ تنہا ہو گیا
ہون وہ پیاسا مین جو بہر آب ساحل پر گیا — خشک شکل قلزم تصویر دریا ہو گیا

پھرتے پھرتے دشت میں آیا تو میخانہ کی سمت
بادیہ پیما تھا اب میں بادہ پیما ہو گیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہیں صیاد کو
ہوں وہ طائر دام میں پھنستے ہی عنقا ہو گیا

خشک آنسو ہو گئے آیا جو وہ چہرہ نظر
نجم پنہاں ہو گئے خورشید پیدا ہو گیا

گردش گردوں سے اب امید راحت ہی عبث
پی گئے بادہ کش خالی یہ مینا ہو گیا

صور محشر بن گیا آوازۂ خلخالِ پا
جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہو گیا

سر جدا ہوتے ہی پائی رنج ہستی سے نجات
عقدۂ مشکل ناخن شمشیر سے وا ہو گیا

سختیاں جھیلیں جو ہمنے دولتِ دنیا ملی
سنگ سے یہ جوہر پوشیدہ پیدا ہو گیا

شوخی رفتار جانان کے اثر سے راہ میں
دیدۂ آہو ہر اک نقش کف پا ہو گیا

آگئی جان اپنے تن میں گفتگوے یار سے
ظاہر اسکے لب سے اعجاز مسیحا ہو گیا

بعد مرنیکے وہی باقی ہے وحشت کا اثر
جو اُگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہو گیا

واسطی مشتاق اک عالم ہی میرے جمال کا
شہر میں نکلا جو وہ رستے میں میلا ہو گیا

۵

ایک عالم کو بہار آتے ہی سودا ہو گیا
شہر ویران ہو گیا آباد صحرا ہو گیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہو گیا
بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہو گیا

کسکے لبہائے مسی آلودہ سے دھو ہی گیا
غنچہ ترا گلشن میں ای سوسن جو کالا ہو گیا

چرخ پہ بھی ہی تلاطم اشک طوفان خیز کا
ہالۂ مہتاب تک گرداب دریا ہو گیا

کیا دہان یار کے مضمون نے دکھلایا اثر
جس کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہو گیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز
خالِ رخ اُس ماہ کا اپنا ستارا ہو گیا

جب سے منظور نظر اک آفتاب حسن ہے
صاف تارا آنکھ کا گردون کا تارہ ہو گیا

مرکے کھٹکوں گا ہما کی آنکھ میں میں ناتوان
سوکھ کر ہر استخوان جسم کانٹا ہو گیا

دل مرا اٹھا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار
اے ہوس آگ پہ قائم یہ پارا ہو گیا

اے جنون میرے گریبان کا تو ہے مذکور کیا / چاک تیرے ہاتھ سے دامان صحرا ہوگیا
خواب مین تھے ہم بغل اُس سے جو جاگے کچھ نہ تھا / واہ اے گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا
دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اُسکو پسند / آئینہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہوگیا
ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا / خنجرِ قاتل سے اعجاز مسیحا ہوگیا
ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفان نوح / ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہوگیا
سوزِ عشق قدِ جانان نے کیا کسکو نہ خشک / سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہوگیا

۶

کی جو میخواری فراق یار مین اے واسطی / آتشِ مے سے کباب اپنا کلیجا ہوگیا

حائل ہے زیست وصل ہو اُس جانجان سے کیا / پردہ بغیر مرگ اُٹھے درمیان سے کیا
آزاد مثل سرو ہین باغ جہان مین ہم / نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا
مجمع ہے وہ پسند جہان ہو کوئی حسین / یوسف نہ جسمین ہو غرض اُس کاروان سے کیا
ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال / دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا
رندون کا ہے یہ واعظ منبر نشین سے قول / ناقص ہے جنس فائدہ اونچی دکان سے کیا
رونے نے میرے بند کیا کاروبار دہر / ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلے مکان سے کیا
پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر / نامہ تو لیچلا ہے کہے گا زبان سے کیا
منھ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما / ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا
پرواز مرغ دل کی نقاہت سے اُڑ گئی / ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا
تیغ زبان خلق کی پروا نہین رہی / ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوش گران سے کیا
ہم مست مے ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک / کشتی لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا
اعلی جو ہین وہ مائل پستی نہین کبھی / اُترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا
غم کے لیے ہی خون جگر ہو کہ لخت دل / نعمت کوئی عزیز کرون میہمان سے کیا

۷

ہم اس چمن مین طائر نکہت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنی آشنائی کا
حباب و موج مین پردہ ہی صورتکی جدائیکا

عناصر زیر تربت ہمارے آپس مین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہانمین چار دنکی آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے جب چڑھے منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکستہ بال پروانہ
ثمر بے شبہہ کو موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئے دیتی ہے ناؤ انکو موج موج اسکی
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طائر سدرہ ہے اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھریگی تیغ گردن پر
سمجھتا ہون اشارہ اُسکی انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہونچوگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑے نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

مرے پہلو سے اُٹھنے کا اگر وہ قصد کرتے ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہے ترے رخ سے ہی نقد حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پر کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب است بازونکو
انا الحق گو مرے نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلادون آستین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تری گوری کلائی کا

جلادین کہکے تم کشتے کو تیرے آئین مقتل مین
جو دعوی حضرت عیسیٰ کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پہ ہی قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا سراپا ہین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائی کا

مین چھٹکر کاروان اہل دنیا سے وہان پہونچا
پتا ملتا نہین جس جا جرس کی رہنمائی کا

۸ یہ بیداری کی حالت ہی مجھے یا خواب غفلت ہی
جو بھولا واسطی دل سے یہ نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا — وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا
یہ ہوش جا کے سر کوے یار تک نہ رہا — مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا
غم فراق نے مردہ بنا دیا ایسا — قرار کیا کہ یہان اضطرار تک نہ رہا
مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع — کھلا یہ مین کہ مرا جسم زار تک نہ رہا
اڑا لے گئی پرزے یہ کپڑونکے دشت وحشت — کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا
فلک شکوہ بناتے تھے یہان جو قصر بلند — یہ مٹ گئے کہ نشان مزار تک نہ رہا
کیا تھا عہد ہمین سے گنہ اب شراب کبھی — قیام پر اُسے فصل بہار تک نہ رہا
غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا — اسے تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا
تمھارا غم تو ہی ہمراہ میرے کیا پروا — جو بیکسی مین کوئی غمگسار تک نہ رہا
غرور حسن کہان کا جو رخ پہ خط نکلا — ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا
ترے خدنگ نگہ نے کیے یہ خالی دشت — کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

۹ یہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹے یادگار تک نہ رہا — مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا
ہوا ے تند نے کیسا غضب کیا پس مرگ — کہ اُس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا
جنون کے ہاتھ سے کیونکر نہ تنگ ہون پس مرگ — کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا
تمھاری آنکھ کی اُلفت نے یہ کیا بیخود — خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا
وہ باغ دھر مین ہون بلبل خزان دیدہ — کہ آشیان مین مرے کوئی خار تک نہ رہا
سُراغ قافلۂ رفتہ اب ملے ہمین کیا — کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

خزان نے آکے کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجرِ سایہ دار تک نرہا

کیا ہی جسم کو بے حس یہ ضعفِ پیری نے
کہ دست و پایہ پہ بھی اختیار تک نرہا

لیے یہ وصل مین رخسار یار کے بوسے
کہ یاد اُسکو بھی اُنکا شمار تک نرہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخلِ مزار تک نرہا

پھری جو اُسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نرہا

جنون کے جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب ایک تار تک نرہا

10 شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوف خمار تک نرہا

تیرا عاشق ہون سلیمان ہی مقابل میرا
اے پری حق ہی یہ دعوی نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا مجھے جذبۂ کامل میرا
رگِ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کے سبب قتل سے محروم رہا
نملا جسم نحیف ڈھونڈھ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار لہو اس مین ہی شامل میرا

ہو مری طرح اگر تو بھی کسی پہ عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہی عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہر ہستی سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخنِ خنجر قاتل ہی اگر عقدہ کشا
حل ہی اک روز ہر اک عقدۂ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تہی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لبِ ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیز و نسے عزیز
ہاتھ ہی تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان رکھتی ہی شعلہ سے بلند
کہہ رہی ہی یہ فسانہ سرِ محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین یکتا ہو مین
عکس آئینہ ہی البتہ مقابل میرا

مہربان سب یہ ہی رکھتا ہی عداوت مجھسے
جو زمانے کا ہی عیسے وہ ہی قاتل میرا

دلِ محبوب کو قابو مین مین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

کیون نہ سامان کرون بے سر و سامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانی کا

حسن رخ دیکھ کے اُس یوسفِ لاثانی کا
چاک ہی مثل کتان دل مہ کنعانی کا

نہ مٹے گا نہ مٹے گا یہ ہی پتھر کی لکیر
وہی پیش آئیگا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مرے داغون کی فراوانی کا

موت سب کی ہی محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون مین بیفائدہ نگہبان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین
پڑھنے والا نہین کوئی خطِ پیشانی کا

مجرم ہوا اسکے سبب سے ہوئے سب جرم معاف
ماننا چاہیے احسان پشیمانی کا

پوچھتے کیا ہو مرا حال کہ آئینہ سے
عاشقِ زلف ہون عالم ہی پریشانی کا

کسکو پروا ہی جو موذی ہون مانین تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور کی ویرانی کا

شوقِ دیدارِ رخِ یار مین کیا آنکھ ہو بند
صورتِ آئنہ پتلا ہون مین حیرانی کا

روتے روتے کبھی ہو جائیگی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتیِ طوفانی کا

ہی جو بینا وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقشِ قدم ہی خطِ پیشانی کا

ہی جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک
درد ہی دل مین مرے قیس بیابانی کا

واعظو کیا ہی گنہ بندۂ بُت ہو جانا
جب ملک سجدہ کرین پیکرِ انسانی کا

صدمہ کوہِ الم سے نہین کچھ رنج سب مجھے
ظرف عالی ہی بہت میری گران جانی کا

جسنے دیکھا مجھے اے یار ہوا وہ حیران
آئنہ حال ہی سب پر مری حیرانی کا

سرمگین چشم کا عاشق ہین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانی کا

واسطی کیون نہو روشن مرا کاشانۂ دل
دھیان رہتا ہی کسی چہرۂ نورانی کا

۱۱

دل دامِ زلف مین جو پھنسا تھا پھنسا رہا
عاشق تمام عمر اسیرِ بلا رہا

دل پر شبِ وصال بھی صدمہ پڑا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

کب رازِ دل جہان مین کسی سے چُھپا رہا
روزِ ازل سے عشق مرا برملا رہا

حیران ہو کے یار کی صورت دمِ وصال
مین صاف آئنہ کی طرح دیکھتا رہا

شکرِ خدا کہ کھائین سگِ کوے یار نے
محروم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شبِ فراق بڑے اضطراب مین
تم رات بھر نہ آئے مرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اُٹھایا کسی طرح
مجھسے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانے ہاے کسکی لگی بد دعا بمجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسہ لعل لب کا دیت مین دیا نہ ہاے
دعوےٰ ہمارے خون کا اے بیوفا رہا

جبتک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش
گردش مین رات دن صفتِ آسیا رہا

نکلا خطاب حساب ہی عُشاق کا عبث
جانے دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب اب مین ناتوان
پھر پھر گئی ہی موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے ہمیشہ یار کی دیوار کے تلے
سر پہ ہمارے سایۂ بالِ ہما رہا

دم بھر کا ہی قیام یہان صورتِ حباب
بحرِ جہان مین کوئی رہا بھی تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سرِ میدان جو تیغ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندھا ہی جو کہے کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین روز ہر مکان مین اُسے دیکھتا رہا

آزادگی کی شکل نہ دیکھی تمام عمر
میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لاحل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرتِ مشکل کشا رہا

١٢

دل عکسِ رُخِ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہ آئنہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہی رہا ہوتا ہی اک روز
قیدی ترے گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آگئی دل مین کہ تم آئے مرے گھر مین
حقِ بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضائع کبھی خونِ شہدا ہو نہین سکتا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سے شب وصل
وا اُسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موئے شرۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسن خداداد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہی خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہی مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

گر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی ہت ای دل
قاصد تو کسی طور ہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھسے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مرے خونسے سرخ اُسکے ہین تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اُٹھ جائین اگر سارے جو ہین بیچ کے پردے
ہمکو وہ یقین ہی کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہی مجھے عریان بدنی کی
جامہ ہی یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دے مرے ہاتھ کو اُس زلف رسا تک
اتنا بھی تو ای بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان و قالب
جو حرف مشدد ہی جدا ہو نہین سکتا

وہ جیست ترا مطلع ابرو ہی کہ جس مین
اُستاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھاتا ہی کیا واسطی زار کو اتنا
صبر ای صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

۱۳

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

مر گیا غمسے جو مین سارے جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہمجنسی کے باعث حرف سے توام ہوا

ہو گئی آنکھونکو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر اُنکو وہ جام جم ہوا

شام کردی صبح اُلٹ کر اُسنے جو بیسے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے جاہو اگر اپنی نمود
کیا سخاوت سے جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

کشتے جو ہوتے ہین اب وہ زندۂ جاوید ہین
میرے دم سے خنجرِ جلاد عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہی جو آیا باغ مین
سایہ مثلِ سرو استادہ قد آدم ہوا

کھل گیا ہی رنج عاشق سے خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برج نیرِ اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے ارباب تواضع کے حضور
دیکھکر محراب سجدے مین سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہوکے تر پانی مین عقدہ اور بھی محکم ہوا

نان نعمت مین کہان جو نان جو مین ہی مزا
مین قناعت پیشہ کب منت کشِ حاتم ہوا

بوسۂ لب سے ملی صحت دلِ مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جس روز اسکی آنکھ میری آنکھ سے
دل نے یہ جھتی کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا مین نہوگا کوئی محرومِ وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ مین شاید کہ صرصرِ آہِ بلبل کی چلی
دفترِ اوراق گل جو درہم و برہم ہوا

بن گیا میخانہ غم خانہ فراق یار مین
دور ساغر پہ گمانِ حلقۂ ماتم ہوا

سیرِ گلشن کو گیا جب واسطیؔ بے یار مین
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجکو سم ہوا

۱۴

عمر بھر مجکو جو شغلِ مے سرجوش رہا
قبر پر مجمع رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تری نرگس میگون ساقی
مین تو کیا ہون نہ فرشتونکو مرے ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی مین نے زمانے کی سُنی
مثلِ گل باغ جہان مین ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھ نہ غفلت سے کھلی وائے نصیب
وعدۂ روز ازل مجکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اٹھا دودِ جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفتِ کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کس دن نہ مری آنکھ کا بادل برسا
مدتون اشک کی طوفانی کا اک جوش رہا

مر گیا کون یہ بلبل چمنِ ہستی مین
گل جو سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل زار
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

خم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل اے ساقی
میکشی مین نہ کسی بات کا کچھ ہوش رہا

آبدیدہ مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اکثر آیا ترے کشتہ کے جلانے کو مسیح
لفظ قم منہ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہی جو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے ترے نالۂ موزون شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

۱۵

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لے کے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آ کے کب اسنے جلا دیا
کس روز بوسۂ لب معجز نما دیا

آنکھون کا کچھ قصور نہ دلکی ہی کچھ خطا
قسمت نے دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر ہم
دلکی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش مین
بک بک کے ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کیطرح
آنکھون کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے ہین چین سے کنج لحد مین ہم
خواب عدم سے کس نے آکے جگا دیا

فرہاد بے ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کی بستر لگا دیا

آہون سے میرے کانپ گئے ہفت آسمان
نالون نے میرے عرش برین کو ہلا دیا

فریادیون کی لینے لگے وہ جو عرضیان
قاصد نے میرے خط کو بھی انمین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لا کر دکھا دیا

سو نعمتون سے اُسکو سمجھتا ہون مین عزیز	ایسا تمھارے ہجر مین غم نے مزا دیا

۱۶
اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربا کے ساتھ
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصفِ چشمِ بُتِ بیمثال کا	عالم مرے قلم مین ہی شاخ غزال کا
سائل ہی حسن کا ترے عارض سے کیا چمن	ہر گل ہی دست شاخ پہ کاسہ سوال کا
وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ پی شراب	دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا
شاید ہی تیرے ابروی پرخم کا اُسمین وصف	ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا
چمکی تھی نخل طور کے اوپر جو برقِ نور	پرتو تھا ایک آپکے نور جمال کا
لاغر ہی تن مرا کمر یار کی طرح	دیکھا تو اس مین فرق نہین ایک بال کا
لازم طلب ہی اُسکی دم زیب بزم مین	مشتاق آئنہ ہی تمھارے جمال کا
نفرت غنا سے ہی ہمین اُسکے فراق مین	ٹپے کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا
وہ صبح تک نہ آئے تو جان اپنی جائیگی	فرقت کی رات دن ہی ہمارے وصال کا
اورونکو صاف ہمکو عنایت ہو دُردمی	ساقی ہی کیا سبب تری گرد ملال کا
ہین بڑھکے ماہ نو سے طلبگار بدر ہم	ہمسا بھی قدردان نہین اہل کمال کا
گردون پہ خال چہرۂ خورشید بن گیا	ذرہ اگر اُڑا مرے گردِ ملال کا
دی تمکو شکل خالقِ عالم نے نور کی	پتلا بنا دیا ہمین گردِ ملال کا
دریافت کر تذرو سے بلبل بلکے پوچھ لے	قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

۱۷
نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین دہر مین
ای واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوکے وہ دے بوسہ خال کا	تحفہ مین اُسکو بھیجیے نافہ غزال کا
کشتہ کیا ہی بخت نے اُس خردسال کا	دیکھے جو منشعب مین نہ باب انفعال کا

گذرا شباب قصد عبادت کا اب کیجیے
پڑھ لیجیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین در بدر لیئے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا اُنھین جو ہین بلند قدر
وسمے سے آشنا نہین ابرو ہلال کا

اُس رخ پہ دور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہ سے ہلے دانہ خال کا

گرتا ہون ٹھوکرات مین سر پر اُڑا کے خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرم ذو الجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میرے عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دلون کے کام نہ آئے سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈھال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہی بیٹھ رہنے کو گنبد غزال کا

ہُدہُد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہی
وان نامہ لے کے جائیگا قاصد خیال کا

اُنکھی ہی کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مئے پرتگال کا

کرتے ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سے پسند لڑانا ہی لال کا

تیرے صریر کلک کو سُن سُن کے واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

۱۸

غیر کے پاس جو تو جا کے ذرا بیٹھ گیا
دل مرا ہی بُت بے مہر وفا بیٹھ گیا

نظر مہر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانے پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ اُدھر سے ہون جفائین یہ کوئی مٹتا ہی
لوح دل پہ ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مین نے تکلف نہ کیا
بیٹھ جانے کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خاردوڑے پئے تعظیم بگولے کی طرح
جس جگہ تھک کے ترا آبلہ پا بیٹھ گیا

بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اُٹھا بیٹھ گیا

زلف اُس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حباب مین عمل شاہِ خطا بیٹھ گیا

دلسے اپنے جو نکلتا نہین ارمان ابتک
حسرت و یاس کا پہرہ کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا
شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات نہ دینی تھی اذان چلاکر
کیون مؤذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شورِ قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صورتِ گرد اُٹھا بھی جو مین اُس کوچے سے
ضعف سے صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا

بحرِ الفت مین شناکو جو شناور اُترا
غوطے یہ کھائے کہ سر تک نہ اُٹھا بیٹھ گیا

واسطی اشک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

۱۹

عبث نہین ہی بہت بیقرار دل میرا
کسی پر آگیا بے اختیار دل میرا

نہ تجھسے ہوگا جدا از نہار دل میرا
ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا

بہ شکل آئنہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سے بھی نہین رکھتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اُسیکو چاہتا ہے بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو موباف سرخ سے گوندھو
کہ دیکھے شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین تھی اُسکے پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کے ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیرِ مزار دل میرا

وہ بدگمان ہی نہ چھوڑیگا ای پری تجھکو
پھریگا ساتھ ترے سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میرے بالین پر
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتھ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتھ مرے یارِ غار دل میرا

مرے بغیر گئے جب وہ سیرِ گلشن کو
برنگ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہے صورتِ گل
عجب طرح کا ہی باغ و بہار دل میرا

اُڑیگی خاک لحد کیا کہ شرم عصیان سے
عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

٢٠ نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعد مردن بھی نہ کھایا جائے گا
فاتحے کے واسطے کب اُنسے آیا جائیگا

عشق مین کیا کیا نہ تو اے دل ستایا جائیگا
ہاتھ سے اِن شعلہ رویونکے جلایا جائیگا

عشق مین اُس شعلہ رو کے دل جلایا جائیگا
ایکدن سرو چراغان یہ بنایا جائے گا

نزع کے عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا
یہ سفر وہ ہی جہانسے پھر نہ آیا جائے گا

کر دیا ہی اسقدر آزارِ فرقت نے نقیہ
قبر تک مجھ ناتوان سے مرکے جایا جائیگا

سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجئے
کس سے صدمہ بیٹھ رہنے گا اُٹھایا جائے گا

قاصد وہ شمع رو از بسکہ ہی آتش مزاج
مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائے گا

تیری بالی کی چمک نے دلمین بھڑکائی ہی آگ
شعلۂ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائے گا

شاید اُسکو رحم آجائے دلِ پر داغ پر
چاک کرکے سینۂ سوزان دکھایا جائیگا

گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سے دور
گرتے پڑتے جائینگے جسطرح جایا جائیگا

دل مین رکھینگے قصد اُسکے روے صاف کا
آئنہ کی گھر مین آئینہ لگایا جائے گا

گو مین جا سکتا نہین خلوت سراے یار تک
دل مرا ساتھ اُس پری کے بنکے سایا جائیگا

لوگ دنیا سے چلے جاتے ہین حیرت ہی مجھے
عالم بالا پہ کیا میلا لگایا جائے گا

خط جو بھیجون گا مقرر وہ کرینگے چاک چاک
ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا

اسلیے لکھتا نہین خط اُس بت عیار کو
قاصدونکو بھی وہان رستا بتایا جائیگا

٢١ شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہوگا جو خط اُسکو سنایا جائے گا

نشتر حسرت رگِ جان مین کھٹکتا جائے گا
ہون شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائے گا
جو ترے در سے پھرے گا سر پٹکتا جائے گا

نرگسِ میگون سے دیکھے گا جسے تو اک نگاہ
بزم سے تیری وہ ای ساقی بہکتا جائے گا

نزع مین گر حسرتِ دیدار فرگان ہی یہی
دم بھی نکلے گا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقتِ ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین میرے ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبتِ اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائینگے جون جون بہکتا جائیگا

ابر سے بڑھ جائیگی رونے مین میری چشمِ تر
برق سے آگے مرا نالہ چمکتا جائے گا

جب بنا کر بال وہ گھر جائینگے اغیار کے
طائرِ دل دامِ گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوارِ ناز کب بہرِ شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
میرے آگے آہ کا شعلہ چمکتا جائے گا

چادرِ گل کے جنازے پر نہین کچھ احتیاج
ہر گل داغِ جگر اپنا مہکتا جائے گا

آبپاسی لاکھ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مرے دل کا بھڑکتا جائیگا

۲۲ جبہہ سائی آستانِ یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سے سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اُسکے پھول سے رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقشِ قدم ہی خاکِ کوئے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اُسکے روزنِ دیوار کا

احتیاجِ تاجِ شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایۂ بالِ ہما سایہ ہی اُس دیوار کا

نقشۂ مانی نے ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اُس سیمتن کے عشق مین ایسا مین زار
جسمِ لاغر مین ہی عالم جنتری کے تار کا

ایکدن ڈھائے گی قصرِ تن کو شکونکی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتے ہو نہ مانونگا کبھی
مشکل موئے شوق غالب ہی مجھے دیدار کا

حق نے بخشا ہی تجھے وہ حسن ای یوسف جمال
ہی ترے کوچے مین عالم مصر کی بازار کا

اسقدر ہی دل مین داغ غم دوست ای ناوک فگن | ناپسند طبع ہی ہنسنا لبِ سوفار کا
روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون | دیدۂ تر مین ہی عالم ابرِ دریا بار کا
ماہ نو دیکھا جو وقتِ شام یہ شبہہ ہوا | نیمچہ چمکا کسی کے ابروے خمدار کا
ہین ابھی کمسن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین | کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گل بیخار کا
قبل ازین انھین کہان تھی خوشخرامی اسقدر | کبک نے انداز سیکھا ہی تری رفتار کا
حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا ایجان جو مین | جسم لاغر بن گیا لقمہ دہانِ مار کا

۲۲ آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹھون پر مگر
اب تلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعث وحشت ہوا نظارۂ دہر یار کا | چین بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا
سوکھ کر گلشن مین آخر کو گذر ہی خار کا | دیکھ لو انجام دوزخ ہی غریب آزار کا
کیون ہوا عاشق دل پر داغ زلف یار کا | جانتے ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا
روے جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال | آئنہ کی آب سے سبزہ اگا زنگار کا
اک بتِ شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہون مین | مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا
نہ رہیگا کون عالم مین کہ مثل کہکشان | شرق سے تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا
نبضین چھوٹین بہکے گر ہوش کیا کرتے علاج | رہ گئے منھ دیکھکر عیسے ترے بیمار کا
بچا ہے یہ کہ گردش مین ہی عاشق کا بخت | کھل گیا مضمون تمھاری بندش دستار کا
کیا سیہ خانے کو اپنے روشنی کی احتیاج | ہی چراغ اسمین ہمارے دیدۂ بیدار کا
ترک اندازی کرتے ہین سرکش بھی ہو کر سربلند | راہرو شاکی نہین خار سرِ دیوار کا
قتل ہونا تیرے مشتاقونکو ہی دشوار کیا | تیغ کے چلنے مین عالم ہی ترے رفتار کا
کیجیے کیسے منھ سے تعریف اُس دہان تنگ کی | خامشی کی ہی جگہ موقع نہین گفتار کا
جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اُسے | اب تو یہ عالم ہی تیرے عاشق رخسار کا

دے اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ مین — مرتبہ زردار پائے مالک دینار کا
کوے جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد — یا خدائے پاک صدقہ جعفر طیار کا

۲۴
واسطی مجھسا نہین بیہوش کوئی بادہ خوار
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کر ہی گیا — زہر میٹھا تھا مگر مجکو اثر کر ہی گیا
دھنس گیا مُنھ کو نہ پھیر اصف مژگان نے ذرا — دل مرا تور تھا آخر کو جگر کر ہی گیا
مین تو قائل ہون ترے نُوٹ کا اے نالۂ آہ — ہفت افلاک کے جوشن سے گذر کر ہی گیا
سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر ناز — صاف میدان ادھر اور ادھر کر ہی گیا
تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق — رنج و راحت مین مین اوقات بسر کر ہی گیا
داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا — دل مین سوراخ ترا تیر نظر کر ہی گیا
عشق مژگان سے نہین کوئی رگ مع خالی — نیشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کر ہی گیا
ملک دل مین کبھی آیا تو مسافر کیطرح — لاکھ روکا نہ رُکا صبر سفر کر ہی گیا
شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا — رخ ترے عارض روشن سے قمر کر ہی گیا
لاکھ تعویذ شفا بازوے دل پر باندھے — غمزۂ یار وہ جادو تھا اثر کر ہی گیا

۲۵
صبح سے شام تلک ایک بھی آواز نہ دی
واسطی پاس مرا مرغ سحر کر ہی گیا

بہار آئی کہ ہوا پھر زمانہ بلبل کا — چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا
ہوائے تند نے چلکر یہ مہربانی کی — گلو نے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا
چمن مین کیئے وہ مطرب بسیر تو کیا آئے — کہان ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا
کہون جو مجہ دل اپنا وہ ہنسکے کہتا ہے — کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا
سر شک تو ہین اگر مہربان نہین صیاد — قفس مین بند ہو گیا آب و دانہ بلبل کا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین
عدم کو دم ہی اسی دم روانہ بلبل کا

سنے جو مردے کی صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہی تو شاخ گل ہی خدنگ
چمن مین بھی نہ بچے گا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپ کا ہی قصۂ نزاکت گل
ہمارا قصۂ غم ہی فسانہ بلبل کا

بہار آتے ہی دیکھا قفس جو ای صیاد
ترا قصور ہی کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقام چغد ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور نہ رکھ خوابگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سُن فسانہ بلبل کا

بھڑک کے آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

۲۶

جو وصف اُس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا ترے آتے ہی ڈھنگ پھولون کا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولون کا

صلہ مین زر تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل
بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سُنا سُنا کے مرے شعر وصف عارض مین
کیا ہی قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

چڑھین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولون کا

ہوا پہ قوس قزح سے اک آرہا ہی نظر
اُڑا ہی یہ تری خجلت سے رنگ پھولون کا

بنا کے زیور گل اسکو بھیجئے کیونکر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سپاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہی اب پھر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چاہین
سُنے نہ مرغ قفس عذر لنگ پھولون کا

۲۷

دکھا رہا ہی عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا نئے مضمون سے رنگ پھولون کا

اُسنے گردن پہ پئے قتل جو خنجر رکھا
ہمنے بھی پاؤن پہ سر جھک کے برابر رکھا

سلسلہ گیسوے محبوب سے یکسر رکھا
کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا بسکہ دم زیب تعلی پہ مزاج
آئینہ دار کا نام اُسنے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوے اپنے گناہ
رحمتِ خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رُخ پر نور تمھارا ہی وہ ماشاء اللہ
جسنے قمرے کی طرح مہر کو ششدر رکھا

ہجر کی رات نہ تھی موت وگرنہ ہمنے
تنگ ہو ہو کے نہ کب حلق پہ خنجر رکھا

ضعف نے حلقہ کیا گو کہ تن لاغر کو
بنکے خلخال ترے پانٔون پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین
پانٔون پردے سے کسی روز نہ باہر رکھا

دست بردار ہوے غیر سے کیونکر ہو یقین
ہاتھ چھوتون بھی نہ تمنے کبھی سر پر رکھا

ہم فقیرون کو رہی شانِ امیری حاصل
عمر بھر فقر کی دولت نے تونگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزونکو نہ آیا پس مرگ
دفن کرتے ہی مرے سینہ پہ پتھر رکھا

سارے احباب و اقارب تھے بھلے کے ساتھی
دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتونکے اُٹھائے نہ اُٹھا روز ازل
بار اُلفت وہ خدا نے مرے سر پر رکھا

دستِ ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا
روز گردش مین مجھے صورتِ ساغر رکھا

۲۸ واسطی نجد مین وہ اور پھرے شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان رو کیے بد نہ کہیے مجھے
مرے منھ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بصحت تو ہی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نچھیڑو زیادہ کہ پر خون ہی دل
یہ لبریز شیشہ اُبل جائیگا

لگا لائینگے ہم اُسے گھر تلک
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

حبث اُسکے گیسو سے ڈرتا ہی دل
نہین اژدہا جو نگل جائیگا

فلک تک جو پہونچے مری برق آہ — ابھی خرمن ماہ جل جائیگا
ہو مضطر ہی ایسا تو سینے سے دل — اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا
نہو گا کبھی نقل سے کار اصل — تری چال کیا کبک چل جائیگا
فقط ضبط گریہ کا ہی یہ سبب — کہ غم میرے دل سے نکل جائیگا

۲۹ نہ گھبرا غم ہجر سے واسطی — پڑا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا — یوسف مصر دوبارہ سر بازار آیا
قد کشی پہ جو کسی دن وہ طرحدار آیا — سرو آزاد گلستان سے گرفتار آیا
کچھ نہ رحمت کے سوا حاکم محشر سے بنی — سامنے حشر مین جسدن مین گنہگار آیا
سمجھے ہم صبح شب وصل جو نکلا خورشید — سر پہ جلاد اجل کھینچ کے تلوار آیا
مین بھی مسجد سے چلا توبہ مری ٹوٹ گئی — ابر کہسار سے جب جانب گلزار آیا
سوے صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار — پھینک کر تیر نگہ آہوون کو مار آیا
سالہا سال کیا بسکہ طبیبون نے علاج — تنگ جینے سے ترے عشق کا بیمار آیا
بجھ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین — ہوکے مسجد سے سوے خانۂ خمار آیا
شیشہ گر بند دکان کرتے ہین اطفال ہین جمع — تیرا دیوانہ مگر جانب بازار آیا
بوسہ زن کیون نہ لب زخم سے بسمل ہوتے — منہ تری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا
کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار — ایک ہی داؤ مین نقد دل و دین ہار آیا
اڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلی — بل پہ جسروز ترا طرۂ طرار آیا
سوز دل سے مرے ایسا مرا گھر جلتا ہی — بن گیا دھوپ جو سایہ پس دیوار آیا
کام کیا آئے جنون مین مری آتش قدمی — جل گیا پانون کے نیچے جو کوئی خار آیا
شوق دیدار نے بخشا یہ مجھے نور بصر — لاکھ پردون مین نظر یار کا رخسار آیا

۳۰

واسطی قبر مین سوتے ہو پڑے کیا غافل
صبح محشر ہی اُٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے نڈر تھا کہ نہ تھا
پھنس گیا دام محبت مین ضرر تھا کہ نہ تھا

کوے قاتل مین سبکبار مین جاتا کیونکر
تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا

سنگدل جور ترے مین نے اُٹھائے کیا کیا
کیون مرے سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا

کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا
درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا

دیکھ لیتے وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجکو
قتل عاشق اُنھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا

ان بتون کا جو مرے دل مین تصور ہی تو ہو
واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا
غیرتِ ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا

جب سے بیٹھے ہین ترے کوچے مین ہم خانہ خراب
کچھ نہین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

بے طلب گھر مین مرے آپ چلے آئے تم
تمھین کہدو مرے نالو مین اثر تھا کہ نہ تھا

واہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا قاتل
نہین ثابت مرے تن پہ کبھی سر تھا کہ نہ تھا

تھی صدا میری ہی پردیسے جو آئی تھی صدا
کچھ نہ معلوم ہوا کوئی اُدھر تھا کہ نہ تھا

بات اُکھڑی ہوئی مین نے جو کہی ہو نہ خفا
دردِ دل دردِ گلو دردِ جگر تھا کہ نہ تھا

۳۱

خود بخود آج مرے گھر وہ آئے کیونکر
واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہی دلپہ تیر سا نالہ ہزار کا
شاید قریب آیا ہی موسم بہار کا

کیا کہیے ماجرا قطرۂ اشکبار کا
یہ بھی جواب ہی رگِ ابر بہار کا

تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن
عالم اگر یہی ہی دلِ بیقرار کا

روزِ فراقِ یار تو مر مر کے کٹ گیا
صدمہ نہ اب اُٹھے گا شب انتظار کا

کہتا ہی جسکو مہرِ جہانتاب سب جہان
پروانہ ہی ہمارے چراغِ مزار کا

کی ہی رقم جو خطِ رخِ یار کی ثنا / نامہ ہمارا قطعہ ہی خطِ غبار کا
دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ / آنکھونکو اپنی ذائقہ ہی انتظار کا
چمکے ہین بعد مرگ ترے مست کے نصیب / مرقد پہ شامیانہ ہی ابرِ بہار کا
نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر / اپنی نظر مین جلوہ ہی برق و شرار کا
جھوٹا ہی وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے / دل تو نہ توڑیے کسی امیدوار کا
لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے / سنتا ہون انکو شوق ہوا ہی شکار کا
کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن / لینگے حساب حشر مین ہم تار تار کا
سرگشتہ کسطرح نہ بیابانمین ہین رہون / مجنون ہون ایک لیلئ محمل سوار کا
مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ / پڑتا ہی تن پہ اڑکے جو ذرہ غبار کا

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی / دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

۳۳

پہلو لحد ہی مردہ ہی دل تیرے زار کا / عالم ہی داغ سینے مین شمعِ مزار کا
ہی بسکہ رنج ہجر کسی گلعذار کا / داغون سے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا
اشکو سنے ہی یہ حال مرے جسم زار کا / گویا کہ رشتہ ہی گہر آبدار کا
نرگس کی آنکھین ہمکو ملین باغ دہر مین / دیکھا کبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا
روشن رہے ہمیشہ الٰہی رخِ قمر / راتونکو ہی چراغ ہمارے مزار کا
دیکھینگے اسکو خاک مکدر ہین جنکے دل / آنکھون سے انکے رہتا ہی پردہ غبار کا
اہلِ جہان کرین جو ترش روئیان تو کیا / گھٹتا ہی کوئی رنگ گلِ اعتبار کا
آیا ادھر سے دم مین ادھر سے گذر گیا / جھونکا تھا کیا شرابِ نسیمِ بہار کا
ساقی رواں ہی یون ہی اگر کشتئ شراب / بیڑا ہی پار آج ہر اک بادہ خوار کا
ہے آتشِ حسد سے جو محفوظ عمر بھر / جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر — اُٹھے گا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا
غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئے ہوش — ہو لخلخہ جو نکہتِ مشکِ تتار کا
قربان ہی نثار ہی اُس شہسوار پر — اُٹھتا ہی گرد باد جو اپنے غبار کا
واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتونکو مین — جلوہ ہی انمین قدرتِ پروردگار کا
کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن — رنگ اور ہو گیا چمن روزگار کا
دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم برہنہ پا — چھالونکو ہی مزہ خلشِ نوکِ خار کا

مرحب سرشت غیر جو ہی واسطی تو ہو — جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذوالفقار کا

۲۳

نہ آئے وہ ہمین مینہ وگار ہی رکھا — شہیدِ تیغِ غمِ انتظار ہی رکھا
تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین — طپش نے دلکی ہمین بیقرار ہی رکھا
کمر پہ زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین — تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا
کیئے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا — ہمین تو آپنے اُمیدوار ہی رکھا
خیال دزد اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ — بدن نے جامۂ ہستی اُتار ہی رکھا
بُرا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر — ہمین کسی نہ کسی پر نثار ہی رکھا
خیال زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا — کہ روز ایک بلا سے دوچار ہی رکھا
ہمیشہ تمنے دکھائے نئے نئے غمزے — دلِ غریب کو بے اختیار ہی رکھا
وہ مثلِ برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجکو — برنگِ ابر مجھے اشکبار ہی رکھا
دکھا کے چہرۂ گلرنگ اُسنے روز بہار — گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہی رکھا
کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کے جمال — پری نے جن مرے سر پہ سوار ہی رکھا
غمِ خزان نے نہ دی فصلِ گل مین بھی فرصت — جگر کو لالہ صفت داغدار ہی رکھا
جو لوگ خاک تھے ای واسطی بنے اکسیر — ہمین زمانے نے مشتِ غبار ہی رکھا

جامہ زیبی پہ ترے دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن پہ گریبان کسکا

کون اُس سرو چراغان کا نہین ہی عاشق
جسم داغون سے نہین سرو چراغان کسکا

مثل گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہی آج پے سیرِ گلستان کس کا

نظر آتا ہی نہ ہمین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہی یہ داغِ غمِ ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالے نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پریشان کسکا

اپنی بک بک سے رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کس کا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہی
کون اس خانۂ خالی مین ہی مہمان کسکا

خود گلا کاٹ کے مرجاتے ہین عشاق ترے
کسکی گردن پہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسمِ اعظم جو کھدے کندہ نگین دل پہ
خوب سمجھے کہ ہی پھر ملکِ سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخشِ جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اُٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخِ خندان کسکا

دور سے مصحفِ رخسار دکھاوے کیا دخل
پاس کرتا ہی وہ غارتگرِ ایمان کس کا

واسطی قبر ہی طیار تو موجود کفن
قصد ہی آج سوے گورِ غریبان کسکا

۳۴

جبتک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

اے مہروش کہان تھے کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

اے چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
دامان دل مین داغ کا دھبا لگا رہا

بچکر چلا تھا اُسکی نگہ سے غزالِ دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ تسما لگا رہا

گلزار دھر مین صفتِ نخلِ باروَر
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روزِ ازل سے مجمعِ احباب کے سبب
ہر روز میری قبر پہ میلا لگا رہا

دعوی کبھی نہ اُس رُخِ روشن سے چل سکا	مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا رہا
آشوب چشمِ یار کا شاید خیال تھا	تا دیر ہمکو نزع مین گھٹکا لگا رہا

۳۵	جہان وہ میرے گھر رہی شب بھر تو واسطی در پر مگر سواری کا اکا لگا رہا

وحی سان حاصل جوابِ خط اگر ہو جائیگا	پر لگا کر مرغِ سدرہ نامہ بر ہو جائیگا
چشمِ تر مین روے جانان جلوہ گر ہو جائیگا	مہر کا اس برجِ آبی مین گذر ہو جائیگا
خط تو اُس گل کو لکھا قاصد نہین ہی تو نہو	طائرِ رنگ پریدہ نامہ بر ہو جائیگا
دل جو روشن ہی تو کر لے نیک بد مین خود تمیز	ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہو جائیگا
نخل کے سایے مین بیٹھونگا جو مین تفتہ جگر	ہر ثمر اخگر ہر اک غنچہ شرر ہو جائیگا
زنگ رنجش کھوئیگا آئینہ دل سے ترے	خاکساری مین ہماری یہ اثر ہو جائیگا
وہ جو اپنے چہرۂ روشن سے اُلٹیگا نقاب	ابر مین شرما کے پوشیدہ قمر ہو جائیگا
منزلِ ہستی مین غافل ہوشیاری شرط ہی	دفعتہً اک روز اس جا سے سفر ہو جائیگا
خواب مین بوسہ ترے سیبِ زنخدان کا ملا	کیا خبر تھی نخلِ حرمان بارور ہو جائیگا
طفلی جانان کریگی جلوہ گر حسنِ شباب	بڑھتے بڑھتے ماہِ نو آخر قمر ہو جائیگا
مار رکھے گی ہمین یادِ لبِ شیرینِ یار	قند مین زہرِ ہلاہل کا اثر ہو جائیگا
لائیگی مجھ تک جو اُس گیسوے مشکین کی شمیم	کیا ترا نقصان لے باد سحر ہو جائیگا
جمع مال و زر سے کیا اے منعمو تم پاؤگے	مثلِ قارون ایکدن یہ بار سر ہو جائیگا
خط مین ہم لکھتے نہ اُس دست حنائی کی صفت	گر خبر ہوتی کہ خونِ نامہ بر ہو جائیگا
داغ دل چمکیگا اسکا روے تابان دیکھکر	یہ تو خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

۳۶	ہو نہ سرگردان تلاشِ رزق مین اے واسطی ورنہ مثلِ آسیا دورانِ سر ہو جائیگا

روتے روتے آخر آنکھوں کا ضرر ہو جائیگا
اڑ کے عنقا طائرِ نورِ نظر ہو جائے گا

ہی یقین راہ مین گم نامہ بر ہو جائیگا
درج نامے مین جو مضمون کمر ہو جائیگا

آگیا گر جوش بیانی پر وہ غنچہ سا دہن
مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئے نہ واعظ کا قدم
اُسکی بک بک سے تو مجکو دردِ سر ہو جائیگا

یہ یقین ہوتا ہی مجکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بنجائیگی وہ ابر تر ہو جائے گا

ہی ترقی پر جو یون ہی حسن روز افزون یار
روے روشن غیرتِ شمس و قمر ہو جائیگا

الفتِ رنگِ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین
گنبد مدفن یقین ہی کوہ زر ہو جائے گا

بام پر جب سیر کو آئیگا وہ رشکِ قمر
ماہ کا مثلِ کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر
کاتبِ اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندھی ہی اگر قاتل کمر بل کھائے گی
دوش نازک پر گران بارِ سپر ہو جائیگا

یادِ رخ مین زخم دل پر ہم جو چھڑکینگے نمک
مرہم کافور کا اُسمین اثر ہو جائیگا

اُسکے کوچے مین چلینگے جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہو جائیگا

کسقدر نامِ خدا وہ تُرک ہی شیرین ادا
ہاتھ مین نیزہ جو لے گا نیشکر ہو جائے گا

غیر ممکن ہی کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات
دردِ دل ٹھہرا اگر دردِ جگر ہو جائے گا

آرزوے دل مطول سے نہو گی مختصر
زیست کا قصہ بھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہِ عدم کا خوف کیا
اول منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

۳۷

کوئی تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشم اہل جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہی
پاس آتے تو کتنے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیرے چہرے کا اُمین نور نہ تھا

اپنے ہاتھوں سے ہم بلا مین پڑے
جھانکنا تاکنا ضرور نہ تھا

جوشِ مستی مین اپنے ہاتھوں سے
کون خم تھا جو چور چور نہ تھا

ملتی کیا جرم میکشی کی سزا
ورد کس دن ہو الغفور نہ تھا

حورِ طلعت کو کیون پری کہتے
عقل مین اپنی کچھ فتور نہ تھا

مے پلاتا جو ہمکو پیرِ مغان
کچھ مروت سے اُسکی دور نہ تھا

فہمِ ناقص سے ہم غلط سمجھے
ناز تھا یار کا غرور نہ تھا

باغِ ہستی کو غور سے دیکھا
کون گل یان چراغِ طور نہ تھا

گورِ یہ فاتحہ کو تو آتے
کچھ ہمارا مکان دور نہ تھا

۳۸

خم مین بیٹھا سمجھ کے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نہ تھا

ٹھنہ چاہِ زنخدان کو لگانے نہیں دیتا
وہ دل کی لگی مجکو بجھانے نہیں دیتا

دربان سے جو اُس در پہ مجھے ملتی ہے رخصت
کمبخت ادب پانون بڑھانے نہیں دیتا

کیا آنکھ اُٹھا کر مین لبِ بام اُسے دیکھون
ہے ضعفِ گریبان سے اُٹھنے نہیں دیتا

صیاد اسیرانِ قفس سے ہے یہ غافل
اکثر کبھی دو چار بھی دانے نہیں دیتا

کیون ضعف مرے دل کا نہو مجکو غنیمت
نالے کو کبھی لب تلک آنے نہیں دیتا

کیا عید کے دن اُس سے گلے ملنے کی اُمید
دامن کو بھی جو ہاتھ لگانے نہیں دیتا

معلوم نہیں اُسکو کہان کی ہے عداوت
دربان مجھے اُس بزم مین جانے نہیں دیتا

کوڑی نہیں دیتا ہے جو ہوتا ہے نہ دینا
دیتا ہے تو کسکو وہ خزانے نہیں دیتا

گردونکو یہ ہے فکر مری گرسنگی کی
دل داغ بھی کھاتا ہے تو کھانے نہیں دیتا

کیا دردِ دل اپنا کہے معشوق سے عاشق
بیمار کو غش ہوش مین آنے نہیں دیتا

اُس گل کو عداوت ہے یہ مجھسے کہ صبا کو
دو پھول بھی تربت پہ چڑھانے نہیں دیتا

اے پیر مغان ہوگی نہ اک جام سے سیری	خم کیون مجھے تو منھ سے لگانے نہیں دیتا
برباد حباب لب جو سبزہ ہی پامال	سر ایک کو بھی چرخ اُٹھانے نہیں دیتا

۳۹

منظور نظر واسطی اُنکو تو ہی پرسش
یان دردِ گلو حال سُنانے نہیں دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا	مشتاق اگر ہون تو تری جلوہ گری کا
کیا ذکر ترے خال کی ہو جلوہ گری کا	صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا
صیاد کے دربار مین اب ہوگی رسائی	ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بے بال و پری کا
ہر مرتبہ لاتی ہی شمیم اُس گل تر کے	کیا شکر ہو احسان نسیم سحری کا
یا جنبش مژگان نے اُٹھا کئے تھے طوفان	یا نام نہین ہی مری آنکھون مین تری کا
کیا کوئی نکل جائے ترے کوچے مین آکر	جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہگذری کا
نقش کف پا کا جو بچھاتا ہی نیا جال	منظور شکار اسکو ہی کیا کبک دری کا
طول شب فرقت سے عبادت بھی ہی ساقط	آتا ہی نہین وقت نماز سحری کا
ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پہ ستار	کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کے سفری کا
ابرو کے تصور سے مرے دلکو ہی طاقت	جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جری کا
اورون کو مبارک رہے امید ترحم	ہمکو تو مزہ ہی تری بیداد گری کا
بیمار ہوا الفت مین جو اک رشک پری کا	سب کہتے ہین مجکو اسے سایہ ہی پری کا
تشبیہ رگ گل سے جو دون مین تو بجا ہی	مضمون ہی نازک تری نازک کمری کا

۴۰

اے واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نے دیا جام مئے بے خبری کا

سائل ہی جو دریا مری آنکھون سے تری کا	گرداب نہین کاسہ ہی دریوزہ گری کا
اتنا بھی نہ کر حسن جوانی پہ تکبر	اے یار یہ جھونکا ہی نسیم سحری کا

پتھر سے نہ آسیب خزانسے نہ اذیت
کیا سرو نے پایا ہی ثمر بے ثمری کا

جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سے اس خوشخبری کا

ہی جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سے
موباف نہین ہی تری چوٹی مین زری کا

مدحت ترے توسن کی بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہی چلن کبک دری کا

ہوتی ہی نہین صبح کبھی شام جدائی
اُلٹا ہی اثر میری دعاے سحری کا

ہی مثل نگین شہرۂ جگر کا دی محنت
عالم مین ارادہ ہی اگر ناموری کا

پھولے وہ سماتے نہین جامے مین خوشی سے
بازو پہ جڑا کا ہی عقیق شجری کا

گر لال پری اُسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خطِ سبز مین بھی سبز پری کا

بدتر ہین کہین بے ہنر ونسے بھی ہنروَر
اس عہد مین کچھ عیب نہین بے ہنری کا

دم گھٹتا ہی اپنا قفسِ تنگ مین یارب
جھونکا کوئی آجاے نسیم سحری کا

کس کام کے ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوڑی کا اسے ہی اسے آزار کری کا

خط لکھکے جو قاصد نملا ہمکو کئی دن
عاجز ہوے خود قصد کیا نامہ بری کا

۴۱

کیا ترک ہواے واسطی اُس ترک کی اُلفت
مُنھ کوئی دمِ تیغ سے مڑتا ہی جری کا

ملکِ استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میرے افسر شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پر پرِ ماہی ہوا

تو وہ شاہِ حسن ہی فیضِ تصور سے ترے
داغ جو سینہ پہ کھایا سکۂ شاہی ہوا

گنج جو پایا اُڑایا دم مین اُسکو اے صنم
کارخانہ تیرے درویشون کا اللّٰہی ہوا

زرد کیون کر دے نہ انسانکو تری مژگان کا عشق
تنکے چنکر رنگ روے کہربا کا ہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقشِ ہستی کو مٹا
کوہ کن مشہور عالم کھکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پہ ہی ظاہر قوتِ ایمان مری
بہرہ یابِ بیعتِ دستِ یداللّٰہی ہوا

خامشی مین بھی اُسکا نام لیا — ہمنے دل سے زبان کا کام لیا
راتدن پی شراب عشق مگر — کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا
وعظ واعظ کی ہمنے کب سُنی — مول یہ دردِ سر مدام لیا
دھیان مین رُخ کے شاہ روم ہوئی — یاد کی زلف ملکِ شام لیا
ایک ہم کیا وہ نام جسنے سُنا — دونون ہاتھوں سے دلکو تھام لیا
کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ — خونِ بلبل کا انتقام لیا
کیون نہ دونین رُخ رقیب کو داغ — بوسۂ روے لالہ فام لیا
یادِ ابرو مین اپنی موت آئی — دم نہ ہمنے تہ حسام لیا
ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اُسنے — تیغ کی باڑھ پر سلام لیا
واسطی واہ کیا علیؑ کا ہی نام — جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

۴۲

ہر ایک کے گھر آپکا جانا نہین اچھا — پچتاؤگے دیکھو یہ زمانا نہین اچھا
چلمن سے ترا آنکھ لڑانا نہین اچھا — در پردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا
آئے ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ — تیوری تو خفا ہو کے چڑھانا نہین اچھا
اے دیدۂ تر روک لے اشکونکو کبھی تو — ہر روز یہ طوفان اُٹھانا نہین اچھا
تا وقتِ سحر دیکھ کہ جلجائیگی تو بھی — پروانون کو اے شمع جلانا نہین اچھا
کاندھا مری تابوت کو دیتے ہو عبث تم — نازک ہو بہت بوجھ اُٹھانا نہین اچھا
ڈرتا ہون نہ گھٹ جاے کہین قدر تمھاری — بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا
دل نذر کرون نرگس جانانکو مین کیونکر — بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا
ہوجاوے کہین فاش محبت کا نہ پردہ — اے دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا
گھڑیالیو ہی صبح شب وصل ابھی دور — بے وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

جینے سے ہین ہم تنگ شبِ ہجر مین اموت
آتی ہی تو جلد آ یہ بہانا نہین اچھا

دل دیکھنے والونکے ہوے جاتے ہین پامال
اٹکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

۴۳
اے واسطی الفت ہی غضب ملین بتونکے
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پانون پہ قاتل کے جب سر رکھدیا
اُسنے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا

کیا عزیزون کو خلش تھی بعد مرگ
کیون مرے سینہ پہ پتھر رکھدیا

در تلک آنے نہین دیتا ہے مجھے
کس لئے دربان اُسکو نوکر رکھدیا

ہاتھ سینے پر مرے رکھا نہین
اُسنے پھاہا داغِ دل پر رکھدیا

ہین ابھی باقی ہزارون کشتنی
ہاتھ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا

آنکھ سے پیدا ہوا جب طفلِ اشک
نام اُسکا ہمنے گوہر رکھدیا

اختلاطِ غیر کے انکار پر
ہاتھ اُسنے میرے سر پر رکھدیا

مجھ تلک پہونچا جو دورہ بزم مین
ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا

خوفِ عصیان کیا کہ یارون نے مرے
قبر مین صرہ برابر رکھدیا

جب فرشتون سے نہ اُٹھا بارِ عشق
آدمِ خاکی کے سر پر رکھدیا

قتل کو قاتل نے جب تکلیف کی
ہمنے بھی سر زیرِ خنجر رکھدیا

۴۴
واسطی دیکھے جو عصیان بیحساب
حاکمِ محشر نے دفتر رکھدیا

سوزِ دل سے یہ ترے ہجر مین بیتاب ہوا
کہ مرا طائرِ دل طائرِ سیماب ہوا

ذرہ افشان کا اُس ابرو کے تلے جب چمکا
نورِ قندیل نمایان تہِ محراب ہوا

دوستون ہی مین ہوئی عمر بسر آج تلک
ہم وہان پہونچے جہان مجمعِ احباب ہوا

نظر مہر ہی اُس خاک نشین پر اُسکی
ذرہ ہم مرتبۂ مہرِ جہانتاب ہوا

گردبا گرمی وحشت نے جو بانی پانی
طوق گردن مین مرے حلقۂ گرداب ہوا

ہیگنا ہو نکے گلے کٹتے ہین ہر دم اے ترک
کوچہ تیرا نہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے نرکھو فیض کی اُمید کبھی
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرط ظلمت سے شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا گر مک شب تاب ہوا

اپنے نظارے سے محروم ہی وہ بھی مری طرح
آئنہ گرمی عارض کے سبب آب ہوا

گومتی مین ہوے شامل جو مرے چار آنسو
لکھنؤ فیض قدم سے مرے پنجاب ہوا

تیری فرقت مین کسے چین ہی اے قلزم حسن
جو ہوا تجھسے جدا ماہی بے آب ہوا

ساقیا مجکو کہان گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مرے ہاتھ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دم گریہ تصور آیا
جو گرا آنکھ سے آنسو دُرِ نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سے راہی ہوے ہم
واسطی کعبہ نشینون کو اُدھر خواب ہوا

۴۵

اُس بت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
کھینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتے ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکی نگاہ اُسپہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کس تیغ میان مین
عالم تو دو ہی ہاتھون مین چورنگ ہوگیا

تولا جو تیرے حسن کو میزان عقل مین
جلوہ نہال طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خط سبز کا اُسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھے ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب اشنان کا
میلا سا ایک جمع لب گنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر اپنے حق مین معرکۂ جنگ ہوگیا

فصل بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغرِ مئے گلرنگ ہوگیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے	عالم تمام عالم نیرنگ ہوگیا
ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقت سیر	سرخہ سوار ہوتے ہی شبرنگ ہوگیا
مضمون رنگ رنگ کے باندھے جو طبع نے	طیار کارخانۂ ارژنگ ہوگیا
خورشید روے یار اسے آتا نہین نظر	مرغ نگاہ مرغ شب آہنگ ہوگیا

۴۶	یوسف لقا سے اپنے جدا ہو کے واسطی پیراہن حیات سے مین تنگ ہوگیا

گلا کیون ہجر مین اسکا نہ کرتا	مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا
اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا	کبھی یون حشر مین برپا نہ کرتا
زمینین ناپتا ملکو نمین پھرتا	نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا
تمنائین ہزارون عمر تھوڑی	جہان مین کیا مین کرتا کیا نکرتا
اٹھاتا بار الفت کون سر پر	اگر مجھکو خدا پیدا نہ کرتا
جو پاتا قابل دیدار آنکھین	کبھی عاشق سے وہ پردا نکرتا
کیے ہین دوست نے وہ ظلم مجھپر	کوئی دشمن کبھی ایسا نہ کرتا
کہا اچھا مجھے دشمن ہوے غیر	برا کہتا جو اچھا نہ کرتا
مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم	جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا
نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار	جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا
جو کرتا قتل وہ تیغ ادا سے	کبھی مین خون کا دعوی نکرتا
نہ کرتے تم اگر غیرو نسے شکوا	کبھی مین آپکا شکوا نہ کرتا

۴۷	نہوتا واسطی گر عشق نہان تو یون سینے مین دل دھڑکا کرتا

ہمسے کیونکر وہ ہمسخن ہوتا	بات کرتا اگر دہن ہوتا

کام آئی جنون مین عریانی — خار اُب اُلجھتے جو پیرہن ہوتا
صدمۂ ہجر اور ہم اے چرخ — باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا
بو جو تیری صبا اُڑا لاتی — دل شگفتہ چمن چمن ہوتا
جھنڈی ملکر اگر وہ گل آتا — اور ہی رنگِ انجمن ہوتا
دور ہوتی دوئی جو وحدت سے — شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا
تابِ رفتار کسکو ضعف سے تھی — بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا
اُسنے ملبوس جو اُتارا تھا — کاش میرا وہی کفن ہوتا

۴۸
واسطی کیون کنوین مین گرتے ہم
گر نہ عشقِ چہِ ذقن ہوتا

بلا سے کیا ڈرے دل تیرے شیدا اے جفا کش کا — نہین ہی ماہی بے آب کو کچھ خوف آتش کا
نگین جب سے ہوا اسمین تصور اک پریوش کا — دلِ پر داغ پر عالم ہی ایوانِ منقش کا
بجائے مے عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نے — دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندانِ میکش کا
نفس کی آمد و شد سے ہی ہجرِ یار مین ایذا — گمان ہو کسطرح دلکو نہ آرے کی کشاکش کا
تجلیِ رُخِ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی — کلیم اللہ پہ یہان حال طاری ہو گیا غش کا
سلیمانِ نازبرداری کا جسکے فخر کرتے ہین — بحمد اللہ دیوانہ ہو نمین ایسی پریوش کا
ملک مرتے ہین حورین غش ہین پریان جان دیتی ہین — عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

۴۹
مقولہ عشق مین لے واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علمِ نحو مین ہی قولِ اخفش کا

وحشت نے مجکو چرخ کا ہمسر بنا دیا — سینے مین داغ پاؤنمین چکر بنا دیا
آہین ہزار کین نہ پسیجا کسی طرح — اُس بُت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا
احسان کاسہ گر نے کیا مجھپہ بعد مرگ — ساقی کو میری خاک سے ساغر بنا دیا

صورت دکھائے خاک وہ آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سدِّ سکندر بنا دیا

ہمنے علوے فکر سے مستی میں ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے میں اشرفی سے ہر اک داغ کم نہین
اے سوزِ عشق تونے تو نگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئنہ رویونسے صحبتین
میرے خدا نے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے مین نے جو رو یا فراق مین
موے قرہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپ خارِ عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروسِ فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قدِ یار کا خیال
میدانِ دل کو عرصۂ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پاؤن مین چکر بنا دیا

اک حورو ش کی یاد مین روئے ہم اسقدر
آنکھون کو اپنی چشمۂ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دلِ عشاق کے لیے
عقرب قرہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

۵۰	دیکھا جو اسکو شوق کتابت تو واسطی ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا	

جاگ آنکھین کھولدے سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہی اے دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہی کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہی کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک اے غافل پڑا سوتا ہی کیا

عشق مین ظاہر ہی حال کوہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہی کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس بوتا ہی کیا

قافلہ راہی ہی صبح کوچ ہے
جاگ غافل بے خبر سوتا ہی کیا

شیشۂ دل سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لے لیکے تو روتا ہی کیا

۵۱

کھا چکے ہین وہ نہ آنے کی قسم
واسطون سے واسطی ہوتا ہے کیا

کون آئینۂ رخسار کا حیران نہ ہوا
خال کسکا غمِ گیسو مین پریشان نہ ہوا

جب ہمین شوق تماشاے گلستان نہوا
فائدہ کیا جو درِ باغ پہ دربان نہوا

شکرِ صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا
سر پراے خنجرِ قاتل ترا احسان نہ ہوا

آرزو دل کی رہی دل مین ہمارے ساقی
مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا

شب تاریک سے بدتر نظر آئی شب ماہ
میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان نہ ہوا

ہون وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سے نفرت
زعفران زار کو بھی دیکھ کے خندان نہ ہوا

ضعف سے دل مین رہا ولولۂ جوش جنون
کبھی ہاتھون سے مرے چاک گریبان نہ ہوا

پردۂ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہے
داغ سینہ کا کسی طرح سے پنہان نہ ہوا

داغ کھا کھا کے ترے رشک سے اے سروِ سہی
کونسا سروِ چمن سرو چراغان نہ ہوا

کب اعانت کے وہ طالب ہین جو ہین اہلِ دل
کبھی محتاجِ حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا

دیتے ہین مصحفِ عارض کا جو بوسہ وہ مجھے
گبر کہتا ہے مین افسوس مسلمان نہ ہوا

کب ہوئی شام کہ چمکے نہ مرے داغِ جگر
کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہ ہوا

کہین کس منہ سے کہ اُس ترک کے بسمل ہین ہم
زخمِ تیغِ نگہ ناز نمایان نہ ہوا ✤✤

ہوگئے پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رُخ
صبح پیدا ہوئی پہ مہر درخشان نہوا

موت ہی آئی نہ یار آیا شبِ فرقت مین
بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہوا

۵۲

واسطی واہ رے جمعیتِ خاطر پسِ مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلا کے شکل خواب مین بیدار کر دیا
غافل تھا مجھکو آپنے ہشیار کر دیا

غازے نے رُخ کو غیرتِ گلزار کر دیا
مسی نے لعل لب کو دھوان دھار کر دیا

بُت پوجنے کا آنکھ کو ایسا مزا پڑا
تارِ نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا شگاف در سے جو آئینہ سادہ رُخ
حیرت نے مجکو پشت بہ دیوار کر دیا

رونیسے او یار کے دلمین پڑی گرہ
اشکون نے اُسکو عقدۂ دشوار کر دیا

اُلفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑ گیا
آنکھون کو نذرِ روزنِ دیوار کر دیا

کچھ بڑھ چلا تھا اُس رُخِ پرنور سے ضرور
داغی کلف نے ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کے عاشقِ نالان کا قبر مین
فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سو تیر آہ نے
در توڑ کر عجیب ہوادار کر دیا

کہتا ہے یار اس تنِ لاغر کو دیکھ کر
کیا الفتِ کمر نے اسے زار کر دیا

اُس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے
بے برگ کر دیا اُسے بے بار کر دیا

کیا کہیے حالِ دل کہ حسینونکے دھبان نے
ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رُخ زرد دہر کا
اچھا مسیح نے اسے بیمار کر دیا

صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کر کے خلق
مجبور ہمکو آپ کو مختار کر دیا

اِک برہمن بچی کی محبت نے زاہدا
زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

۵۳	دل مین خیال کر کے اُن آنکھونکا واسطی کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا	

توڑ ہے اُس ترک کے موے مژہ مین تیر کا
کاٹ ہے اُس ابروے خمدار مین شمشیر کا

دھیان ہے راتون کو گیسوے بُتِ بے پیر کا
پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہے وہ رشکِ قمر
اوج پر ہے آج کل اختر مری تقدیر کا

ابرِ رحمت بے مے و ساقی ہے زحمت جانکو
کاٹ ہے موجِ نسیمِ صبح مین شمشیر کا

گردنِ مینا و موجِ مے کا ادنیٰ ہے یہ وصف
تیغ وہ بہرِ جوان ہے یہ عصا ہے پیر کا

کیا مٹائے داغِ عشقِ زلف دل سے تیرہ بخت
یہ تو دھبا ہے مدادِ خامۂ تقدیر کا

آمد آمد ہی ترے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کوے یار مین مین خاکسار
بُرج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اُس رُخِ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہو گیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شبِ وصل اِی موذن ہو خموش
کم نہین تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پاے یار مجکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہِ بابل سے یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نے کیا سارے زمانے کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین ترے یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار
مین تو حافظ ہو گیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتے ہین کہتے ہین اُسکو آپ قتل
قامت پر خم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک
بے نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

اے پری رو تیرا دیوانہ ہی گیا آتش قدم
قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اُس گل رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین
رنگ گل چاہیے کھنچنا مری تصویر کا

۵۴
ہی تصور دل مین اُس چہرے کا جب سے واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا

نور سے بے سایہ جسکا جسمِ عالی ہو گیا
آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہو گا

ہون وہ میکش نکہت گل سے ہوا مستِ شراب
گل مجھے جامِ شراب پرتگالی ہو گیا

آگیا ابروے جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہو گیا

ہون وہ گریان آنسوؤنکا مینھ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہو گیا

خون کے چھینٹو لئے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا لعل آل شالی ہو گیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجکو ہجر یار مین
صورتِ شیر نیستان شیر قالی ہو گیا

توڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے
سنگِ تربت ہر جگہ چھد چھد کے جالی ہو گیا

جھولیان بھر بھر کے لاتا ہی زرِ گل باغ سے
فصلِ گل آتے ہی مالا مال مالی ہو گیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہو گیا

معرکہ مین عشق کے ٹھہرا نہ غیرونکا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہو گیا

شعر مین موزون کیا جبسے لب شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہو گیا

فرقتِ محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بیحس مثل تصویرِ نہالی ہو گیا

ہی جو یہ زیبِ کمر بارِ کمر ہو جائیگا
جسگھڑی اُسکا تپنچہ ہم پہ خالی ہو گیا

راتدن لب پر نہین اُسکے بجز ذکر شراب
کیا بلا واعظ بھی رندِ لاابالی ہو گیا

نقش ہی از بسکہ دل مین اُس مہ کامل کی شکل
مجھکو بھی اب دعوے صاحب کمالی ہو گیا

۵۵

واسطی بیقدر ہی رنگِ طلائی کے حضور
طشت زرینِ فلک پیتل کی تھالی ہو گیا

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی جہان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سے کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اُسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئے جس سے
دل نہ نکلے گا ترے چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرونکو کبھی خلعتِ شاہی جو ملا
بدتر اُسکو کہین مردے کے کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کے حوادث سے بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر اے روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہے
یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہونٹھون کے تصور ترے گیسو کا بندھا
کشورِ چین مین ہوا راہ یمن سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ اُنکو قرار
گردشِ چشم غزالان ختن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقدِ سخن سے جانا

۵۶

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ اگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ پھر آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا

دشتِ غربت مین اگر کوئی نہین ہی ہمدم
دستِ ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شبِ فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پانون نہ پھیلائیگا

قتل بیجرم کا اپنے نہین کچھ خوف تجھے
ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحرِ سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائے گا

وعدہ ساقی نے کیا ہی تو پلائے گا شراب
وہ مرے خون کی جھوٹے نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سے یہ ثابت ہی کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائے گا

ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا

حشر تک راہ پہ آئیگا نہ وہ شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جبدا ہی پیر و جوان چاہیے تمکو دے رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لبِ نہر
ہر حبابِ لبِ جو آنکھ چرا جائے گا

دلکو رہتی ہی حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کفِ افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طائرِ رنگِ حنا ہاتھ سے اڑ جائیگا

۵۷

واسطی یار سے پوچھو دمِ رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصدِ سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائے گا دنیا سے کسیدن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا
بے مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

اپنے دشمن سے بھی رکھتا نہین مین دلمین غبار
کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اُسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسندِ فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خطِ رخسار دکھا کر وہ پری کہتا ہی
کلمہ پڑھتے ہین الانس ملک وجن میرا

نطق رکھتا تو یہ کہتا ترا گیسوے دراز
کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہمسن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہی نہ پھولونکی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا کبھی تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بد و نیک کو ایک
دلمین کچھ ریب نہین صاف ہی باطن میرا

بیقراری کے جو مضمون لکھے ہین مین نے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

قرض ملجاے کوئی بوسہ مجھے اُس بُت سے
برہمن ہو جو صنم خانے مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئے ادھر
برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

۵۸
ربط مین اُس بتِ کمسن سے بڑھاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

گفتگو مین جو خیالِ رُخِ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غمِ ہجران نہ اُٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر اے چاہِ زنخدان ہوتا

رُخِ روشن پہ نہوتا جو وہ گیسوے دراز
برطرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پری و نہ ترے بام تلک جا سکتا
عرش پر واز اگر مرغ سلیمان ہوتا

رُخِ پرنور کو خورشید سے کیا نسبت ہی
آنکھین ملتا ترے تلوونسے جو انسان ہوتا

زلفِ جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرہ گلزار مین کیون سنبل پیچان ہوتا

تولتا وہ فلکِ حسن جو رفعت اپنی
بُرجِ خورشید فلک پلۂ میزان ہوتا

ای طبیبو مرضِ غم سے شفا پاتا مین
میرے نسخے مین جو وہ سیب زنخدان ہوتا

یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موج ہوا
کون ہم وحشیون کا سلسلہ جنبان ہوتا

دل مرا اُلفتِ گیسو کو چھپاے کیونکر
مشک آہو سے نہین ناف مین پنہان ہوتا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجکو جگہ — سایہ پڑتا میرا جسپر وہ سلیمان ہوتا

۵۹

قامتِ یار کا مضمون جو کوئی بندھ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا — شام اِدھر آئی اُدھر صبح کا تارا نکلا
پانون پاپوش سے جسوقت تمھارا نکلا — بُرج جوزا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا
نام قاتل جو زمانے مین تمھارا نکلا — کشتہ ہونے کے لیے چاہ سے پیارا نکلا
کسی منصف نے جو میزانِ نظر مین تولا — حسن یوسف سے بھی وہ چند تمھارا نکلا
قلزم حسن سے باہر نہ شناور نکلے — جسکو سمجھے تھے کنارہ وہی دھارا نکلا
آبرو ابر سے جانا لیتے رہے یا نہ رہے — ماہ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا
امتحان خوب حسینون نے کیا کس دیکھا — قلب ہرگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا
سمجھے سب اہلِ نظر رجعتِ خورشید ہوے — گھر مین جا کر جو وہ محبوب دوبارا نکلا
قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا — نجد سے ناقۂ لیلی جو قضارا نکلا
مل گیا یار کی مٹھی مین ہمین دل کا پتا — چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا
صاف سمجھے کہ یہ ہی شعلہ زخون کا کشتہ — سنگِ تربت سے کسی کے جو شرارا نکلا

۶۰

واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہم
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا

تھی سیہیتِ فنا شب او مین ہشیار تھا — صبح تھی خواب عدم مین جب بھی مین بیدار تھا
نوبت سے دیر جبتک مطلع الانوار تھا — صورتِ چشمِ تماشا حلقۂ زنار تھا
سوزن جراح سینے سے چرائی کیونکہ آنکھ — دامن محشر ہمارا زخم دامن دار تھا
نافۂ آہو تھے داغ لالہ جبتک تھی بہار — جوشِ نکہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا
کس مہ عارض سے تھی شبکو مکانین چاندنی — کوکبِ رخشان نظر مین رخنۂ دیوار تھا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا — رو کش آئینہ جو آئینۂ رخسار تھا

۶۱ وقت گریہ سیکڑون طوفان تھے اے واسطی
صاف چشم تر کا پردہ ابر دریا بار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا — بادام کی طرح ہمین توام گہر ملا
ہم مر گئے تو آہِ رسا کو اثر ملا — بعدِ شکست رایتِ فتح و ظفر ملا
حکّے انصیب وصل بُتِ سیمبر ملا — عسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا
بازیک بینیون نے کیا ہی تمام کام — گم ہو گیا مین خود جو نشانِ کمر ملا
باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعد مرگ — کافور کا نشان اپنے کفن مین اثر ملا
صیاد نے اسیر کیے طائر اس قدر — گلشن مین ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا
محروم میری طرح رہی میری آہ بھی — سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا
ہاتھ آیا کچھ نہ حسرتِ دیدار کے سوا — یہ ہمکو راہِ عشق مین راہِ سفر ملا
آغازِ شام سے شبِ فرقت مین تا سحر — ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نورِ قمر ملا
حاصل ہوا وصال اُٹھا کر خرابیان — ویرانے طی کیے تو ہمین گنج زر ملا
وصفِ دہانِ یار جو خط مین کیے رقم — عنقا کی طرح سے نہ کوئی نامہ بر ملا
ہوگا وہ آب آب وفورِ حجاب سے — اے سادہ رو نہ آئنہ سے تو نظر ملا
تو مدح خوانِ گل مین ثنا خوانِ یار ہون — مجھسے زبان اپنی نہ مرغِ سحر ملا
کھایا کیا مین فرقتِ جانا مین داغ غم — اسکے سوا نہ اور کوئی ما حضر ملا
کیونکر شکست شیشۂ خاطر درست ہو — خود دل شکستہ ہو گیا جو شیشہ گر ملا
بحرِ جہا مین غم ہی کسیکو کسی کو عیش — ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

۶۲ دیکھی کتابِ عشق بہت ہمنے واسطی
قصے طویل سے تھے نہ کوئی مختصر ملا

ہاتھ دل سے نہ ترے غم مین فقط دھو بیٹھا
روتے روتے غرض آنکھونکو بھی مین رو بیٹھا

گالیان یار نے دین بوسۂ دندان نہ دیا
آبرو آبِ گہر تھی تو اُسے کھو بیٹھا

کیا زمین پانون پکڑتی ہی ترے کوچے کی
صفتِ نقشِ قدم پھر نہ اُٹھا جو بیٹھا

خارِ صحرا ے جنون ایسے چبھے تلوونمین
پانون سے ہاتھ ترا آبلہ پا دھو بیٹھا

نہ اُٹھونگا جو اُٹھیگا تو جنازا میرا
پھر چکا سارا جہان گوشے مین اب تو بیٹھا

چار چاند اور لگے دبدبۂ حشمت مین
چار زانو کبھی مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

۶۳ واسطی یہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند
کس لیے گھر مین بُرا کہتا ہی سب کو بیٹھا

دردِ فرقت سے تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا
اب ترے بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بارِ گران اُترا سبکباری ہوئی
تیغِ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوشِ سودا کچھ نہ کچھ
گل کھلے گلشن مین اے بادِ صبا اچھا ہوا

بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان
اُسکے ہاتھون سے چھٹا رنگِ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو
خوب سمجھے آپ کا کہنا بُرا اچھا ہوا

ابکی وہ شدت مرض کی ہی کہ مشکل ہی نجات
یون پڑا بیمار اکثر بار رہا اچھا ہوا

اب نہین جوشِ جنون مین اپنے بیگانے کی فکر
ہو گئے دامِ تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد مین خفت ہوئی کچھ تجکو اسکی ہی خوشی
اے دلِ نادان یہ تیرے حق مین کیا اچھا ہوا

شکر ہی گذری شبِ فرقت ہوئی پیدا سحر
ٹل گئی سر سے مرے کالی بلا اچھا ہوا

ہجو میری غیر کی تعریف تم کرتے ہو واہ
آشنا ٹھہرا بُرا نا آشنا اچھا ہوا

پاکے صحت اب غمِ دفعِ مرض مین ہون مریض
لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابروونکے وصف مین کہنے لگا جب مین غزل
ایک سے پھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھینٹیں دامن پہ جو پڑتین خون کی ہوتا خجل
ذبح کے دم اُسنے باندھے ست ویا اچھا

۶۴

واسطی کی لاش پہ آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا
نادانی کیسی ہمسے ہوئی کیا غضب کیا

رندون نے فاش پردۂ بنت العنب کیا
پیر مغان کا بھی تو نہ پاس ادب کیا

ہر چند سنگ راہ ہوئے بتکدہ مین بت
کعبے تلک پہونچ گئے ہم شکر رب کیا

غیرون کی یہ مجال تھی کرتے جو گفتگو
ہمنے فقط حضور کا پاس ادب کیا

محبوب رشک ماہ و لب مہر و جام مے
پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا

تحریر حسینِ ابروے پرخم کا وصف تھا
اُسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا

چھوٹا ہی چاہتی ہی رخ صاف پردہ زلف
زنگی نے قصد سیر دیار حلب کیا

گشتہ ہوے گلے پہ پھری تیغ مغربی
فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا

چھپکر گئے ہم اُسکی گلی مین سور آنکو
بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا

دیتے وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے
اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا

دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپکے
پیدا ملال آپنے کیون بے سبب کیا

۶۵

ای واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا
نام علیؑ کو شام و سحر ورد لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا
مزہ تو یہ ہی کہ لایا وہ پھل جدائی کا

جو ابکی زندہ رہے سہکے غم جدائی کا
نہ لینگے بھول کے بھی نام آشنائی کا

قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دے
بہار جاچکی اب لطف کیا رہائی کا

ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے
اُدھر سے شرط ارادہ ہی خود نمائی کا

سمجھکے جائین ذرا سیر خانقاہ کو رند
لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا

ہلال جانئے وہی فرقِ آسمان پہ بنا
گرا جو ٹوٹ کے نعل اُسکی زیر پائی کا

سنا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہی تقدیر آزمائی کا

کہان تھی یہ خلشِ خار راہ کی لذت
ہمارے سر پہ ہی احسان برہنہ پائی کا

یقین ہی تاج سرِ بادشہ اُلٹے سبے
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیارِ کوفہ حسینون کا کیا محلہ ہی
رواج اُنمین جو رہتا ہی بیوفائی کا

غبارِ خط سے مکدر ہوا جو عارضِ صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالعِ خفتہ ہی نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہی قصۂ یعقوب ہجر یوسف مین
خدا دکھائے نہ آنکھون کو دن جدائی کا

سمجھکے رقعۂ شادی وہ گل پڑھے شاید
لفافہ خط پہ کرون کاغذِ حنائی کا

عجیب فتنۂ عالم ہی مشت خاک بشر
پیمبری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

۶۶

جواب خط جو لکھا اُسنے واسطی کو
ہوا وہ نسخہ مجرب تپ جدائی کا

لطفِ شب آفتاب نکلتے ہوئے نہ تھا
وقفہ جہان کو رنگ بدلتے ہوئے نہ تھا

دار و مدار غیر ہی اب بزم یار مین
یہ اختیار تو مرے چلتے ہوئے نہ تھا

کوچے مین اُسکے جا کے ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوئے نہ تھا

بھولے نہ ہم عروج مین اُفتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوئے نہ تھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوئے نہ تھا

ملتا سبک روانِ عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوئے نہ تھا

تھا چار دن کا اپنے عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوئے نہ تھا

غافل ملال کا ہے مجھے اس چمن کے نخل
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوئے نہ تھا

روشن ہمارے دلکو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوئے نہ تھا

سوزِ غمِ فراق نے یہ حال دل کیا — اولے کیطرح کچھ بھی گھلتے ہوے نہ تھا
رہتا غرور سر مین حسینون کے کسطرح — جوبن ذرا شباب گئے ڈھلتے ہوے نہ تھا

۶۷
پیسا حنا کی طرح مرے دلکو واسطی
کچھ رحم اُنکو پانون کے ملتے ہوے نہ تھا

عرصہ ترے بیمار کو اب کھنچ نہین سکتا — گذری شبِ غم روز تعب کھنچ نہین سکتا
بند آنکھ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہر دم — نقشہ ترا اے برقِ غضب کھنچ نہین سکتا
کیون قتل مجھے تیغ نگہ سے نہین کرتے — خنجر جو نزاکت کے سبب کھنچ نہین سکتا
دولت سے کنارہ کوئی کرتا ہی جہانمین — دامن سے ترے دستِ طلب کھنچ نہین سکتا
زلفِ سیہ یار کا بندھتا ہی تصور — صدمہ ترا ای ظلمتِ شب کھنچ نہین سکتا
رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی کا — خمیازۂ ایامِ طرب کھنچ نہین سکتا
نازک ہی دماغ اُنکا یہان حال یہ اپنا — نالہ کبھی بے شور و شغب کھنچ نہین سکتا
جاتی ہی مرے دل سے کوئی اُلفتِ مژگان — یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھنچ نہین سکتا
ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت — چلہ بھی نقاہت کے سبب کھنچ نہین سکتا
مے دینے مین ای پیرِ مغان بخل ہی ناحق — کیا شیرۂ انگور و رطب کھنچ نہین سکتا
کچھ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا — آزار ترا گرمیِ تپ کھنچ نہین سکتا

۶۸
اُس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہِ عرب کھنچ نہین سکتا

ہی شبِ وصل سرِ شام نہ جانی سونا — اپنے عاشق کی ذرا سُنکے کہانی سونا
پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا — منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا
کھینچے تصویر تو اُس سیم بدن کی لکھنا — چھاپ پہلے ورقِ سادہ پہ پانی سونا
میرے نالونکی شکایت ہی جو مرجاؤ نہین — چین سے راتکو تم ای مرے جانی سونا

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہی
سنلے ای ماہ مری سحر بیانی سونا

چشمِ عبرت سے زمانے کا تماشا کرلے
پھر ہی ای راہروِ منزلِ فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھوں مین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اُڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کے ترا یوسفِ ثانی سونا

زرد رنگت سے کھلا ہی یہ کسیکا نقشہ
سوزِ فرقت سے ہوا ہی یرقانی سونا

بند ہوجائینگی آنکھین مری آجائیگی موت
غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کے بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسمِ پیری آیا
چاہیے چین سے ہنگامِ جوانی سونا

سیمتن یار کی زرگر سے یہ فرمایش ہی
زیورِ گوش کو درکار ہی کانی سونا

کھینچنی میرے رُخِ زرد کی لازم ہی شبیہ
کہ چڑھے کاغذِ تصویر پہ مانی سونا

گرمیِ عارضِ جانان سے پگھل جاتا ہی مہر
جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

واسطی دیکھ خبردار نکر آنکھین بند
شبِ فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

۶۹

کس شب انھین شغلِ مے و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصورِ دلِ شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوشِ تمنا نہین ہوتا

یون ہونیکو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سے کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دمِ نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسۂ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غمِ ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسون سے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا اُلفتِ دندان مین تجھے تشنگیِ شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

بیفائدہ کرتے ہین دوا میری اطبا
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

باہر ہی کھڑا رکھا یہ کہکر مجھے شب بھر
نامحرمون کا گھر مین گذارا نہین ہوتا

۷۰

ای وا اسطی تم دل سے عزیزون پہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمھارا نہین ہوتا

برتر ہی آسمان سے مقام ابو ترابؓ
لکھا ہی لوحِ عرش پہ نام ابو ترابؓ

روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ
آقاے دوجہان ہی غلامِ ابو ترابؓ

چکھا ہی اسنے کوثر و تسنیم کا مزہ
جسنے پیا ہی بادۂ جامِ ابو ترابؓ

گویا زبانِ پاک ہی اللہ کی زبان
قرآن کا ترجمہ ہی کلامِ ابو ترابؓ

مسکین مسیح کا ہی سر آسمان اگر
دوشِ رسول پہ ہی مقامِ ابو ترابؓ

گرتے ہوے نظر سے سنبھلتے ہین آجتک
کیا دستگیرِ خلق ہی نامِ ابو ترابؓ

اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک
چمکے جو مثلِ برق حسامِ ابو ترابؓ

وہ چشم ہی کرے جو تماشاے روے پاک
وہ گوش ہی سنے جو کلامِ ابو ترابؓ

پیدایش آپکی ہی کہین بو البشر سے قبل
اسبات پر دلیل ہی نامِ ابو ترابؓ

جسدن سے کربلا مین چھپا آفتابِ دین
صبحِ ابو ترابؓ ہی شامِ ابو ترابؓ

جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل
اللہ سے سلام و پیامِ ابو ترابؓ

روشن جہان پر ہی حسینؑ و حسنؑ کی قدر
وہ مہر تھے یہ ماہ تمامِ ابو ترابؓ

زیرِ قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ
اللہ رے وقار خرامِ ابو ترابؓ

۷۱

کہتے ہین جسکو طائرِ توحید وا اسطی
ہی پاے بند حلقۂ دامِ ابو ترابؓ

ہین جو کاتب واقفِ رازِ نہان عندلیب
لکھتے ہین اوراق گل پر داستانِ عندلیب

لائی طوفان اسقدر اشکِ روانِ عندلیب
نوحؑ کی کشتی بنا ہی آشیانِ عندلیب

آشیان کیسا ہی تن مین نہ جانِ عندلیب
آتشِ گل نے جلایا دودمانِ عندلیب

وصف ہو سکتا نہین ہی اُسکے روے سرخ کا
لال ہی مانند برگِ گل زبانِ عندلیب

در قفس کا کھولدے جب بھی نجائے سوے باغ
چاہیے جب صیاد کرلے امتحانِ عندلیب

کردیا برباد دونونکو خزان نے اسقدر
ہی پتا گل کا نہ گلشن مین نشانِ عندلیب

باغبان زلفِ عروسِ باغ کی لازم ہی زیب
شانہ بنوا لیجیے کوئی استخوانِ عندلیب

سوزِ اُلفت سے ہوا کیا اتحادِ حسن و عشق
آتشِ گل کا زبانہ ہی زبانِ عندلیب

رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی
گل چمن مین اُڑتے پھرتے ہین پسبانِ عندلیب

جانِ تازہ آئی حسنِ یوسفِ گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہین بختِ جوانِ عندلیب

شاخِ گلبن سے ابھی صیاد لٹکاتا قفس
صاحبِ تاثیر اگر ہوتی فغانِ عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحادِ حسن و عشق
نکہتِ گل ہو جو نکلے تن سے جانِ عندلیب

خانۂ صیاد سے اب اُڑ کے جا سکتی نہین
تھا کبھی صحنِ چمن مین آشیانِ عندلیب

ہی اگر قصدِ سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو
یوسفِ گل کو ہی لازم کاروانِ عندلیب

حال یہ عاشق کے ہوتے مہربان معشوق گر
پوچھتا دامن سے گل اشکِ روانِ عندلیب

شاخِ گل پر آشیان رہنے بھی دے اے باغبان
کچھ نہ ہوگا بامشتِ استخوانِ عندلیب

گل نہین رکھتے جو گوشِ حق شنو پروا نہین
ساکنانِ عرش سنتے ہین فغانِ عندلیب

وصف لکھا ہی جو مین نے اُس گل رخسار کا
نغمہ پیرا ہی قلم میرا لسانِ عندلیب

۷۳

خرمنِ گل جل کے خاکستر ہوا اے واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشانِ عندلیب

طاقت آجائے جوان ہو جو پیے پیر شراب
ساقیا رکھتی ہی خاصیت اکسیر شراب

ہجر ساقی مین تنفر ہی یہ میخواری سے
خون مرا ہو جو کھنچے صورتِ شمشیر شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تہیدستی ہے
کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہانکے میکش / دے خدا نطق تو مانگے مری تصویر شراب
نشہ مین یاد جو اُس مہر لقا کی آجائے / اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب
مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتے ہین / ہجر ساقی مین ہی آبِ دم شمشیر شراب
کیا خجالت ہی کہ اُسکے لبِ میگون کے حضور / ہی سفید اپنی نظر مین صفتِ شیر شراب
آفتاب اُسکو بجا سارا جہان کہتا ہی / ساقیا رکھتی ہی خورشید کی تنویر شراب
مے پیون ہجر مین ساقی تو ابھی مرجاؤن / صاف دکھلائے مجھے زہر کی تاثیر شراب
راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین / ڈر ہی مجکو نہ کرے صاحبِ تقصیر شراب

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشون کے چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغییر شراب

۷۳

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب / جاے ساقی نکرے مجکو گنہگار شراب
کثرتِ گل ہی اُدھر غلبہ مستی ہی ادھر / فصل گل آئی ہی پھر پیتے ہین میخوار شراب
ہی یہی دور تری نرگسِ میگون کا اگر / رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب
مے پیون فرقتِ ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر / کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب
کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کٹتا ہی / نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب
جس جگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش / مول جی بیچ کے لیتے ہین خریدار شراب
فکرِ اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہی خیال / ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب
منھ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی / تھی مگر فرقتِ ساقی مین کفِ مار شراب
ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین / لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب
ہون وہ میخوار کہ ساقی ہی مری نظروں مین / گلِ شاداب قدح شبنمِ گلزار شراب
پیک یون پان کی ہی اُسکے گلے سے ظاہر / جسطرح شیشۂ بلور مین گلنار شراب
مست ہون ساقیِ کوثر کی مے الفت سے / پھر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

کشتیِ مے کو نہ کسطرح کہون کشتی نوئح
بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

۷۴

واسطی موسمِ گل مین ہی دو رنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

اندازِ سخن خوب چلن خوب ادا خوب
جو بات تمھاری ہی وہ ہی نامِ خدا خوب

دل پیستے ہو زیرِ قدم مثلِ حنا خوب
پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپنے کیا خوب

آئینہ بنایا ہی مجھے بحرِ جہان مین
ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب

مجکو تو محبت ہی یہ بت جانین نجانین
آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب

یہ شہرِ حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت
ہی ایک سے اک اسمین بتِ ماہ لقا خوب

آخر یہ دیا حکم کہ اسے یہ چھوڑو
کی دردِ محبت کی طبیبون نے دوا خوب

گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا
کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب

دعوی ہی ترے ابروے خمدار سے اسکو
کسطرح مہ نو نہ ہو انگشت نما خوب

منھ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا
ای غیرتِ مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب

اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو
ہی نغمۂ بلبل سے بھی آوازِ درا خوب

۷۵

ای واسطی اُس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہوئے ہین ناتوان بہت
تھوڑے بھی تیرے ظلم ہین ای آسمان بہت

سر پر ہمارے کوہِ الم ہی گران بہت
ہر چند مثلِ کاہ ہین ہم ناتوان بہت

یارانِ ہمسر خروش مین ہوتے ہین ہم سبک
ای تیغِ یار ہمسے ہوئے سرگران بہت

بیچھو بات بات مین دیتے ہو گالیان
بگڑی ہوئی ہی آپکی صاحب زبان بہت

زاہد کو اسقدر اگر انکار ہی تو ہو
ایسے مرید حضرتِ پیرِ مغان بہت

اب چند روز کنجِ قناعت ملو بیٹھیے
حرص جہان مین عمر ہوئی رائگان بہت

اس وجہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
بل کر رہا ہی گیسوے عنبر فشان بہت

پہونچونگا دم مین قید سے پاؤن تو مخلصی
کنج قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنینگے نہ ہم صدا
چلا رہا ہی کیون جرس کاروان بہت

کسکو تمھارا مطلع ابرو نہین پسند
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت

درپیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھکے نہ بول ای زبان بہت

ای فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے نیمجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہلین ایک بھی کبھی
دل بھی تمھارا تنگ ہی مثل دہان بہت

کیا مجھ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو
کمزور کھنچتے کھنچتے ہوئی ہی کمان بہت

۷۶

پہونچے تو مر کے کوچۂ قاتل مین واسطی
درپیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اٹھون آئے نظر یار کی صورت
یا رب نہ دکھانا مجھے اغیار کیصورت

چھپتی ہی نہین صاحب آزار کیصورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کیصورت

زنہار تواضع یہ نجا اہل جہان سے
جھکتے ہین یہ مکار تو تلوار کیصورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہی گل کی ہمین یاد نہ گلزار کیصورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہی
ابتک تو نہین دیکھی ہی بازار کیصورت

مرغوب ہی نقطۂ دہن یار کا ایسا
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت

بلبل کیطرح شیفتۂ باغ نہین ہین
گل مجھسے خلش کرتے ہین کیون خار کیصورت

ششدر رہون جدائی مین تیرے دیکھکے عالی
بیحس ہی بدن صورت دیوار کیصورت

مجروح کرے تیغ فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا دار کیصورت

ہی عفو خطا شیوۂ ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوے آئے ہین گنہگار کیصورت

کیا جام مین نہ عکس نہین گیسوے ساقی
محو ہوگئی قاتل جو کفِ مار کیصورت

غمگین ہوں نہیں ایسا مجھے نفرت ہی ہنسی سے — دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کی صورت
ثابت تھا جو گھر میں صفت کوکب ثابت — سیارہ ہی وہ کوکب سیار کی صورت
یہ دل میں مرے رہ گئی حسرت کہ شب وصل — لپٹا نہ گلے سے ترے میں ہار کی صورت

۷۷ — اے واسطی اغیار بہت چڑھتے ہیں منھ پر
دم بھر میں بگڑ جائیگی دو چار کی صورت

وہ دل کہاں کہ جسمیں ہے آرزوے دوست — اور وہ زبان کہاں کہ کرے گفتگوے دوست
کسطرح صحن باغ کو سمجھوں نہ کوے دوست — پھولوں کو سونگھتا ہوں تو آتی ہی بوے دوست
ہر گلمیں دیکھتے ہیں بھری آرزوے دوست — سنتے ہیں ہر زباں سے ہم گفتگوے دوست
لطف و غضب اُسکے نمونہ ہی ہر چمن — پھولوں میں بوے دوست ہی کانٹوں میں خوے دوست
مرغان خوش نوا جو چہکتے ہیں باغ میں — ہم جانتے ہیں کرتے ہیں یہ گفتگوے دوست
بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال — یارب ہمارے ہاتھ ہوں طوق گلوے دوست
رضوان دکھائے خلد تو دیکھیں نہ اک نظر — آنکھیں ہیں اپنی محو تماشاے روے دوست
راہیں ہیں دو جاؤں جاہی جدھر جل ہی ایک راہ — کعبہ مقام یار ہی بتخانہ کوے دوست
غنچے چٹک رہے ہیں نسیم سے جو باغ میں — کانوں کو آ رہی ہی صداے گلوے دوست
رضوان کی بھی طلب سے نجاتا کسی طرح — گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست
سیر چمن سے کیوں نہ شگفتہ ہو اپنا دل — لالے میں رنگ یار کا ہی گل میں بوے دوست
پیکان تیر یار کے سینے کو دل چلا — صادق وہ دوست ہی جو کرے آرزوے دوست

۷۸ — سارے جہاں سے نہیں کچھ کام واسطی
منھ ہو گئے ہیں قبلہ نما اپنا سوے دوست

کہتا ہوں میں ہم وہ سنتے نہیں ہیں کسیکی بات — کیونکر نہ دل میں دلکی رہے جی میں جی کی بات
ایسے بتوں کو بنایا ہی سنگدل — دل لیکے کوئی کرتے نہیں دلبری کی بات

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہ ہو
انصاف شرط ہے کہ یہ ہے منصفی کی بات

ناخوش ہوے تو کہنے لگے دیکے گالیان
مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہے میرے جی کی بات

بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا
آزردہ آپ کیون ہین یہ تھی دل لگی کی بات

گذری جو کچھ رقیبِ سیہ دل پہ کل وہان
ہے یہ خلافِ وضع کہین کیا کسی کی بات

بلبل کے دردِ دل پہ عبث خندہ زن ہین گل
رونے کا ہے مقام نہین یہ ہنسی کی بات

قاتل کو دار و گیرِ قیامت کی دی خبر
دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

۷۹
اچھا نہین ہے صحبتِ بد مین یہ اختلاط
حق کہدیا ہے یاد رہے واسطی کی بات

کہین کیا کسقدر ہے دل خدا دوست
وظیفہ رات دن ہے اسکا یا دوست

وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست
شنا اسکی زبانسے بھی جو یا دوست

خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ
بہت بندہ کو رکھتا ہے خدا دوست

کہو تو غیر کے منھ پر بھی کہدین
نہین ہمسا تمھارا دوسرا دوست

نہین ہے کوئی زیر خاک اپنا
لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست

جو اسکا ہے عدو میرا عدو ہے
جو اسکا دوست ہے وہ مرا دوست

ہوے مفلس ہوا دشمن زمانہ
ہوے منعم زمانہ ہو گیا دوست

کرین ہر روز ہم دربار اس کا
کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست

طریقِ نیک ہے بلا جنس نوازی
نہ رکھے کاہ کو کیون کہربا دوست

قضا بھی الاماں کہکر ہو بیدم
جو آئے کھینچکر تیغِ ادا دوست

بلند و پست یکسان ہے مرے گھر
کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اٹھا دوست

۸۰
بن آئی واسطی اعدا کی کیسی
نصیبِ دشمنان گر ہو خفا دوست

شمعِ اجل جلائیگی پروانۂ حیات / اک خواب ہی جو سنتے ہین افسانۂ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات / پھر کیا ہی ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات

ساقی نے جبتلک کہ بھرا ساغرِ شراب / لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات

اچھا ہوا کہ سوزِ محبت سے دل جلا / محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات

ہی آسیائے چرخ کی گردش اگر یہی / پیسیگی ایک روز مرا دانۂ حیات

آئے اگر ہوائے اجل ہوگا چور چور / نازک حباب سے ہی یہ پیمانۂ حیات

الفت مین یان بتونکے ہوئی صرف زندگی / بتخانہ بن گیا ہے مرا خانۂ حیات

کہتے ہین نیستی جسے ایسا وہ باغ ہی / ہی دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات

دکھلائے جب چمک کے وہ خنجر ضیائے شمع / کیونکر نہ جلکے خاک ہو پروانۂ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شرابِ عیش / ہم بھی ہین ایک مئی‌کش میخانۂ حیات

اس میکدے مین ہوگا لبالب نہ جامِ عیش / لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانۂ حیات

دودن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی / بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

۸۱

مجھ مشتِ پر سے ہی خلش باغبان عبث / ظالم اجاڑتا ہی مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت مین ہمکو تم / پھر بار بار کرتے ہو کیون امتحان عبث

سر پر فلک ہی چتر زمین فرش زیر پا / بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہین اسکو یہان ہر مکان مین / کیون جستجو مین جایئے تا لامکان عبث

کافی ہی اک نگاہ مرے قتل کے لیے / کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

چکر مین ہون زمانے کی گردش سے آپ مین / کیون پھر رہا ہی سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جامِ بادہ ساغرِ آبِ حیات ہی / رندو نہین ہی خدمتِ پیر مغان عبث

ظاہر ہی چاند پر دو نسے خورشید کی ضیا / پردہ ہی ہمسے آپکا اے مہربان عبث

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ — ترکش مین تیر کی ہی جگہ بیگمان عبث
اندیشہ ہی خبر نہ کسی راہزن کو ہو — جلا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

۸۲

صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار کا
ای واسطی ہی اُسکے دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ ہی پردہ جانی عبث — سناتا ہی کیون لن ترانی عبث
جہان مین کوئی سننے والا نہین — کہون کیا مین اپنی کہانی عبث
کسی روز پیری ہی اور عاجزی — جو الفہ ہی کبر جوانی عبث
چھپا نکتہ دانون سے بھی وہ دہن — ہوا دعوی نکتہ دانی عبث
محبت ہی وہ جسمین باطن ہو صاف — یہ ظاہر کی ہی مہربانی عبث
کبھی کھنچ سکیگی نہ اُسکی شبیہ — تردد مین بیٹھا ہی مانی عبث
مجھے نشۂ بادۂ عشق ہے — ہوین کیون می ارغوانی عبث
خدا سے ڈرو پانون پڑتے ہین ہم — بتو ہم سے ہی سرگرانی عبث
کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوے گور — نکر زور ای ناتوانی عبث

۸۳

فقط آمد و رفت ہی واسطی
دو روزہ ہی یہ زندگانی عبث

تنگ ہی عارض کو اُسکی نازکی مین گل سے بحث — زلف اُلجھکر کہتی ہی کیا کیجیے سنبل سے بحث
صاف ظاہر ہی خموشی ہی جواب جاہلان — کون کرنے جائے صحن باغ مین بلبل سے بحث
کیا ہی دربان کی حقیقت یار سے بگڑے ہین ہم — جزو کی پروا نہین مد نظر ہی کل سے بحث
بادۂ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے — شیشۂ مے سے کرے دل آنکھ جام مُل سے بحث
غیر خاموشی نہین کچھ سوز با مین ہین تو کیا — کر نہین سکتا ہر موشانہ اُس کاکل سے بحث
ہین وہ جادوگر تری آنکھین کہ اُنکا ہی قول — بات اک بیکار ہی ہی ساحر بابل سے بحث

۸۴

طوطی خامہ ہی جو شکر فشان ای واسطی
آج ہی منظور اسکو بلبل آمل سے بحث

آیا ہی میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہی خزان اسنے بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلئے بط می کا شکار آج

کرتا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابر بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جسمین ہو گا سا تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہی تجھے اختیار آج

لیتے ہین دستگیر کے وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

شاید کسی کے خون کا تمنے ملا ہی گیا
کیسا چمک رہا ہی تمھارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پر ای رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہی فلک پر مدار آج

۸۵

ہی نشہ اسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہی کب کسی کی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوے یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

گھر مین بھی ہی سیاہ شب انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہی پروردگار آج

آئیگا چھپکے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کر دے ای نسیم چراغ مزار آج

اک سیڑھی کوے یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئیگا وہ شہسوار آج

ہریالی تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج

نالہ یہ کسیکے دل سے آہی نکل گیا
ہر سمت پھک رہے ہین جو شہر و دیار آج

ستارے ہو گئے ہین مرے اشکون نے دور کین
ذرہ بھی اسکے دل مین نہین ہی غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہی انکا نشان مزار آج

یارو یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی
گر گر گئے ہین سرو لب جویبار آج

کل تک تو اپنی آنکھ سے بہتی تھیں ندیاں | کیا ہی جو تر نہیں مژۂ اشکبار آج

۸۶

گھر میں ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطی
ہم دیکھتے ہیں قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج | عیسیٰ نہ کر سکے ترے بیمار کا علاج
سیکھا ہی علم طب وہ ہوے ہیں نئے طبیب | کرتے ہیں پانچ سات کا دو چار کا علاج
ممکن نہیں کہ کوئی مداوا اثر کرے | آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج
ای گل مریض ہیں تری آنکھوں کے لاکھوں | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پیری میں مل گئیں وہ جوانی کی گرمیاں | کافور سرد تھا مرض حار کا علاج
آزردہ ہو کے آنکھیں نکلوائیں یار نے | یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج
دیں کیا کلام بے سروپا کا جواب ہم | ہی خامشی جہالت اغیار کا علاج
کب وہ طبیب پوچھتے ہیں مفلسوں کا حال | کرتے ہیں دل لگا کے جو زردار کا علاج

۸۷

مشکل ہی صحبت دل پرداغ واسطی کا
آسان ہی داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج | تیغ ابرو کم نہیں شمشیر کی کیا احتیاج
ہاتھ اٹھائیں جب دعا کو سیم و زر کے ڈھیر ہوں | خاکساروں کو ترے اکسیر کی کیا احتیاج
میرے چہرے سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد | سامنے اُس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج
یہ بھی کافی ہی مرے تسکین دل کے واسطے | سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج
ہی تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے | اے مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج
جی میں ہی اُس کے میں بے مکتوب پہونچوں نامہ بر | سب اُسے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج
جمع اغیار میں کیوں مجکو کرتے ہو طلب | اس رقعے میں مری تشہیر کی کیا احتیاج
آشکارا تم نے مارا دفن کا اب حکم دے | ہو چکا مشہور میں تشہیر کی کیا احتیاج

تخت تختہ خاک کا داغ جنون ہی تاج سر — وحشت کا مالک ہون مین جاگیر کی کیا احتیاج
جو پھنسا ہی زلف مین اُسکو عبث کرتے ہو قید — آپکے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج
سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر — رکھتی ہی یہ شمع قمر گلگیر کی کیا احتیاج
ہون مریض عشق مین جاکر طبیبو سے کہو — چھوڑ دو تقدیر پہ تدبیر کی کیا احتیاج
اک نگاہ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو — ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج
غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوئے عدم — ہی ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج
کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسن یار کی — مصحف رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج
صبح تک بیدار رہتا ہون مین شب واسطی — میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

۸۸

ہزار شکر جہان سے ہی اپنی رخصت آج — تعلقات جہان سے ملی فراغت آج
زبان یار پہ آئی مری شکایت آج — ہزار شکر کہ یون کھلگئی محبت آج
وہ یاد آتی ہی تا صبح تیری صحبت آج — نہ دیتے دل تو اُٹھاتے یہ کیون مصیبت آج
دکھاکے چہرہ دُر اشک سے بھرا دامن — ملی ہی ہمکو یہ دولت تری بدولت آج
پڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی — ہما کو ہاتھ لگی ہی عجیب نعمت آج
مریض عشق کی اتنی نہین خبر تمکو — زیادہ گل سے بھی ہی غیر اُسکی حالت آج
یہ خط سبز کو اُس رخ پہ دیکھکر سمجھے — جناب خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج
برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے — جلائے کیون مجھے پروانہ سان غیرت آج
چلے جہان سے جھگڑا ہی مٹگیا سارا — کہو وہ نزع مین آجائین بہر رخصت آج
وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے — جہان مین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج
گذر گئی شب وصلت وہ گھر کو جاتے ہین — دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج
اُداس خانۂ زندان ہی جب نگہبان ہین — کہ بیجلی ہی ہمین سوے دشت وحشت آج

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن
اٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہی ظلمت آج

جو ہمنے اُنکے بُلانے کو آدمی بھیجا
کہا نہ آئینگے کہنا نہیں ہی فرصت آج

اُٹھے ہین دیکھکے مُنہ ایک خوبصورت کا
یقین ہی روز کٹیگا بعیش و عشرت آج

۸۹
نہ دیکھے ایک مین دو واسطی کئی لاکھون
کھلی ہی کثرتِ تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہی ہمسے کو بنا ہی خوب گنج
ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوب گنج

آمد آمد دیر سے اُس غیرتِ یوسف کی ہی
کشورِ دل مین بسایا چاہیے یعقوب گنج

ای حریصو جمع مال و زر سے توبہ چاہیے
صورتِ قارون نہ تمکو بھی کرے معتوب گنج

دیکھ لیتے ہین تو اُسکو جانتے ہین سر کا گنج
کسقدر تیرے فقیرونکو ہی نامرغوب گنج

۹۰
سچ ہی نام نیک ہی اقبالمندی کی دلیل
واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہی ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح
شام ہجران بھی کریگی گردشِ ایام صبح

فیض تو دیکھو ذرا نورِ کفِ پُر نور کا
ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہی چھڑیکی شام صبح

رات دن ایامِ ہجران مین برابر ہین سیاہ
شب گذرتی ہی تو ہوتی ہی برلے نام صبح

آفتابہ بنکے آتا ہی فلک سے آفتاب
غسل کو جاتا ہی جب وہ جانبِ حمام صبح

صبح شام اکجا ہی دیکھو تو کرامت حسن کی
شام ہی وہ زلف مشکین وہ رخِ گلفام صبح

پھوٹی آنکھین جنکی ہین اُنکو کب آتی ہی تمیز
شام سمجھا نے نجانے دیدۂ بادام صبح

کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش
جاگتے ہین شبکو جو کرتے ہین وہ آرام صبح

ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم
بادۂ گلگون سے ساقی نے بھرا ہی جام صبح

خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر
شام ہوتی ہی قفس مین ہمکو زیرِ دام صبح

موسمِ پیری مین انسانکو تواضع چاہیئے
جھک کے پڑھتے ہین نمازین صاحبِ اسلام صبح

٩١

جانتا ہون ہی جوابِ خط کا تجھکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح
بسی ہی جاکے کسی گلبدن کے ہار مین روح

رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح
تو جاکے بیٹھ رہی خلدِ کوے یار مین روح

ہوائے گیسوے رخ مین کہان کہان نہ پھری
حلب مین صبحکو تھی شام کو تتار مین روح

امید فاتحہ خوانی جو اُسنے تھی پس مرگ
قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح

دکھا کے آنکھ یہ ساقی نے کردیا بے لطف
کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح

قضا کے ہاتھ سے بچنا محال ہی اسکا
ہزار جاکے چھپے آہنی مزار مین روح

ملیگا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اکدن
نہ اختیار مین تن ہی نہ اختیار مین روح

کسی کا ساتھ مصیبت مین کون دیتا ہی
بدن کے ساتھ ہوئی دفن کب مزار مین روح

یقین ہی خاک لحد مین اُگا کرے نرگس
نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح

گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین
کہان کہان نہ پھری جستجوے یار مین روح

قفس کو لالے جو اکبار باغ مین صیاد
کبھی سمائے نہ پھولے تن ہزار مین روح

٩٢

کیا خیال بہت واسطی نے پر نہ کھُلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسۂ رخ جو لیا زلف پریشان کیطرح
پھیر لی آنکھ مرے یار نے مژگان کیطرح

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے
چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح

جوشِ وحشت مین جو مجھسے وہ پریرو ہو جدا
چاک ہو جاے جگر کیون نہ گریبان کیطرح

غرق دریاے فنا ہوا ابھی سارا عالم
تیغ قاتل جو اُٹھے نوح کے طوفان کیطرح

چٹکیون مین مجھے ہر دم یہ اُڑانا کیسا
اے پری بیٹھ مرے پاس تو انسان کیطرح

وصف مین کس چمنِ حسن کا کرتا ہون رقم
کہ چہکتا ہی قلم مرغِ خوش الحان کیطرح

ای پری ہاتھ جو آئی ہی ترے انگشتر
میر اتابع بھی زمانہ ہی سلیمان کی طرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہی صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اور ترک
سر پٹکتے ہین تن خلق سے باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو اشکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آ کر وہ لپٹ جاے گریبان کیطرح

ساتھ ہی اوج کے قسمت نے ہمین پست کیا
جب اُٹھے بیٹھ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہی حاجت ای گل
ہاتھ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کی طرح

واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سے نکلتا نہین ارمان کیطرح

۹۳

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پھیلی نہین کرن
نشتر چبھو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا جچیگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کی طرح
جز شام تیرگی سے نہین اپنے گھر مین صبح

دیکھا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شکل اجل ہی دیدۂ شمع سحر مین صبح

ای مہر روز در پہ ترے جوہری کی طرح
یاقوت مہر لاتی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جاے اگلی سفر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچھ رات سے چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہی کھٹکا ہی موت کا
اچھی ہی ایک نالۂ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے حلقۂ بیرون در مین صبح

۹۴

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

لب مثلِ لعل یار ہے لعلِ نداب سُرخ
پرتو سے جسکے آب ہی مثلِ شراب سُرخ

اُٹھے مزہ پلائے جو ساقی شراب سُرخ
آتش پہ پختہ ہو کے ہوے ہین کباب سُرخ

مہندی لگاکے دھوئے ہین دریا مین کسنے ہاتھ
یاقوت کا پیالہ ہی ہو کر حباب سُرخ

گلگشت کو جو یادِ رُخِ یار مین گئے
پھولونمین ہمنے پھول کیے انتخاب سُرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیری مین کیون سفید
ہی وقتِ صبح رنگِ رُخ آفتاب سُرخ

سمجھے شفق کو چرخ پہ مستی مین دیکھکر
مینائے نیلگون مین بھری ہی شراب سُرخ

کشتہ ہون اُسکے دستِ نگارین کا ہی یقین
ہنگامِ حشر ہو مری فردِ حساب سُرخ

تاثیر دیکھنا رُخِ گلرنگ یار کی
ہی برگِ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سُرخ

اُسکے گلے سے پان کی سرخی ہی یون عیان
ہو شیشۂ بلور مین جیسے شراب سُرخ

حاضر لہو ہی زخمِ شہیدانِ عشق کا
مہندی سے ہاتھ پانون کرین کیون خضاب سُرخ

باقی رہی نشانِ شہادت تہِ زمین
کر دو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سُرخ

وہ گل کرے جو ترکِ نہانے کو چند روز
دریا مین روتے روتے ہو چشمِ حباب سُرخ

خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتابِ عشق
ہی فصل فصل سُرخ یہان باب باب سُرخ

رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب
دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سُرخ

۹۵

کس گل کا وقتِ خواب تصور ہی واسطی
آنکھونکے پردے ہین مع رگہائے خواب سُرخ

شمع امین ہی وہ رُخ برقِ تجلی ہی وہ رُخ
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہی وہ رُخ

مثلِ پروانہ وہان مرغِ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہی وہ رُخ

حُسن کو اُسکے پہونچتا ہی کہان کوئی حسین
مہر سے ماہ سے رتبہ مین دوبالا ہی وہ رُخ

منکرون سے یہ کہو چشم بصیرت کھولین
حسن اعجاز نما ہی ید بیضا ہی وہ رخ

منہ ہی آئینہ کا دعویٰ جو صفائی کا کرے
دل عارف سے کہین بڑھکے صفا ہی وہ رخ

سحر عید ہی ارباب نظر کے حق مین
صبح نوروز لئے دیدۂ بینا ہی وہ رخ

مثل موسیٰ ہو نہ کیون دیکھکے غش یکجہان
شعلۂ طور کا دیکھو تو مثنیٰ ہی وہ رخ

ظلمت بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب
قمر ہالۂ آغوش تمنا ہی وہ رخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور
جلوہ گر صاف تہِ زلف چلیپا ہی وہ رخ

جز ترقی ہی کہان حسن جوانی کو زوال
خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہی وہ رخ

ہو کے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ
لب جان بخش کے مانند مسیحا ہی وہ رخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے
پیش ازین گل تھا مگر اب گل رعنا ہی وہ رخ

کھیلتا ہی کبھی شطرنج تو اے واسطی کبھی
مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہی وہ رخ

واسطی خوف معلم سے جو مکتب مین ہی زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآن مطلا ہی وہ رخ ۹۶

مہتابی اس مکان کی ہی کسقدر بلند
ایسا نہین ہی چرخ پہ برج قمر بلند

جیسا وہ سرو قامت موزون ہی سر بلند
ایسا نہین ہی باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قد بلند کا
انسان کو ہی مزہ کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتۂ عشق کمر نے کیا مجھے
دیوار مقبرے کی بھی ہو تا کمر بلند

کی ہی ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار
عنقا کا نام خلق مین ہی کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا
نعرہ ہوا اذان کا جو وقت سحر بلند

رفتار مور کی سے کہ مجھ ناتوان کی چال
ہوتی نہین ہی راہ مین گرد سفر بلند

پائین ہم اسکا بوسۂ ابرو محال ہی
ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخ شجر بلند

سمجھو ہوا پہ اسکو نہ ابر بہار تم
ہی دود آہ عاشق خستہ جگر بلند

ممکن نہین کہ دیکھ سکے کوئی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہی اسقدر بلند

کیسا سپہر عرش معلی بھی پست ہی
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہی ہمکو نہ یون ستا
بیدکر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہی سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہی آشیانۂ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہاے تر بلند

منعم خدا ہی دامن دولت قریب ہی
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہی مرتبۂ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامتِ جانان جو واسطی
مضمون مرے کلام مین ہی بیشتر بلند

۹۷

خجلت سے تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفتِ یاسمن سفید

زندونکو ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مُردونکو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید

مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہی ابھی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا یہ تمکو حسن ز وروزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا انھین یہ کھاتے ہین جو ہین شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کا کسکو یہ درپیش ہی سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے موے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہی کہ ہمارا کفن سفید

اُس گلبدن کے رنگ بدن کا بیان ہو کیا
ہو جاے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالون مین اُسکی مانگ
ظلمات مین روان ہی یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغِ سفید ہی یہ نہین یاسمن سفید

آئے شکار کو جو نہ دورو زبھی وہ ترک ۔۔۔ ہو روتے روتے چشم غزالِ ختن سفید

۹۸

شرمندہ ہو گے اُس لبِ لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثل آب شراب کہن سفید

وصف گیسو و دہن ہی ای قمر طلعت پسند ۔۔۔ موشگافو نکی طبیعت بھی ہی کیا دقّت پسند
مرد بے پروا ہون مجکو ہی فقیری کا مزا ۔۔۔ ہین جو طامع اُنکو دنیا کی رہی دولت پسند
صاف دل ہین اور پیرونکے نہین ہین ہم مرید ۔۔۔ حضرتِ پیرِ مغان کی ہی ہمین خدمت پسند
دستِ فیض ایسا کہان ہی جس سے بیعت کیجیے ۔۔۔ ساقیا دستِ سبو سے ہی ہمین بیعت پسند
چل کے کعبہ کو سوے بتخانہ پھر آتا ہی رونا ۔۔۔ ای پری رو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند
کعبے مین آئے نظر سب ہمکو معنی آشنا ۔۔۔ بتکدے کے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند
کوئی کیا جانے کہ سوزِ عشق مین ہی کیا مزا ۔۔۔ عیش وصل اورونکو ہمکو ہی غم فرقت پسند
دیکھکر میخانہ مین مین نے یہ زاہد سے کہا ۔۔۔ کیا ہوئی پرہیزگاری تھی جو یا حضرت پسند
سایۂ شمشیر قاتل مین بھی دم لیتا نہین ۔۔۔ تا نہ مجکو بھی کوئی ناداں کہے راحت پسند
آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اُسے نام آوری ۔۔۔ بے سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند
دل سے باتین رفع سارا شور و شر قائم جہاں ۔۔۔ سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند
لقمۂ غم ہی گوارا ترک دعوت کا طعام ۔۔۔ فرطِ غیرت سے ہی ہمکو رزق بے منت پسند

۹۹

مرتے مرتے خوب سوجھی دلکو اپنے واسطی
کوے جانان مین جگہ کی ہی پے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجکو پری کی یاد ۔۔۔ بھولا مین دو جہان کو رہی اک اُسیکی یاد
ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا ہو ۔۔۔ کچھ اپنی یاد ہی نہ مجھے اب کسی کی یاد
دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے ۔۔۔ ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد
ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو ۔۔۔ بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر
ہندی کی ہی نہ بیت کوئی فارسی کی یاد

مرغانِ خوشنوا کی صدائین جو ہین بلند
کرتے ہین ہر سحر یہ چمن مین اُسی کی یاد

آتے نہین لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ
کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسی کی یاد

سرگشتہ مثل سایہ مین دیوانہ کیون نہون
رہتی ہی ابتو دلکو مرے اُس پری کی یاد

کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین ✤ ✤
مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد

رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا
یا دش بخیر کیا کرین دلکی بدی کی یاد

100 ملتا کوئی جلیس جو انکا تو پوچھتے
ہوتی ہی بزمِ عیش مین کچھ واسطی کی یاد

ہم ہین یون محبس فکر زن و فرزند مین بند
جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند مین بند

ہمکو منظور کہ خط لکھکے کرین اُسکو تمام
شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند

عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحبِ فیض
کبھی رہتا نہین زرمشتِ خردمند مین بند

نطق شیرین پہ بہت ناز ہی طوطی کو مگر
وہ تو ہوتا ہی ترے ایک شکر خند مین بند

وصف مین اُس لبِ شیرین کے زبان کیا کھولون
لب ہوے جاتے ہین جوشِ ثمر و قند مین بند

یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سُنی
ہی زبان وصفِ رخِ آئینہ مانند مین بند

عقل حیران ہی کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی
کیون خوشی آکے ہوئی اس دلِ خرسند مین بند

101 واسطی دخترِ رز کا نہ ٹھکانا پوچھو
جلے شیشہ یہ پری رہتی آوند مین بند

بازوے یار پر جو تھا تعویذ
وہ مری قبر کا ہوا تعویذ

اُسنے ہمکو جوابِ نامہ لکھا
یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ

کوئی بیمار عشق بچتا ہی
محض بے فائدہ دعا تعویذ

مہر سے بھی سوا چمکتا ہی
تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

۱۰۲ واسطی شاید آئے راہ پہ یار
بھیجیے روز ایک نیا تعویذ

داغِ سودا یون عیان ہی میرے جسمِ زار پر | نصب آئینے ہون جیسے جابجا دیوار پر
مست اُلفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر | کہتے ہین ابر سیہ چھایا ہی یہ گلزار پر
صبح تک ای رشکِ عیسیٰ جان بچنے کی نہین | رات بھاری ہی جدائی کی ترے بیمار پر
داغِ اُلفت نے دکھائین واہ کیا نیرنگیان | ماہ گردون پر بنا لالہ ہوا کہسار پر
قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے | بیڑیون نے غل کیا ڈاکہ پڑا بازار پر
کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوقِ قتل مین | سرفروشون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر
خوف ہی پیرِ مغان کو وقتِ شب پیمانہ مین سمست | بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر
زلف کی اُلفت سے مملو ہی ہمارا بال بال | ہاتھ اگر کھینچے تو رکھدین مصحفِ رخسار پر
ہٹ گیا پردہ جو اُسکے روے آتشناک سے | گر پڑی بجلی چمک کر طالبِ دیدار پر
جسمِ خاکی پر نہین میرے داغِ سودا جلوہ گر | یا چراغان ہین دیوالی مین کسی دیوار پر
مے مین جو گرمی ہی ای ساقی وہ آتش مین نہین | ہی بلا می کو تفوق مرغِ آتش خوار پر
جب نہ استعداد ہو تعلیم ہی بیکار محض | باڑھ رکھواتا ہی کب کوئی لگی تلوار پر
جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین | جسقدر مجمع ہی مستون کا درِ خمار پر
ناتوان ہون مین عبث درپے ہی میرے آسمان | آبلہ کہدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

۱۰۳ واسطی آفت سرِ انسان پہ لاتا ہی دروغ
حق اگر کہتا تو کیون منصور کھنچتا دار پر

جان جو تیا ہی دل پہ داغِ زلفِ یار پر | کیا تماشا ہی کہ ہی طاؤس عاشق مار پر
آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پر | طرہ ہی پاپوش زرین مہر کی دستار پر
چلنے مین ہم راہِ عشق کاکل و مژگان مین | پانون رکھتے نیشِ عقرب پر زبانِ مار پر

نبض ساقط ہے چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سرفروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانبِ ابرو رہا کرتا ہے اُن پلکون کا رُخ
ہے تماشا تیر عاشق ہوگئے تلوار پر

کیون نہ پس جائین دل اہل تماشہ باغ مین
کبک و طاؤس اٹھو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین پاتے ہین جب عشاق بار
نام لکھ لکھکر چلے جاتے ہین اُس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھون مین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہے سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اُڑا کر لیگئی نکہت صبا
گر پڑے ہے چاک قفس سے جو مرے دو چار پر

ذائقہ ہے کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اُس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہون مین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خط سیہ دیتا ہے حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہے تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہے سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دل افگار پر

۱۰۴

غیر کے گھر اُسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہے بالکل افترا ہے یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑکر
جسم کو جاتی ہے جیسے روح انسان چھوڑکر

رنج ہو کیونکر نہ مجھکو کوے جانان چھوڑکر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑکر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑکر
کب کوئی زندان کو جاتا ہے گلستان چھوڑکر

وادی وحشت نے کہا کانٹون مین کھینچا ہے مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑکر

تو وہ ہے سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑکر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجلت سے نہان
آئین چہرے پر جو وہ زلف پریشان چھوڑکر

وہ غنی ہون ہے گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تخت سلیمان چھوڑکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین ای دستِ جنون
اُسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑ کر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغِ رضوان چھوڑ کر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑ کر

کیا کریگا غم کنارہ اِس دلِ پر داغ سے
جائے پروانہ کہان سروِ چراغان چھوڑ کر

جوش وحشت مین اگر سن لے کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑ کر

کیا ہی دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سوے تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑ کر

انکو چمکایا اُٹھا کر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دے رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑ کر

بیکسی کو جاے آسایش ملی ہے بس یہین
اب نجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑ کر

١٠٥ کب ہی راہِ شرع بے رہبر کہ ہین دور ہما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑ کر

دنیا مین عیش و غم یہ ہی دار و مدارِ عمر
ہی ہجر و وصل یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن رواں نہ ہے شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے کل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمارِ عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ ری درازی شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پر مدار ہی
کیا اعتماد زیست ہی کیا اعتبارِ عمر

نازان نہ تخت و تاجِ علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنے کا ایکدن ہی ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپائدارِ عمر

طولِ حیات ہے سببِ کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

ای چشم تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی رہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا مین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جاگرم کر نہ پاے نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہی چمک کر شرارِ عمر

۱۰۶

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی الفتِ زلفِ بتِ پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہی برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شبِ ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہی روشن ہوکر

خوفِ جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے
پھر ڈھائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہی یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے منیا پھر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالون کا دھوان
رہ گیا پھر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہی بہت
رگ گل پانؤن مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ ای شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سُمِ توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل مسی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورتِ سوسن ہوکر

فرقتِ یار مین پیتا ہون جو می ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسدرجہ مین گریا ہون کہ دیتا ہی شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھپہ فقیر
لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

۱۰۷ واسطی ہو تو اوس دوست سے ہم چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دے رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے
برق سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری فرقت کا
یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہو گئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منھ سے نکلتی ہی تو شیون ہوکر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورتِ نقشِ کفِ پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہیِ دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبلِ گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کی طرح
کبھی چلنے مین کنوین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوقِ طلائی بن کر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ و اشک کو کیا ضبط کیا ہی مین نے
گہ لبِ بام گہے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجکو بھی آتا ہی نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوے وادیِ ایمن ہوکر
۱۰۸

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جان پر
آ آ گئی ہی موت کی تلخی زبان پر

صدمے اُٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جان پر
آیا کبھی نہ حرفِ شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھا ای ہوائے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمان پر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

چوپڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جان پر

قبرین جہان ہین ترے شہیدانِ ناز کی
اُس سرزمین کا ہی دماغ آسمان پر

رندو نپہ قحط ہی نہین لازم ہی میفروش
ڈاکا کہین نہ لائین یہ تیری دُکان پر

حاضر ہی سینہ اسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہی اگر امتحان پر

لوہا ہی واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گورِ غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہی کیسی اُداسی مکان پر

صبحِ شبِ وصال مرے تیرِ آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

ایسا کیا ہی خشک غمِ ہجرِ یار نے — باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر
بھیجے اگر رقیب گلوری نہ کھائیے — لکھا ہو نقشِ حب نہ کوئی اُسنے پان پر
تیرِ شہاب تیر پہ تنہا نہیں نثار — قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر
بلبل وہ ہون اُڑون جو قفس کو میں توڑ کر — صیاد ہاتھ مار کے رہ جاے ران پر

۱۰۹ — باقی ہی عشق موسمِ پیری مین واسطی
جاتی ہی اب بھی جان کسی نوجوان پر

اُس پر یہ رونے جو منت کی بڑھائی زنجیر — جوشِ وحشت نے یہان ہمکو پنھائی زنجیر
ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو دعا دولت کی — نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر
راہ وحشت مین تھکایہ کہ ذرا ہل نہ سکا — ہوگئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر
قید کر کے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم — غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر
ہوگیا قید مین جب گیسوے جانان کا خیال — اژدہا پانون کی مجکو نظر آئی زنجیر
دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہی — غل مچانے نہین دیتی ہی دُہائی زنجیر
وہی ہشیار ہی جو غیر کا احسان نہ لے — وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر
واہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگِ بدن — نقرئی پہنو تو ہو جاے طلائی زنجیر
گھر ہی زندان کہ نہین پانو مین جنبش باقی — ناتوانی نے مری مجکو پنھائی زنجیر
قتل ہونیکا یہ تھا جوش جنون مین عشاق — خود بڑھے پانون اگر سامنے آئی زنجیر
ہون وہ دیوانہ کہ گیسو جو ہین گلشن مین گیا — دوڑ کر موج لبِ جو نے پنھائی زنجیر

۱۱۰ — واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دہنی
پانون سے اُترے اگر بعد رہائی زنجیر

اُٹھا مین قید خانے سے دامن کو جھاڑ کر — زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر
آندھی چلی ہی باغ مین جب اپنی آہ کی — جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اُکھاڑ کر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہان مین
گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پھاڑ کر

آیا خیال بیٹھ گئی ہو کہین نہ گرد دیکھ
اُٹھے مری لحد سے وہ دامن کو جھاڑ کر

ثابت ہی نامہ بر اُسے منظور ہی بگاڑ
خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر

ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش و اقربا
ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھونمین لے گئے
بنت العنب کو تاک کے تاڑیکو تاڑ کر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہی کون
چلمن بنا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر

حاصل ہی کون بے ثمری کے سوا ثمر
جھنڈا چمن مین سرو پشیمان ہی گاڑ کر

جراح نے یہ داغ جنون کا کیا علاج
پھایا بنایا میرے گریبانکو پھاڑ کر

کیا پیر آسمان مین ہی قوت کہ پہلوان
زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر

کاش آئے قید خانہ کی جانب بھی وہ پری
دیوانے دیکھ لین اُسے آنکھونکو پھاڑ کر

عاشق قد دراز کا چھوٹا جو قید سے
سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر
نامہ ہمارا پھینک دیا اُسنے پھاڑ کر

جھنجھلائے میرے ہاتھ لگانے سے اسقدر
پھولون کے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

۱۱۱

کیا پیر آسمان ہی کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا رہا ہی گھروندے بگاڑ کر

لگایا اُس مژہ نے تیر دل پر
ہلے ابرو پڑی شمشیر دل پر

تصور نے کیا کار مصور
کہ کھینچی یار کی تصویر دل پر

صدا اسکی ہی یہ آواز بلبل
کہ فوراً کرتی ہی تاثیر دل پر

کلام سخت سے برسائے ہو سنگ
یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر

سزائے عشق گیسو مل رہی ہی
نفس ہی دُرّۂ تعزیر دل پر

طبیعت مین ہی اپنے خاکساری
لکھا ہی نسخۂ اکسیر دل پر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین　　گران گذرے نہ کیون تقریر دلبر

زبان یار سے نکلے گا جو حرف　　یہان ہو جائیگا تحریر دل پر

ندیکھا سیر ہوکر روے قاتل　　یہ صدمہ ہی تہِ شمشیر دل پر

۱۱۲　　اُٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ　　نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم اے یار نہ آئین کیونکر　　اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر

خوف غمازی ہمسایہ مٹائین کیونکر　　اپنے گھر تجکو مری جان بلائین کیونکر

جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک　　اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر

دل سے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی　　ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر

ہی یہ غیرت کا تقاضا اُنھین دیکھے نہ کوئی　　مردم چشم سے ہم پردہ اُٹھائین کیونکر

بدگمانی یہی کہتی ہی نہو غیر کا ذکر　　قصۂ قیس اب تجھے کھلکے سنائین کیونکر

مبتلا ہین ترے قیدی ہین گرفتار ہین ہم　　تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر

دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین　　رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر

کبھی دزدیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر　　شرم مانع ہی وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر

بارکوہِ غم فرقت سے دبے جاتے ہین　　بوجھ جو اُٹھ نہ سکے اسکو اُٹھائین کیونکر

ہنسنکے دزدیدہ نظر منھ کو چھپانا ہر دم　　آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر

موت بہتر ہی نہین سانپ کھلانا اچھا　　اُلفت زلف مین ہم زہر نہ کھائین کیونکر

خوف آتا ہی کہ بچپن ہی نہ ڈر جاؤ کہین　　ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

۱۱۳　　واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھو کیا ہو　　واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہی ہماری عدم کے جانے پر　　مگر یہ کوچ ہی موقوف اُنکے آنے پر

چمن مین ہوتے ہین آمادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہی بلبل ہر اک ترانے پر

مین لاکھو بار گیا اُنکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوقِ زخم ہی جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

حرم سے کام ہی ہمکو نہ بتکدے سے غرض
سر نیاز ہے خم اُنکے آستانے پر

چمن مین خندہ گل بیطرح ہی ای بلبل
گرے نہ برق کہین تیرے آشیانے پر

بھری ہوئی ہی غضب مجھسے آسیا فلک
کہ دانت پیستی ہی مرے دانے دانے پر

وصالِ یار ہی ہمکو نصیب ان روزون
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق مین مین بلا تا رہا نہ آئی کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال بار غم ہجر یار بھاری ہے
اُٹھاؤن سر پہ الٰہی اسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہی غنچونکے مسکرانے پر

ہوا سے اُڑ کے جو آئی ہی آنکھ پہ وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہی شراب خانے پر

تمھارے کوچے مین اُڑتے پھرین جہان جاہین
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت مین کی تو شمع نے کی
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرہانے پر

ابھی چکور کے مانند چاند اُڑ جاگے
پڑے نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اُس رخِ سیمین پہ آرہی کاکل
غضب ہی سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

۱۱۴	فلک نے نام کو دی واسطی ہمین دولت ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اُسنے جب مجھ نیم جانکو دیکھکر
رہ گیا مین خفتہ طالع آسمانکو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یارون سے شرمندہ مجھے
پھر گئے دروازے سے خالی مکانکو دیکھکر

حیرتِ اپنی لاغری پر تھی بہت مجکو مگر
ہوگئی تسکین تری موے میانکو دیکھکر

دونون رخسارے ترے یاد آگئے ای رشکِ گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اے ہما جلجاییگی منقار گرمی سے تری
عاشق ابرو نہین ہی کون اے ناوک فگن
وصل کی شب کٹگئی دم مین گیا گھر کو وہ مہر
کیون جوانون کو نہو اُسکی محبت کا جوش
کیون نہ ٹھیراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
پانوٗن اُٹھ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین

اشک گر پڑتے ہین کشتِ زعفران کو دیکھکر
اک ذرا کھانا ہمارے استخوان کو دیکھکر
تیر ٹپتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر
وا قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر
آئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہمزبان کو دیکھکر

۱۱۵

کبھی اے مہ نظر لطف و عنایت مجھپر
سخت دشوار ہی ترا غم فرقت مجھپر
شکر صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
ابتلک آہ بھی لب پر نہین آئی دلسے
ساکن گور غریبان جو سنین کانپ اُٹھین
ہفت افلاک سے جو اُٹھا انکا روز ازل
سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کارخانہ ترا اُلٹا ہی عجب وا اے چرخ
رنگ ہولی کا جو اُس شوخ نے مجھپر پھینکا
بہر تعظیم اُٹھا پاس بٹھایا مجکو
غیرتِ حسن ہوئی باعثِ دلسوزیِ عشق
تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سے خطر

روز رہتی ہی بلائے شبِ فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر
جھوٹھ افشائے محبت کی ہی تہمت مجھپر
شب فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر
رکھدیا حق نے وہی بار محبت مجھپر
کسقدر پیر مغان کی ہی عنایت مجھپر
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارش رحمت مجھپر
آج کی اُسنے عنایت سی عنایت مجھپر
کاش ہوتوف نہوتی تری شہرت مجھپر
بل بے ثابت قدمی ختم ہی جرأت مجھپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو ہیہات
شاق ہی ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر

بھولکر بھی نہ کبھی اُسنے لکھا نامۂ شوق
کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

116
جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہی ڈاکا شب فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہی تدبیر و دوا پر
طبیبو چھوڑ دو مجکو خدا پر

گمان ہی سب کا اُسکے بادپا پر
روان تخت سلیمان ہی ہوا پر

دل آیا جب سے اُس زلفِ دوتا پر
بلا ہر وقت نازل ہی بلا پر

ستون سے کب مکانِ کہنہ ٹھہرے
غضب ہی پیر کو تکیہ عصا پر

مگس ران ہو اگر درکار اُسکو
چنور کے واسطے لائے ہما پر

مہ و خورشید گر پائین اجازت
کرین سجدے تمھارے نقش پا پر

ہوا ہی گم مرے سینے سے جو دل
گمان چوری کا ہی دزدِ حنا پر

طبیبون کو گنین کیا تیرے بیمار
اثر معلوم مرتے ہین دوا پر

ہزارون ہوتے ہین اکدم مین بیجان
غضب کی باڑھ ہی تیغ ادا پر

اُڑائی یار نے گلزار تک گل
عجب گلزار پھولا ہی ہوا پر

الٰہی گردنِ مینا سلامت
ضعیفون کو ہی تکیہ اس عصا پر

جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام
نظر بندیکو لازم ہی خدا پر

فدا لعلِ لبِ نعلین سے یاقوت
تصدق مشک زلف مشکسا پر

تصدق حسن کا ہی کشور حسن
عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

117
اگر ای واسطی ہی عفو درکار
مناسب ہی پشیمانی خطا پر

دیکھ سکتا ہی کوئی کب تمھین ای رشکِ قمر
ہی کسے تاب نظر

نہ رہے حضرتِ موسیٰ کیطرح غش مین خبر
عاشقِ زار کو ہی دردِ دل و دردِ جگر
چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر
ای صبا ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی تپِ غم سے ہی حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جوانی گذرا
غافلو جاگو اٹھو باندھو کمر وقتِ سحر
ایسی سنسان شبِ ہجر ہی کیا مر گئے سب
بولتا ہی نہ مؤذن نہ کوئی مرغِ سحر
دلمین ہی یاد تری سر مین ہی سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہی آنکھ کو منظور نظر
آکے لاشے پہ مرے جان نہ تم منھ ڈھانکو
آنکھ مین مرنے کے رہتا ہی کہان نور نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک چاہیے نظر جاے جدھر
نہ پسیجے جو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب
سوزِ فرقت مین کرون نالۂ پر درد اگر
کون ہی جسکو تعشق ترا ای ماہ نہین
جستجو مین تری پھرتے ہین ادھر اور ادھر
تیغ ابرو سے تری جان چراتے ہین سب
پہ مرا دل ہی مرا حوصلہ میرا ہی جگر

چہرہ دکھلاؤ اگر
ہی بہت حال تبر
ای شہ جن و بشر
کہیو با دیدۂ تر
کچھ بھی ہی تجکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہین کھاتا ہی سبب
اور نہ بجتا ہی گجر
جان ہی تجھ پہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیجا نہ کرو
شوق سے دیکھو ادہر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہی نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے پتھر مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
وہ تو ہی برقِ غضب
کر دیا سینہ سپر

چاہیے شام وسحر ولولۂ گریۂ شوق
ایکدم اشک بہانے سے نکر قطع نظر

اسکو دولت یہ ہی فوق
ہوگا ہر قطرہ گہر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
واسطی تو ہی بتا کون ہی آیا ہی کدھر

نہ ملا اسکا پتا
کچھ بھی ہی تمکو خبر

۱۸ شب وصل صنم کا لطف ہو مجھسے بیان کیونکر
چھٹینگے قید سے وابستۂ زلف بتان کیونکر
زمین کوے جانان سے اُٹھینگے ناتوان کیونکر
نہ طاقت پانو مین باقی نہ بیٹھینگے قابل مین
بہت منہ زور ہی تھمتا نہین ہی شہسوار اشک
پھرائیگا کیا فلک میری طرح تیرے تجسس مین
پئے تاثیر نالے کو قدم گشتہ لازم ہی
کبھی ممکن نہین ہی کاہ سے کوہ گران اُٹھے
جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھونکی تپلی ہو
وفا گر وہ کرین تو ہم کہین پھر بیوفا کسکو
اثر ہی بعد مرنے کے بھی حاصل سنگباری کا
ذرا دم لینے دیتا ہی باغبان گلزار ہستی مین
نہین وہ ہو بے نشان غیر از خدا کوئی مکین دل
نہین ممکن کہ لذت چھوٹ جاے اُس زلف شبگون کی
وہ وحشت ہی کہ وحشی بھی بیابان مین نہین پائے
کیا ہی قسم ہو جانیکا وعدہ اُس ستمگر سے
کوئی تلوار لاؤگے کہ خنجر آزماؤگے

ہی ظاہر کرے اُمت سے حال لامکان کیونکر
محبت قفل زندان ہی کٹین گی بیڑیان کیونکر
کریگا خاک کو برباد آئی آسمان کیونکر
رہا ہو کر قفس سے جا مین ہم تا آشیان کیونکر
رُکے گا روکنے سے توسن عمر روان کیونکر
کہان ہی زور ہو گا پیر سے کار جوان کیونکر
نشانے تک رسائی تیر کی ہو بے کمان کیونکر
اُٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر
گوارا ہجر ہو تمسے مجھے اے جان جان کیونکر
خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر
لے باد دیکھون کہ گئی خاک میری رائگان کیونکر
برنگ بو نکلکر ہم چمن آئینگے یہان کیونکر
اگر پیک قضا آیا تو پائیگا نشان کیونکر
کرے پردہ مین بولے شک کو کوئی نہان کیونکر
مجھے پہنائینگے ہمدا لاکر بیڑیان کیونکر
بھلا ای واعظو ہم کاٹ ڈالین اب زبان کیونکر
تمہین فرماؤ عاشق کا کروگے امتحان کیونکر

۱۱۹

زبان کو واسطی اخفاے راز عشق مانع ہی
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اُنکی دیکھین کیون نہ ہو شادمان ہوکر
شمیمِ توسن دکھاتے ہین تماشا تیلیان ہوکر

جو نکلی آہ سوزان شب کو سوے آسمان ہوکر
لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگ خزان ہوکر

صفت ہوتی ہی کس سے اُس مسی آلودہ ہونٹھونکی
کہ ہی گلزار مین خاموش سوسن دہ زبان ہوکر

یقین ہی ہمکو اے پیر مغان یہ باغ جنت ہی
جو آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہوکر

ہما بھی ہی سگِ جانان بھی خواہان جسم لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہوکر

عیان ہی دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مے مین
ہوے کامل مریدِ حضرتِ پیر مغان ہوکر

تماشا ہے کہ چوراہا بنا ہی رقص کی محفل
ترے صدقے کے پتلے ناچتے ہین پتلیان ہوکر

تلاشِ یار مرکر بھی نہ جائیگی نہ جائیگی
روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگِ روان ہوکر

قبول حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ فرقت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر

نہ پوچھو عالم پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر

مٹادے نقشِ ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہی
ہوا ہی نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر

دلونمین رخنے ہین کیسے نگاہِ ناز قاتل نے
اُڑاتا ہی یہ ناوک کیا نشانے بے کمان ہوکر

مریضِ ناتوان مین ہی سکونِ رفتار بھی اپنی
رہا اپنی جگہ پر نبض کی صورت روان ہوکر

جہان مین سختیونسے ہمکو نرمی نے بچا رکھا
رہی محفوظ ہم بتیس دانتونمین زبان ہوکر

شب وصلت اگر وہ قصد گھر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

۱۲۰

رُخ اُسکا واسطی بعدِ خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخل ملک حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب وادیِ وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر
دبانے مجکو ظلِ کاہ جب کوہ گران ہوکر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہون مین ناتوان ہوکر
کہ ہون مطبوع عالم یار کا موے میان ہوکر

اگر آئی شادی کی تو بھی نہ بیچ گھر میں وہ مہرو
چراغ خانہ دیتا ہے یہ فرد گمشتان ہو کر

کسی نعمت کا کھانا ہجر میں کیونکر گوارا ہو
نمٹے جب حلق میں حلوائے مغز استخوان ہو کر

تمہارے پاس کیونکر آئیں اپنی تو قسمت میں
نگین کو دیا کاٹ کھاتی ہے خاتم میں نشان ہو کر

ہمیشہ تم رہو گے زندہ کیا تم جان جانے ہو
غم الفت رہیگا تا قیامت دل میں جان ہو کر

وہ وحشی ہوں کہ پہنے کیسے تیرے کا نو ہتے
ہر رگ بنگیا پیراہن تن دھجیان ہو کر

عجب غیرت تڑپ جاتی ہے روح آبلہ خاکی
نکلتا ہے جو سوئے قبر پوشش کا داماں ہو کر

ہنسا جسوقت جسنے اپنے جسم زار کو دیکھا
سبب ہم کو شش عالم میں شاخ زعفران ہو کر

ہوا میں اڑتے بالوں سے کدورت رنگ کہیں
یقین ہے بت سب کا نشانہ سے قریب ان میں جہاں ہو کر

جہاں میں ہے ہونا سرکشوں کی خاکساری
وہ نو وہ ہوں کہ مجھ تک تیر آتا ہے کمان ہو کر

زبان تن سے کہا تاک قید کا نام
قفس میں کیوں پھنسا ہے طائر عرش آشیان ہو کر

فراق یار میں جاتا ہے کب سامان ہمواری
سیون پانی تو آنکھوں سے بہے اشک روان ہو کر

ہمہ منزل ہستی کی دیکھے سیر کیا کوئی
گذرتا ہی نہیں ہے عمر کا توسن روان ہو کر

ہماری خاک سے ای واسطی گردش نہ جائیگی
پھرے گی شیشۂ ساعت میں یہ ریگ روان ہو کر

۱۲۱

کہاں جاؤں نہیں ہے پاؤں میں طاقت ناتوان ہو کر
جو موج سبزہ پکڑے پاؤں زنجیر ان ہو کر

لپٹ جاؤں جو اسکے نیمچے سے نیمجان ہو کر
نیا مضمون نکالوں سو بت خط آتا ہے ہو کر

بیجا کی آگ دل میں حائل زلف بتان ہو کر
جو دم سینے میں جاتا ہے نکلتا ہے دھوان ہو کر

ہمے پہنچا دل سینہ کسنے تاثیر دکھلائی
کدہر چاند نمتاب ہیں تو کتان ہو کر

سمجھا ہوں خدا کمکو جھنگ کر دیر میں ہو کر
بھٹکے راہ کعبہ ہر صنم سنگ نشان ہو کر

الگ تھا کاروان سے چھٹ گیا ہے کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہے زنگ کا ہان ہو کر

نہیں کہتا وہ باتیں جیسا ہے گم ہو ...
مٹا جاتا ہے دہان یار سے نکلو نہان ہو کر

جلایا نالہ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل سے شمیم گل نکلتی ہی دھوان ہو کر

خیال ای جو رہا ہی مرکر بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک سے اُٹھتے ہین ہماوسن جنان ہو کر

جلایا بعد مردن بھی ترے کوچے کی حسرت نے
جہنم مین پڑے ہم داخل باغ جنان ہو کر

تو وہ گل ہی کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن مین روان ہو کر

جو اُس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا مین گرد کاروان ہو کر

کہے دیتا ہون کیون ماتم مین تمکیر ہاتھ ملتے ہو
اُڑیگا شعلہ رنگ حنا دم مین دھوان ہو کر

غزل پڑھکے جو کی ہی چاک تمنے ہی خیال اتنا
پھرینگے مرغ مضمون طائر بے آشیان ہو کر

ہوا جب پار تیر اُسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائر اقبال گذرا پر فشان ہو کر

تپ غم سے بسان شمع تن سب بہ گیا گھلکر
اُٹھایا لطف یہ اس بزم مین آتش بجان ہو کر

شب فرقت گذر جاتی ہی جیسے رات ساونکی
رُلاتا ہی خیال زلف آنکھونکو دھوان ہو کر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہو کر

لڑکپن مین یہ عالم ہی کہ عالم تمپہ مرتا ہی
قیامت ڈھاؤگے آخر کو اکدن تم جوان ہو کر

شب وصلت ہوئی خواہش اگر ہمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر تیلیان ہو کر

نہو گا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگ فسان ہو کر

گرا تھا نعل رستہ مین جو تیرے پاے توسن سے
چمکتا ہی وہ ہر ماہ اب ہلال آسمان ہو کر

گئے بے یار جب ای واسطی ہم سیر گلشن کو
رنگین پھولونکی آنکھونمین لگین چبھنے سنان ہو کر

۱۲۲

تعجب شاعرونکو کیا ہی میری خوش کلامی پر
تفوق ہی مرے اُستاد کو اہلی و جامی پر

کہا ترنے گلوے خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی و درویش فیض آسمان سے سب برابر ہین
تفوق کی اسلیے ہی چادر مہ کو تمامی پر

تری آنکھوں کی پلکونپر گمان ہوتا ہی یہ سبکو
لکھا ہی حاشیہ گویا کسی نے شرح جامی پر

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کو اُسکی
عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوشخرامی پر

تری وصف دہن مین بند لب اے طفل ہوتے ہین
بحمد اللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہی خامی پر

کہوں کیونکر نہ دلکو لیگیا وزد حنا اُس کا
کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ فرزنامی پر

پڑھایا ہی سکندرنامہ اُس طفل دبستان کو
معلم نے بڑا احسان کیا روح نظامی پر

گیا ای واسطی قیس حزین صحراے وحشت سے
ہوا قائم مین اُسکی مسند قایم مقامی پر

۱۲۳

بلبل کا نطق بند ہی گفتار کے حضور
طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور

گل آب آب ہی ترے رخسار کے حضور
گڑ گڑ گیا ہی سرو قدِ یار کے حضور

یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہی
آتا ہی کب وہ مردم بازار کے حضور

چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے
یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور

بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی
سچ ہی کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور

آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا
آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور

پردہ اُنھین تمام زمانے سے ہی مگر
بے پردہ ہین وہ طالب دیدار کے حضور

ظل ہما گدا کو جو کرتا ہی بادشاہ
ہی خیمہ تیرے سایۂ دیوار کے حضور

ابرو سے بڑھ چلے مہ نو کیا مجال ہی
کیا قدر تیغ کی ہی تلوار کے حضور

دیکھے گا کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ ماہ کو
آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور

ہرچند ذکر یار مناسب ہی صبح و شام
پر خامشی ضرور ہی اغیار کے حضور

توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو
کس منہ سے آئے حضرت خمار کے حضور

دیندار ہین تو مجمع کفار مین ہین ہم
کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور

ہنگام قہر کیا ہی بد و نیک مین تمیز
ہر شی ہی ایک برق شرربار کے حضور

بیجا تھا تجکو دعوی تقریر واسطی
نکلی زبان سے بات نہ کچھ یار کے حضور

۱۲۴

وشت خالی ہوے خونریز ہی وہ تیر ہنوز　　ٹوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گو کہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہی باقی　　ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ وشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا　　ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

پھر گیا سر بھی شبِ ہجر مین اے نالۂ و آہ　　تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی　　قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہو مین مجھے زیست کی امید نہین　　اور اطبا مین دواؤنکی ہی تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوے صدر نشین　　دربدر مجکو لیے پھرتی ہی تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخلِ جنت بھی ہوے　　لب پہ ہی لذتِ آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی　　پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز

کیون تلون مرکے نہ نظرونمین کماندارونکی　　سینہ و دل مین ترازو ہی ترا تیر ہنوز

کونسے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا　　کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ تہی دست کو دولت بھی ملی خرچ بھی کی　　خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیرِ نقاب　　پردۂ ابر مین ہی مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آئے اکثر　　تگیا تو طرفِ روضۂ شبیر ہنوز

۱۲۵

خواب مین کبتک کریگا پانون اے غافل دراز　　جاگ آنکھین کھولدے در پیش ہی منزل دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا　　تیغ کی صورت ہوئی تھی عمر اے قاتل دراز

نزع مین خویش و احبا سے وصیت کیا کرون　　وقت کوتہ ہی بیان آرزوے دل دراز

ہی درازی اسکی کاکل کی تو مشہور جہان　　پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اک تل دراز

سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر　　راہرو تھکتا ہی ہوتی ہی اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری　　روز و شب کھتا ہی دریا دامنِ ساحل دراز

کسطرح جسے سارے عالم پر نہو قبضہ ترا
کہکشان سے بڑھکے ہی تلوار اسی قاتل دراز

ہی اگر قصدِ عدم کر مجتمع زادِ سفر
ای مسافر دور ہی یہ راہ یہ منزل دراز

۱۲۶

ہی دنی یہ چرخ اس سے واسطی مانگو نہین کیا
ہاتھ کرتا ہی سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سے بھی سوا ہی مجھے میرا دل عزیز
تجھسے نہین پر ای صنم دل ربا عزیز

کوئی نہ دستِ مرگ سے ہمکو چھڑا سکا
کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز

ہمنے نثار اُسپہ کیا دل تو کیا ہوا
جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز

ہمکو پسند سایۂ دیوار یار ہی
شاہون کو ہوگا سایۂ بال ہما عزیز

قیمت مین دے ہزار کوئی زر کبھی نہ لون
تصویر تیری جان سے بھی ہی سوا عزیز

پہونچے قریب مرگ مرض طول ہو گیا
چھوڑین خدا پہ کچھ نہ کرین اب دوا عزیز

وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہی عزیز تو
اس سے زیادہ یار ہی نام خدا عزیز

قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر
تجھسے تو کچھ نہین مجھے ای دلربا عزیز

کیا پھیر دے مرا دل پر داغ تیری زلف
ہوتا ہی گنج سانپ کو حد سے سوا عزیز

دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو
اکسیر سے ہی بڑھکے تری خاکپا عزیز

غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے
ہر وقت ہی زبان کو مری ورد یا عزیز

قیمت بغیر می مجھے کیون دے گا ساقیا
تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہی مرا عزیز

۱۲۷

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو اس بانی بیداد کے پاس
آدمی اُسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس

ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری سے نجات
آشیانہ ہی مرا خانۂ صیاد کے پاس

کون احسان طبیبون کا اُٹھائے سر پر
درد سر کا جو مداوا ہی تو جلاد کے پاس

گشتہ ہون اُس قد موزون کا وصیت یہ ہی — دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کے پاس

صرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم — تیز اسطرح کا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگِ جان تن سے نکلکر دوڑے — نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس

کہ کے محبوس خبر خاک قفس مین سے لے گا — کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس

بوسہ اُنکے لب شیرین کا ہی کیسا شیرین — قند ایسا تو نہو گا کسی قناد کے پاس

زخم کھائینگے جو تن پر تو مزہ اُٹھیگا — ساتھ خنجر کے نمکدان بھی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح — جیسے شاگرد مؤدب کسی اُستاد کے پاس

ابکی سودا ہی بڑے جوش پہ لاؤ جاکر — کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس

مرغ دل کیون نہ پھنسائین تری لفونکی لٹین — دام ہی دام نظر آتے ہین صیاد کے پاس

سایہ اُسپر جو ترے قد کا پڑا ہی او ترک — قمریان رعب سے آتی نہین شمشاد کے پاس

کون ہی سرو جو بندہ قدِ موزون کا نہین — خط غلامی کا تمھارے ہی ہر آزاد کے پاس

۱۲۸ واسطی دور ہون اُس راحتِ جان سے جب سے — عیش آتا نہین میرے دلِ ناشاد کے پاس

آرزو گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس — ہی ہوس دل کو تو سیر کوے جانان کی ہوس

اسطرح ہی ہمکو سیر کوے جانان کی ہوس — جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس

ناتوان ہو کے کرون کیا کوے جانانکی ہوس — مور کو زیبا نہین ملکِ سلیمانکی ہوس

بوریا کافی ہی مجکو ال گدائی ہی بہت — مجھ گدا کو کب ہی تاج و تخت سلطانکی ہوس

اک جہان کو شوق ہی اُس حور کا دیکھے مکان — کون ہی جسکو نہین ہی باغ رضوانکی ہوس

کچھ اگر ہوتی تمہی چاہ زنخدان کی خبر — پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھائے زخم پر پوشیدہ زخم — تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا — پنجہ وحشت کو ہی میرے گریبان کی ہوس

سیب جنت بھی جو رضوان سلانے لائے تو نہ لے
یوسف دلکو ہی اُس سیب زنخدانکی ہوس

چشم طامع یا قناعت بھرتی ہی یا خاک گور
جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسانکی ہوس

چاہتا ہی غیر چھلا پائے تیرے ہاتھ سے
دیوکو ہی خاتمِ دستِ سلیمان کی ہوس

یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہی جوشِ شباب
فصلِ گل مین ہی تماشائے گلستانکی ہوس

اشکباری پر اگر آجائے اپنی چشمِ تر
خشک سالی مین کرین دہقان نہ بارانکی ہوس

۱۲۹
واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی اُنس
ہون پریشان ہی مجھے زلفِ پریشانکی ہوس

فراقِ یار مین کرتا ہون بار بار افسوس
یہی ہی ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس

شبِ فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس
نہ صبر دلکو نہ باقی ہی اختیار افسوس

رقیب ہین چمنِ حسنِ یار مین گلچین
غمِ فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس

ہوا نہ مثلِ سکندر نصیب آبِ حیات
رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس

جو ایکبار بھی دیکھون نہ زلف و عارضِ یار
تو کیون کرون نہ شب و روز لاکھ بار افسوس

مین اُس پری سے کرون حالِ دل بیان کیونکر
جو ساتھ ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس

ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا
کہ دل مین یار کے ہی ابتلک غبار افسوس

ہماری خاک کو برباد کر دیا جب سے
نہ آیا فاتحہ کو بھی سرِ مزار افسوس

۱۳۰
بگڑتی جاتی ہی سرکار واسطی اُنکی
کچھ ایسے جمع ہوے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہی تلاش نہ دینار کی تلاش
آنکھونکو ہی تو دولتِ دیدار کی تلاش

کعبہ مین ہی گذر کبھی بتخانے مین گذر
گھر گھر پھرا رہی ہی ہمین یار کی تلاش

اُس گلکو ہی جو خط مجھے لکھوا کے بھیجنا
کرتا ہون کاتبِ خطِ گلزار کی تلاش

مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے
یوسف کی مدتون سرِ بازار کی تلاش

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہی
ہر آبلے کو ہی خلش خار کی تلاش

جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اُنکو کون
عفوِ خدا کو ہوگی گنہگار کی تلاش

پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا
ثابت ہوا یہ ہمکو کہ بے کار کی تلاش

جاتا ہے سوے کعبہ کوئی کوئی سوے دیر
ساقی ہی ہمکو خانہ خمار کی تلاش

سایہ ہی اُسکے بال ہما کا بھی ناپسند
جسکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

آتا نہین ہی خواب مین اک شب وہ سیمتن
رہتی ہی ہمکو دولتِ بیدار کی تلاش

دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہی دل
اس پار کی ہی فکر نہ اُس پار کی تلاش

اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہی
تسبیح کی ہوس ہی نہ زنار کی تلاش

لٹتا ہی ہمکو چرخ سے ایدل کوئی تو آہ
ہنگام جنگ ہوتی ہی تلوار کی تلاش

زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملک دل
مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

۱۳۱
ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہی
ہی ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بتِ دلخواہ خاموش
مؤذن غل نہ کر للہ خاموش

مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ
کہینون گاہ نالان گاہ خاموش

پکارو غیر کو تم جب سر بزم
رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش

دکھایا جلکے داغ دل جو مین نے
رہا چھپ کر وہ رشک ماہ خاموش

رقیب آگے مرے کرتا نہین بات
حضور شیر ہی روباہ خاموش

کبھی پوچھی جو راہِ عشق ہم نے
رہا حیرت سے خضرؑ راہ خاموش

کوئی پرسان نہین ہر صورت نی
رہون مین خواہ نالان خواہ خاموش

۱۳۲
گلا ای واسطی قسمت کا تا چند
یہ قصہ کر کہین کوتاہ خاموش

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل فانوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چیخ کافر کو مرے نالون پہ کیا آئیگا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبعۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آئے اُسے
صورتِ صوفی کرے خوش ہوکے جالینوس رقص

بزم مین اُس ترک کے پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہوکے بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یاد زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کرے طاؤس رقص

۱۳۳　شاد ہی دل گردش چشم بتان سے واسطی
دور ساغر کو سمجھتا ہی یہ کیکاؤس رقص

عالم حیرت مین مجکو انجمن سے کیا غرض
بلبل تصویر ہون صحن چمن سے کیا غرض

دور یارون سے بیابان مرگ قسمت نے کیا
کام کیا تابوت سے مجکو کفن سے کیا غرض

اُس سے یاد اللہ لازم ہی تو اس سے رام رام
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبت یاران ہمدم سے ہی لطف زندگی
حب وطن بہانہ ہوجائے وطن سے کیا غرض

آستین و دامن گریبان جوش وحشت مین عبث
تیرے عریانونکو پیرو پیرہن سے کیا غرض

شغل ہمین اہل دنیا کے مین جاکر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربان سے کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوٹی [illegible] سے کیا غرض

جامہ زیبون کو مبارک رخت زیبا ای جنون
شوق عریانی ہی [illegible] سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہی اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا ترغیب گلگشت بہار
ہی چمن داغون سے دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہی دماغ
ہمکو بوے نافۂ مشک ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیجیے رخ پر دھرا ہی اُسکے رخ
اب حلب مین ہوگئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹ گئے جب یار یارون سے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

سنگِ در اُسکا پرستش گاہ ہی اپنے لیے	خانقاہِ شیخ و دیرِ برہمن سے کیا غرض
پھنس گیا ہی دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے	آپکو اس قیدیِ دامِ محن سے کیا غرض

۱۳۴	عقل و دانش ہی جو تجکو گر روش اپنی درست واسطی سارے زمانے کے چلن سے کیا غرض

وصفِ عارض مین جو ہو تحریر خط	مہر کی پیدا کرے تنویر خط
کیجئے کیا یار کو تحریر خط	چاک کر ڈالیگا وہ بے پیر خط
یہ بھی گردش ہی مری تقدیر کی	پھیر لایا قاصدِ دلگیر خط
آتے ہین بنکر ملائک نامہ بر	لکھ رہا ہی کاتبِ تقدیر خط
وصفِ عارض جب کیا مینے رقم	بنگیا قرآن کی تفسیر خط
ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا	یار کا آیا تہِ شمشیر خط
وصفِ خط و خال و زلف و رخ لکھے	بنگیا ہی صفحۂ تصویر خط
وصل کی اُمید سے دل ہی غنی	ہوگیا حق مین مرے اکسیر خط
سخت جانی سے ہی پتھر دل مرا	کیا ہٹیگا تجھسے ای شمشیر خط
ایک بھی لکھتا نہین ہی وہ جواب	کرچکے ہم سیکڑون تحریر خط

۱۳۵	واسطی قاصد روان ہی سوے یار چھوڑتا ہی کوئی کاغذ گیر خط

رقم کیا ہی اُسے ابتو اضطرار مین خط	بہائے آب مین یا وہ جلائے نار مین خط
اُڑائین پرزے کہ پہونچائین کوے یار مین خط	ہی ابتو نامہ رسانون کے اختیار مین خط
جو بعد مرگ پھرا کوے یار سے قاصد	تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط
مجھے یہ ڈر ہی کہ قاصد کمال مضطر ہی	کہین کمر سے نہ گرجائے اضطرار مین خط
کدورتِ دلِ محبوب صاف ظاہر ہی	کبھی لکھا بھی تو لکھا خطِ غبار مین خط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی
تو کہیو اُسنے یہ لکھا ہی اضطرار مین خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نہ تھا
لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل پار سال سے ہی خفا
نہ اُس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنائین لوگ مجھے پڑھکے بدلے سین کے
خدا کرے کہین آجاے اختصار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال
گمان نہ تھا کہ پڑھیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزاے سنبل تر
لکھون جو مدحتِ گیسوے تابدار مین خط

تہی ہی دست و کمر نامہ بر کی کیا معلوم
کنوین مین پھینک کے آیا کہین کنار مین خط

وہ سخت جان ہون نہ میرے بدن پہ ایک پڑے
ہزار ضربت شمشیر آبدار مین خط

۱۳۶ ضرور ہی کہ ہو پروانہ واسطی قاصد
کسطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہی خار سے دامان کی احتیاط
دستِ جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چھوونگا مین بے وضو
دیندار کو ضرور ہی قرآن کی احتیاط

ہی پنجۂ جنون کی درازی اگر یہی
کیا ہو سکے گی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقت قتل
قاتل تجھے ضرور ہی دامان کی احتیاط

آنچل ہٹے نہ سر سے ڈوپٹے کا ایک دم
لازم ہی یار زلف پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اُس رُخ و گیسو سے مل گئے
ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط

حرص و ہواے دہر سے دلکی ضیا نہ کھو
صرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہی برق
لازم ہی اُنسے خرمن ایمان کی احتیاط

کہدو ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل
منظور ہو جو پلۂ میزان کی احتیاط

۱۳۷ محنت سے مال جمع ہوا ہی یہ واسطی
دزد سخن سے چاہیے دیوان کی احتیاط

لفظ بمعنی ہین سب املا غلط انشا غلط
ہی کتاب ہستی موہوم سرتاپا غلط

مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق ہے یہ نہین
دار پر کھینچا اُسے جسنے وہ ہی سمجھا غلط

ہی بجا نمرود عاجز ایک پشے سے جو ہو
ہوکے بندہ کیون خدائی کا کرے دعوی غلط

ہجس وکاواک وہ یہ مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہی تشبیہ قد رعنا غلط

تم سوا مجکو کسی سے کام دنیا مین نہین
غیر جو کہتے ہین تمسے ہی یہ سرتاپا غلط

ایسے ہی ہوتے ہین حسن وعشق مین یکتا زونیاز
وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی غلط

دشت وحشت مین ہزارونکی ہوئی ہی خط راہ
کچھ نہین مضمون سطر جادۂ صحرا غلط

جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہماے عشق کا
قصہ گو یہ سنے وہ کہتے ہین یہ ہی قصا غلط

لکھتے ہین سب ایک نقطہ بائے ابجد کے تلے
زیر لب ہرگز نہین اُس خال کا نقطہ غلط

اُسکے عنقا سے دہن کا کب ہی ہستی مین وجود
کیون اُڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

۱۳۸
کچھ نہین اس بات مین ای واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھینا اپنی جان پر ہی شرط
بازی عشق مین جگر ہی شرط

ہین جہا مین ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہی شرط

بھولے بیٹھے ہین کسلیے غافل
موت نزدیک ہی خبر ہی شرط

عشق مین نام سہل ہی لیکن
مثل فرہاد درد سر ہی شرط

راہ الفت مین چاہیے ہمت
دلکے دینے کو کچھ جگر ہی شرط

ظلمت شام غم نے گھیرا ہی
مدد ای نالۂ سحر ہی شرط

قصہ ہجر طول ہی اُس سے
عرض احوال مختصر ہی شرط

دیکھنی ہی وہ رخ حجاب مین بھی
اک ذرا تیزی نظر ہی شرط

ہی وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہی شرط

آپ آتا ہی دوڑ کر معشوق / جذبۂ عشق مین اثر ہی شرط

۱۳۹
سہل سمجھین تنون کا عشق نہین
واسطی اسمین صرف زر ہی شرط

کون کہتا ہی کہ اعجاز بیان ہی واعظ / اپنے نزدیک تو لچھا سحبان ہی واعظ
وعظ سن سن کے ترے دل ہوے جاتے ہین فگار / حق مین رندون کے چھری تیری زبان ہی واعظ
خوب دیکھا تو یہ سمجھے کہ ہی پھیکا پکوان / گرچہ اونچی تری ظاہر مین دکان ہی واعظ
کھائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کے دماغ / مجکو سودا ہی کہ تجکو خفقان ہی واعظ
لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑھکر / حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہی واعظ
عرش اعلی کیطرف کرتا ہی ایما نادان / ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہی واعظ
اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف / سر بزرگی تری رندون پہ عیان ہی واعظ
کیا دلاویگا دم حشر می صاف طہور / شیشۂ می کیطرح پنبہ دہان ہی واعظ
تو برا انکو کہیگا وہ کہینگے یہ بھی ** / منھ مین رندون کے بھی آخر کو زبان ہی واعظ
مجلس وعظ مین یہ کون حسین آیا ہی / چشم رغبت سے جو اسکو نگران ہی واعظ
جی مین آئے تو ذرا اسکی ملاقات کو چل / صاحب خلق بڑا پیر مغان ہی واعظ
دیکھ تو چل کے کہ ہوتے ہین وہان پیر جوان / میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہی واعظ
غائبانہ نہین میخوارون کی غیبت اچھی / کھا نہ مردار کہ ماہ رمضان ہی واعظ
تیر اکھتا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے / کہ ابھی دختر انگور جوان ہی واعظ

۱۴۰
آگئے دیوار بدیوار رہا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سن سنکے بیان واعظ / کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ
زخم پر زخم لگاتا ہی بیان واعظ / کاٹ تلوار کا رکھتی ہی زبان واعظ

مجلس وعظ سخن ہی جو ہو گوشِ شنوا — سرو منبر ہی تو قمری ہی بسانِ واعظ
دل مین آجاے تو ہوتے ہوے دم بھر کو چلو — بادہ خوار ہی سرِ راہ مکانِ واعظ
باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندو لنسے کیا کرتا ہی — یہی بڑھنا ہی تو گھٹ جائیگی شانِ واعظ
ہی بہت مرتبۂ پیر خرابات بلند — کب پہونچتا ہی وہان وہم و گمانِ واعظ
ماہ نو ابروے پرخم کا دکھادے جو وہ مست — ابھی ہو جاتی ہی عیدِ رمضانِ واعظ
بھول کر منھ سے لگانا نہ کبھی اے رندو — زہر ہی زہر ہی حلواے دکانِ واعظ
دخترِ رز کی لطافت کا اگر وصف کرے — موتیو لنسے ابھی بھر دون مین دہانِ واعظ
بادہ خوارونکی ترقی ہی تنزل اُسکا — جانتے ہین یہ بہار اپنی خزانِ واعظ
دل لگی سمجھے نہ رندون کے بُرے کہنے کو — مفت برباد نجائے کہیں جانِ واعظ
لائق قطع و برید اسکو سمجھتا ہون مین — یہ جو مقراض سی چلتی ہی زبانِ واعظ
سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا — پھر نہ دکھلائے خدا مجکو مکانِ واعظ
شان مین اُسکی قصیدہ کوئی کہنا کیسا — مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوانِ واعظ
عرش سے بڑھکے ہی پرواز قدح نوشونکی — تا درِ خلد ہی حد طیرانِ واعظ

۱۴۱ — واسطی دلکو کسی کے نہین ہوتا ہی اثر
روز کرتا ہی خطا تیرِ کمانِ واعظ

روشن ہی سب پہ گو نہ کہے کچھ زبانِ شمع — پوشیدہ ایک پر نہین سوزِ نہانِ شمع
دریا بہائے گر مژۂ خون فشانِ شمع — ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوزِ جانِ شمع
آتش مزاج جو ہین نہین اُنسے چشم فیض — دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوانِ شمع
وہ شعلہ رو ہی تو کہ ترے سوزِ عشق سے — جلتی ہی صورتِ پرِ پروانہ جانِ شمع
کرتی صفت وہ عارض پر نور یار کی — گویا جو بزم دہر مین ہوتی زبانِ شمع
قرب حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے — پروانہ جل گیا جو ہوا میہمانِ شمع

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا　　تعویذ بن گیا وہ پے حرز جان شمع
اس بزم مین ہی کون کسی کا شریک حال　　کوئی بھی پوچھتا نہین اشک روان شمع
کیا وصف رخ مین تیرے کہے اس سے لگی ہوئی　　گلگیر نے جو بزم مین کاٹی زبان شمع
کس شب بتی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک　　پروانے کرچکے ہین بہت امتحان شمع
فانوس پاینچہ کو کہین ہم تو ہی بجا　　ہی ساق پاے یار پہ ہمکو گمان شمع
تن مین وہ سوز غم ہی کہ دیکھے جو میری نبض　　انگلی لگی طبیب کی جلنے بسان شمع
ہوگا جو تیرے عاشق دلسوختہ کا کوچ　　پروانے آگے لیکے چلینگے نشان شمع
باغ جہان مین رنگ تلون ہی کس قدر　　شبکو بہار شمع ہی دنکو خزان شمع

۱۴۲　　تابِ سماعت تپِ غم کب ہی واسطی
قصہ سنون پتنگ کا یا داستان شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع　　سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع
کسی پروانے کا پھسلا اگر پاؤن　　زبان سے بول اُٹھی یا علی شمع
بندھا مضمون جو اسکے ساق پا کا　　عجب بندش کے سانچے مین ڈھلی شمع
بہار آئی کہ تم محفل مین آئے　　برنگ نخل گل پھولی پھلی شمع
کسی پروانہ کو کیا دردسر ہی　　دکھاتی ہی جو رنگت صندلی شمع
سواری کسکی نکلی شہر مین رات　　کہ ہی ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع
جو یون بڑھکر کروگے بزم مین رقص　　تو گل کر دیگی دامن کی کلی شمع
برص سمجھے صباحت کو وہ اپنی　　جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع
جلائے کیون نہ دلکو تیرہ بختی　　ہوئی جب شام محفل مین جلی شمع

۱۴۳　　کہے اُس رُخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوانی نہ ایسی باؤلی شمع

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہی فقط کنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکونکو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہی زبانکو اپنی لذت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہاد سے
گر نہوتی انکو جنت کی طمع

خواہش مے ہی ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہی دولتکی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیرے گدا
کب ہی انکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکیہ ثابت ہوا
باعث آفت ہی دولتکی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب
ہی حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اڑتی ہی ہماری بعد مرگ
ہی ترے باران رحمت کی طمع

ہی مزاج اس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

۱۴۴

عرصۂ محشر مین ہمکو واسطی
ہی پیمبر سے شفاعت کی طمع

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلا کے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہونا گوار داغ
ہی حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئے گا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقونپہ جو ہوجائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہی آفتاب مین اور میرے دل مین فرق
پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بناؤگے
کیون میرے دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دیتا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

محروم ہون نظارۂ چشمِ حبیب سے
دیتی ہی کیسی گردشِ لیل و نہار داغ

انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر
ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ

عقبے کا عیش ہی ہمین دنیا مین بھی نصیب
دکھلا رہے ہین باغ جنا نکی بہار داغ

پایا ہی وہ مزہ ابھی آسودگی نہین
ای چرخ اور دے ہمین دو تین چار داغ

۱۲۵
ملتا ہی زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ پہ ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیرے مقابل مین چراغ
کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ

احتیاجِ روشنیِ شمع راتون کو نہین
ہی خیالِ رُخِ جانان اپنی محفل مین چراغ

ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس بعدِ قتل
ساتھ خنجر کے ہی لازم دستِ قاتل مین چراغ

ہون جو مین وحشی شبِ تاریک مین صحرا نورد
غول دکھلائین اگر آ آ کے منزل مین چراغ

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
شعلہ ہای داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ

وہ بھی جلتا ہی شبِ فرقت مین تا وقتِ سحر
ساتھ دیتا ہی ہمارا وقتِ مشکل مین چراغ

غسلِ دریا کو جو آئے وقتِ شب وہ شعلہ رو
ہون حبابِ آب سب آغوشِ ساحل مین چراغ

نور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشتِ نجد
قیس پروانہ رُخِ لیلی ہی محمل مین چراغ

ہو سکے کیا دخل دزدانِ خیالات جہان
جلتے ہین داغونکے اپنے خانۂ دل مین چراغ

ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہلِ ہمت کا نشان
چاہیے کاسے کے بدلے دستِ سائل مین چراغ

چھا گیا ایسا جہا نمین تیرے نالونکا دھوان
دنکو اب درکار ہی ہر ایک محفل مین چراغ

آ گیا زندان مین کسکے روے روشن کا خیال
بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ

ہو جہان معشوق خود آتے ہین عاشق دوڑ کر
کب طلب کرتا ہی پروانونکو محفل مین چراغ

جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر
پھول ہین گلشن کے سب چشمِ عنادل مین چراغ

کور دلکو کب نظر آتا ہی معنی کا فروغ
واسطی بیکار ہی اندھونکی محفل مین چراغ

خود نہین جاتے ہین ہم کوچۂ جانانکی طرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق وسلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندانسے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون نہین نکلا
رہ گیا ہاتھ مرا اُٹھکے گریبانکی طرف

ابر کو دیکھ کے بیجا نہین طاؤس کا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہی سلیمانکی طرف

دل جلانیکا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اُڑ کے گئی سرو چراغانکی طرف

ولسے اُس حور کی اُلفت نہ بس مرگ گئی
تن ہمارا روح گئی روضۂ رضوانکی طرف

موت کی یاد فراموش نہو رندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبانکی طرف

سامنا اُس لب جانبخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اُترا اُڑکے گئے گور غریبانکی طرف

نہین منظور کسی کی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمانکی طرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پانون جو تھک جاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلی ہی
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوانکی طرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

ہے جو سینے پہ وہ وہ رخ ذکر ہی کیا ذرون کا
چشم حیران نہ پڑے مہر درخشانکی طرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہی منظور
ہند سے کوچ کرو ملک خراسانکی طرف

۱۴۷

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دلکو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہی تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکیگا نہ ردّ سوال زلف

فارغ نہین ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہی ابتر ہی حال زلف

تا صبح آنکھ دیکھے نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھکے سر گو شمال زلف

یارب اُسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے ندے اتصال زلف

ریش سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان
کچھ بھی جو اپنے ذہن میں سمجھتے مآل زلف

تائب ہوا ہوں تو حسن پرستی سے دل مرا
کھینچے کمند بنکے اسے کیا مجال زلف

خوشبو ہی اسطرح کی نہ یہ پیچ ہی نہ خم
سنبل سے کیا عجب سمجھکے کوئی دے مثال زلف

ہی چھوٹنا محال مقدر کے پیچ سے
دل لے کسیطرح نہیں جاتا خیال زلف

خط سے ہی اور مصحف رخسار کی نمود
کس واسطے ہیں آپ پریشان مثال زلف

چہرے کا اسکے برق پہ ہمکو ہوا گمان
ابر سیہ اٹھا تو گیا احتمال زلف

۱۴۸
آگاہ واسطی ہی سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہی کمال و زوال زلف

مجھسا کوئی جہان میں نہیں مبتلائے زلف
سر میں بھری ہی روز ازل سے ہوائے زلف

افشاں کے شوق میں یہ تماشا دکھائے زلف
تارے سب آسمان کے ابھی توڑ لائے زلف

ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ
لکھیں جو خط شوق میں ہم ماجرائے زلف

روز سیہ کے دام میں مدت سے قید ہوں
سر سے کسیطرح نہیں ٹلتی بلائے زلف

شانے کیطرح سے جو زبانیں ملیں ہزار
ہرگز نہ کر سکوں میں سر مو ثنائے زلف

وجہ موافقت ہی پریشانی سرشت
زلف آشنائے دل ہی تو دل آشنائے زلف

اب نقد جان بچے گا نہ اپنا متاع دل
خط سیہ بھی اسکا ہی رہزن سوائے زلف

غازہ ہی روے یار کو خون دل و جگر
شانہ ہی اپنا پنجۂ مژگان برائے زلف

جوش جنوں میں وصل کی عشرت کہاں نصیب
اب ہتکڑی ہی ہاتھ میں اپنے بجائے زلف

جائیگا پھنسانے کو ہی اپنا مرغ دل
پھر شکار دام تو اپنا بچھائے زلف

کام آئینگے یقین ہی مرے مشت استخوان
شانے تو بعد مرگ بنینگے برائے زلف

مجموعۂ حواس کا شیرازہ کھل گیا
ہنگام شب چلی یہ پریشان ہوا کے زلف

دیکھینگے آفتاب تہ ابر کا فروغ
دامن میں لاکھ چہرے کو اسکے چھپائے زلف

ہوکر خجل چمن سے گریزان ہوئی شمال
سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائے زلف

ای دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال
ڈر ہی نگل نہ جائے تجھے اژدہاے زلف

۱۴۹

دیوان مرا ہی چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہین حلقہ ہاے زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلاے عشق
مرنا غم فراق مین ہی انتہاے عشق

پہلے جنون ہی بعد گذرنا جہان سے
وہ ابتداے عشق ہی یہ انتہاے عشق

محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین
کس پر نہین جہان مین نزول بلاے عشق

کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا
دونون جہان مین خاک نہین ہی سواے عشق

مشکل ہی اشک و آہ سے فرصت تمام عمر
دل مین مقام عشق ہی آنکھون مین جاے عشق

کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
بیگانہ اک جہان سے ہی آشناے عشق

پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیے
ہی عشق میرے واسطے مین ہون براے عشق

کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اٹھائیے
اچھا نہوگا یہ مرض لادواے عشق

آتی ہی تجکو دیر و حرم سے یہی صدا
واجب ہی سجدۂ در دولتسراے عشق

دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ
ہی جسکے سر پہ سایۂ بال ہماے عشق

کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے
خون ہزار کشتہ ہی رنگ حناے عشق

ہم ہین بادشاہ وقت حوادث سے کام کیا
نیرنگی زمانہ ہی دلق گداے عشق

داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک
گلدوز نہی یہ تن پہ ہمارے قباے عشق

۱۵۰

شبہا در انتظار تو میگفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلاے عشق

[illegible] دولتسراے عشق
ہی حسن داخل حرم کبریاے عشق

ایسے کیے ہین دل نے مرے نالہاے عشق
آتی نہین زبان سے صدا اب سواے عشق

اگر جلائیں کو وہ بہم ودرہم ہوں آسمان
اپنا بھی زور شور دکھائے ہوائے عشق

اتنے لیے بدن مین چھپائے ہین استخوان
شاید کرم کرے ادھر آئے ہمائے عشق

گنتے گڑھے مین کو یہ تھا تن مین سیکڑا دن
ملو مسافرونے ہی جھانسلے عشق

کرتو زیارت لحد قیس نجد مین
ابتک یہ آرہی ہی صدا ہائے ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہی کہ جسمین نہین ہی درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئے صدائے عشق

کچھ رنگ بوستان محبت کا ہی جدا
کانٹو نکو پھول کرتی ہی آب و ہوائے عشق

دشت جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
نا آشنا زمانے سے ہین آشنائے عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہو چکی
خالی ابھی ہی کاسۂ دست گدائے عشق

فرہاد و قیس و وامق ذل سب پہن چکے
تن پہ ہمارے ٹھیک ہوئی ہی قبائے عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہی
جلدی چراغ زیست بجھائے ہوائے عشق

۱۵۱

آیا جو مین عدم سے نہ ہستی مین واسطی
پیدا کبھی نہ عشق کو کرتا فدائے عشق

روز شمار کے ہی برابر شب فراق
دیکھیں تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہی دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
غولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹکر مرون
قبضے مین ہی نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہی تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہی بدتر شب فراق

ہی مثل زلف یار دراز ہی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچھ کہ مین زندہ ہون گور مین
دل سقدر ہوا ہی مکدر شب فراق

روزن تمام گم دہن مار سے نہین
ہی غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کے لیے
گویا چمک رہے ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کے آنے کا اشتیاق
آنکھیں مری رہین طرف در شب فراق

گذری شب وصال کہ چلتے تھے جام مے
لبریز اب ہی عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سے کم نہین
ہی کہکشان یہ شبہۂ اژدر شب فراق

رُکتے نہین ہین آنکھو نمین آنسو کسیطرح
دھو جاے کاش نسخ نیست کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہی کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہی آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو امہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہی نہ مؤذن کی ہی صدا
سنسان ہو رہا ہی سراگھر شب فراق

پھر پھر گئی ہی در تلک آ کے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہی مقدر شب فراق

۱۵۲
نیند آئے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سُرخ ہین گل بستر شب فراق

ہی عشق آب و رنگ گل روے یار تک
وحشت کا جوش ہی ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہی عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ حد سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلی ناقہ سوار تک

ہمرہ تھا گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوے یار تک

پایا کہین نہ جو اُس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھے فلک شکوہ
باقی نہین ہین اُنکے نشان مزار تک

ساقی پلائے جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑے ہزار تک

پھر کیون بشر ہون رزق سے کیا ناامید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

۱۵۳
لایا ہی دور چرخ وہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

ابھی

ای دل سمجھکے بوسۂ زلفِ سیاہ مانگ
اُڑتا ہوا یہ سانپ ہی اس سے پناہ مانگ

ملتے ہین اک سوال مین دونون جہان ہین
در پہ گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

زیبا ہی کفشِ آبلۂ پا پئے قدم
سر دے خدا تو داغ جنون کی کلاہ مانگ

حاضر ہین جان و مال سے انکار ہی کسے
جو مانگنا ہو تجکو وہ ای رشک ماہ مانگ

عاشق نہ اُسکی مانگ کا ہو ای دل غریب
اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہی زلف مین ملتا نہین مگر
کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہین ہی فیض سے اکدم در کریم
دیتا ہی بے طلب وہ نہ مانگ اُس سے خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اُس لالہ رو کا دیکھ
پیاسا جو ہو تو اُسکے زنخدان سے چاہ مانگ

مصرعِ در کریم پہ ہی یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہم سے طلب کر جو چاہنا مانگ

شل ہون جو پانون طاقتِ رفتار کر طلب
کم سوجھتا ہو تجکو تو نورِ نگاہ مانگ

۱۵۴
آمادۂ ستم وہ صنم ہی تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعاے رفاہ مانگ

سوزِ غم سے یہ مرے سینے مین جلتی ہی آگ
سانس لیتا ہون اگر منھ سے نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہی خم می ای ساقی
روز پانی کی جگہ جس سے اُبلتی ہی آگ

سنگدل جتنے ہین اُنسے ہی شرارت کی بنا
آہن و سنگ سے دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوزِ دل سے ہی وہی حال مرے چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے مین بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجون کی دم عجز بھی ہی
پانون رکھتی نہین پر دوڑ کے چلتی ہی آگ

تیرے محرور پہ دم خاک کرین لوگ دعا
پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

۱۵۵
واسطی فصد جو کھلتی ہی جنون مین میری
سبکو ہوتا ہی گمان یہ کہ اُچھلتی ہی آگ

تلاشِ یار مین ہی رہ نما دل
لئے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پر فدا دل
تو کیونکر ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اسکے ہجر مین روتا ہون دن رات
کہ جسنے ہنستے ہنستے لیلیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو ہمسے گیا عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بیوفا کا آشنا تو
تیرا ہوا نا آشنا دل

ہوئے بیخود ہیں دیکھا جا بجا حسن
تمہین پایا تو اپنا کھو گیا دل

کہین کیونکر نہ مجکو اہل دل لوگ
مین وہ ہون جسنے لگا دیا دل

دعا دی مجکو ملکر سبھی نے
تمہین دیکھا ہی ایسا بیوفا دل

نجائیگی قیامت تک محبت
مبارک ہو تمہین صاحب مرا دل

سنے نالے تو سر پٹکا لگے کہتے
ہوئی مقراض منقار ہما دل

نہین اس مین جا داغون کی خالی
الٰہی ہو عنایت دوسرا دل

وفا گر اسقدر تجھمین اے بت
خدا سے ڈر کہ ہی اللہ کا دل

نہین ہیں یہ سینے کے داغ محبت
حقیقت مین ہی باغ دلکشا دل

۱۵۶ | نہ سمجھا واسطی مین سوز غم سے
کہ شعلہ ہی مرے پہلو مین یا دل

سر سے چلنا ہی دم تیغ پہ مشکل قاتل
ہی مسافر کے لئے سختی منزل قاتل

اسقدر تجھسے ہی مانوس مرا دل قاتل
دیتے ہین زخم صدا دیتے ہین قاتل قاتل

پائون کب کھینچ شہید اپنی اٹھا سکتا ہے
تیری شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل

ناخن تیغ سے مقتل مین لگی ہو دل کی گرہ
حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل

زعفرانی ہی جو تلوار کا تیرے رومال
ہنس کے کہتے ہین دہن زخم سے بسمل قاتل

سبب گل سے زیادہ ہین لہو کے چھالے
کیا تماشا ہی ترے کشتونکی محفل قاتل

بسملون نے گل رخسار جو تیرا دیکھا ہی
رہگئے یون ہین سبھی آواز عنادل قاتل

سر پٹکتا ہون یہ ہی شوق شہادت مجکو
یا خدا کیون ہی مرے حال سے غافل قاتل

تیرے کشتون کا دم نزع ہو کیا بیڑا پار
بجز شمشیر کا کو سون نہین ساحل قاتل

چل گئے مقتل سے نہ منھ پھیر کے دیکھا تمنے
ہم پکارا کیے کس پاس ہے قاتل قاتل

زار ہون زار نہایت مین بجز رسوائی
کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سے حاصل قاتل

دھیان دلمین جو ترے چاند سے رخسار کا ہی
چاندنی سے نہین ڈرتے ترے بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا
روئے معشوق کا ہوتا ہی ہر اک تل قاتل

۱۵۷
واسطی قتل ہوا ہجر مین مجنون بے تیغ
ہوگئی دید رخ صاحب محمل قاتل

ہم سے بھاگے گا جو تو سیکڑون منزل قاتل
کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل

دور کر آؤن نہ کسطرح تری محفل مین
ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو
خود بمقتل ہی مرا حور شمائل قاتل

کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون
آپ آئے لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین
دل ہی سینے مین مرے طائر بسمل قاتل

اک نظر انکو دکھا دے رخ سیمین اپنا
تیرے مقتول دیت کے نہین سائل قاتل

عید قربان ہی مزا تا ہی گلے سے کیا تیغ
پہلے تو آ کے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانانسے حذر کر اے دل
ہی یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کافی ہی یہی سنگ فسان
میری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہی سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا
لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبونکو ہوا
آج پھولے مرے سب آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین شہپر پرواز سے کم
دم مین جا پہونچون اگر ہو گئی منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہی کہ یہ بیتابی ہی
ہاتھون سینے مین اچھلتا ہی مرا دل قاتل

مجکو اور غیر کو گر ایک ہی خنجر سے ذبح	چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل

۱۵۸

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہی آرزوے گل	نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوے گل
پھرتے ہین عشق باز بھی معشوق سے کہین	کیسی ہوا چلی رُخ بلبل ہو سوے گل
روکر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل	ہنسکر بگاڑ دیتے ہین وہ آبروے گل
قابل کبھی نہ اُس رُخ روشن کی ہو صفا	شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوے گل
آتو یہ چھوڑ عندلیب کی سوگند کھائیے	ہر صبح اُٹھکے دیکھتے ہین پھیلدوے گل
خواطر پسند اُس رُخ گلگون کی ہی بہار	ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جستجوے گل
بلبل نے کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر	چھوٹون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوے گل
بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے	نہر اُسکے خون کی جو روان ہو تو سوے گل
خوشبوے تن سے کیسکے معطر ہوا چمن	کانٹون کو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے گل
جنز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین	مذکور عندلیب ہی یا گفتگوے گل
مژگان کا وہ دف سنکے وہ گل ہی خفا ہوا	چوکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل

۱۵۹

صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین
اے واسطی نہین ہی ہمین آرزوے گل

اس باغ مین ہے گو تر و تازہ ہزار پھول	پھولا نہ ایک بھی صفت روے یار پھول
بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر	لاکر کبھی کسی نے چڑھائے نہ چار پھول
کمرہ ہی یار کا کہ دُکان گلفروش کی	انبار ہر جگہ نظر آتے ہین ہار پھول
ہی بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار	پھولین نہ چار دن کے لیے اے ہزار پھول
کیا پیر گلفروش کوئی میفروش ہی	ہر دم جو مانگتا ہی ہر اک بادہ خوار پھول

زر جسکے پاس ہو اُسے کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستے ہین بے اختیار پھول

وان رخ پہ خط یہان بدن زار و داغ سر
یہ پھول پہ ہین خار وہ بالاے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آیئے
ساغر لیے ہوے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہی سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منہ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہے کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

۱۶۰
ای واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے ترے رخ سے دو چار چشم
داغوں سے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہے بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میانِ مزار چشم

نکلے گی جان حسرتِ دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہے عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہے تمنے رسم
دل لے کے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہے وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہے بے اعتبار چشم

پڑ جائے گی نظر کمر یار پہ کبھی
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دل کی نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیر وار چشم

خانہ خراب دلکو ڈبوئیگی ہر جگہ
سوئے نہ زندگی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہی تجلی جمال کی
ہوتی ہے بند دیکھ کے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
ہر دم ہے آب سے صفت چشمہ سار چشم

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار
کتنا حریص ہی یہ سگ نفس چار چشم

۱۶۱
بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اُس آفتِ زمانہ سے ہو کر دو چار چشم
ہی مبتلاے گردش لیل و نہار چشم

اُس گل کی یاد مین ہو اگر اشکبار چشم
دکھلاے جوش بارش ابر بہار چشم

ہی ای نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم
نا دیدہ بازگشت سے ہی شرمسار چشم

بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے
آہو تو ہی یہ آہوے مردم شکار چشم

آنکھین نہ لال کر مرے اشکونکو دیکھکر
لائی ہی نذر کو گہر آبدار چشم

نور بصر کدورتِ خاطر سے اُڑ گیا
آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم

دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر
جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم

بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل
طوفان اُٹھے جو رونے لگے زار زار چشم

سونا کہان تصور دندان یار مین
گنتی ہی اخترونکو فلک پر شمار چشم

نیرنگی زمانہ ہی نیرنگ حسن ہی
دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم

دو ہو گیا وہ بُرّش تیغ نگاہ سے
کی جس سے راہ مین مرے قاتل نے چار چشم

جاتا ہو نامہ لے کے تجھے نامہ بر تو جا
طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم

ای دل ہی شرط مرنے کے دنبالہ سے اگر
اُس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم

وا ہی یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک
ہوتی نہین ہی بند بخواب انتظار چشم

۱۶۲
رہتی ہی مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی اُمیدوار چشم

ہو گئے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سے ہم
کم تڑپنے مین رہین کیونکر کسی بسمل سے ہم

روز کترا کے نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم
ہین مگر مجبور اپنے اضطرابِ دل سے ہم

روز ہم رندونکا تو بک بک کے کھاتا ہی دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالبِ دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشدِ کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ ہانسے واقف نہین
حال دل دینے کا پوچھینگے کسی بیدل سے ہم

چاہیئے کعبہ کہین ابرو کو تیرے اے صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیرے تل سے ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھ کھلتے ہی گذر جائینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہی
تیرے دل کا حال پوچھینگے اب اپنے دلسے ہم

گرتے پڑتے جابجا ہر گام اٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سے ہم

در تلک تم بھی جو آؤگے تو کیا ہو جائیگا
طالبِ دیدار آئے ہین کئی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثلِ موج
مٹ گئے جب مل گئے آکر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورتِ جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہونکا ستاتا ہی ہمین
سحر جاکر سیکھ آدین کشور بابل سے ہم

۱۶۳	کیون پری رو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دلسے ہم	

نہ مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہی ترے نام سے کام

دلکو ہی اسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیار حلب و شام سے کام

ابتو رکھا ہی قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھ نہ آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام

چشمِ میگون کے تصور مین ہون بیخود ساقی
نشۂ مے سے نہ مطلب نہ مجھے جام سے کام

آنکھ آتی نہین اس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین بیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکر ستمگاری سے
میرے دلکو نہ سہی راحت و آرام سے کام

رات کو آؤ اگر دن کو نہین آتے ہو
ہی فقط مجھکو تو اے مشفق من کام سے کام

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد
ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سے کام
مانگین اُس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سے کام

۱۶۴
گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجکو ہے اُس مست مے آشام سے کام

اُسکے کوچے مین اب نجائینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائینگے ہم
اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اُسے سنائینگے ہم
خوف ہے اپنے ضعف سے ہمین
ناز کیونکر ترے اُٹھائینگے ہم
غم ہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائینگے ہم
دیکھ ایدل سوال وصل نہ کر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائینگے ہم
کہتے ہین دام زلف دکھلا کر
سیکڑون مرغ دل پھنسائینگے ہم
ہجر مین پی کے تیغ کا پانی
اپنے دلکی لگی بجھائینگے ہم
ہے اگر الفت کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئینگے ہم
بے حجابی پسند ہے اُسکے
جام پر جام اُسے پلائینگے ہم
ہین وہ وحشی کہ حشر کردینگے
اپنی زنجیر اگر ہلائینگے ہم
اُسکے در پہ جبین پر رگڑینگے
خط تقدیر کو اگر مٹائینگے ہم
اُسکے رخ کے ہین دیکھنے والے
آنکھ خورشید سے ملائینگے ہم
ہر طرح وصل ہی سے ہے منظور
آپ جائینگے یا بلائینگے ہم

۱۶۵
آنکھ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان ای واسطی لڑائینگے ہم

شوق یوسف مین لگا ہے زلیخا دیکھین
آؤ ہم تم سر بازار تماشا دیکھین
ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سے چھڑائے ہین سودا دیکھین

ای پری حور اُتر آئے اگر جنت سے
آنکھ اُٹھا کر نہ ترے عاشق شیدا دیکھین

زور چلنے کا نہین رستم و سہراب سے بھی
آگے اُس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین

ہی یقین پھر نہ رہے دعوے یکتائی حسن
کبھی آئینہ تو آئینہ سیما دیکھین

نظر آتا نہین کچھ بے بصری کے باعث
دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین

ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت
اپنی طاقت تو ذرا حضرتِ موسیٰ دیکھین

حرف تم منہ سے نہ نکلے یہ اُڑین ہوش و حواس
نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھین

کان پھولون کی ملے دیدۂ نرگس ہم کو
کیا سُنین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین

نقد جان کی ہی طلب خنجر جلاد کو روز
کب ٹلی ہے سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین

پھونک دین دلکو جو نالان نہ ہے الفت مین
ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سر دیہ بالا دیکھین

قبر سے حشر مین اُٹھنا تو پڑیگا لیکن
ہمسے ہوگا کہ رُخ مردم دنیا دیکھین

کیا تماشا ہی کہ داغون سے چراغان ہون ہم
شمع و دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین

دلکو اُلجھن ہی جگر منھ کو چلا آتا ہی
کب عیان ہوتی ہی صبح شب یلدا دیکھین

ماہ شعبان ہمین ای ابرو قاتل دکھلا
کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین

ارنی منہ سے نکالین نہین پڑتی جرأت
جو نہو قابلِ دیدار اُسے کیا دیکھین

شہر سے تنگ بہت آلئے ہین ای جوشِ جنون
کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

۱۹۶ واسطی سینہ پہ داغ ہی اپنا گلشن
اتنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوئے رسا بن جاؤن
جسقدر عشق مین بگڑون مین سنوا بنجاؤن

نامہ بھیجے جو طلب کا مجھے وہ غیرتِ گل
اسقدر جلد چلو مین کہ ہوا بنجاؤن

آنکھین تلوؤن سے تو ہر گام ملون وقت خرام
کاش مین راہ مین نقشِ کفِ پا بنجاؤن

بیٹھتا ہی تری دیوار پہ آ کر ہر صبح
زاغ کو مد نظر ہی کہ ہما بن جاؤن

ساتھ چھوڑون نہ کسی بھیس مین محبوبون کا
وہ اگر نکہتِ گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشقِ لبِ جان بخش کا جائے نہ اثر
خاک بنجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن مری عسرت پر
زرد خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیبِ معشوق رہے مد نظر صدمون مین
جلکے سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھٹکے دمجی یہ تن زار ہوا ہی تو کیا
کاش اُس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے قصد دل مجنون ہی کہ مین
گردن ناقۂ لیلے کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہی جو گھر بیٹھے ہوے جلتا ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

اے فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے روے توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

۱۶۷

واسطی دلکو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

شعرا بندش مضمونِ کمر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
چاہنے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہی جدا گوشہ نشینی ہی جدا
خانہ پرورده کا آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد مرے اشک بہانے پہ ہنسین
جو ہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بدنی ایک ہی دیوانون کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذاے سفر کیا جانین

دعوی حسن ہی بیجا ترے رخسار وںسے
یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد ہی کیا
پھل لائے کہ ہوے سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجیے چشمونسے ہی پانی جاری
روکنا اشک مرے دیدۂ تر کیا جانین

نیک جو ہین وہ نہین صحبت بد سے واقف
اہلِ مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخم دل و داغ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہی مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنھین برق و شرر کیا جانین

۱۶۸ واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھکے ہی جام جہان بین سے تماشا دلمین
کہ نظر آتی ہی ہر دم نئی دنیا دل مین

ادب حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دلکی تمنا دل مین

ای اجل اور بھی دو روز مجھے دے مہلت
دیکھ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دل مین

اڑکے پہونچونگا مین کچھ اسکی گلی دور نہین
پر نکل آئینگے ہو شوق تو پیدا دل مین

ایسا آسان نہین بیمار محبت کا علاج
کچھ نہ کچھ سوچکے آئے ہین مسیحا دل مین

کیا عنایت ہی خدا کی کہ یہان جیتے جی
ہی خیال رُخ و قد جنت و طوبی دل مین

آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب چھوٹ گئے
ای جنون پر ہی وہی تھا جو پھپھولا دل مین

خال مشکین کا تصور نہین جاتا ہی کبھی
داغ سودا بھی ہی مانند سویدا دل مین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جاے معشوقۂ دنیا کی نہین جا دل مین

کسقدر ہمکو مئی اُلفت جانان ہی عزیز
تن مین جان آنکھ مین پتلی ہی سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہی تہی مثل حباب
ہی جگہ اپنی دل ساقی دریا دل مین

پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون ہزار
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہی ہاتھ مرا گو چہ تنگ
وہ تونگر ہون کہ ہی وسعتِ صحرا دلمین

یاد گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہی الٰہی کہ سویدا دل مین

یاد اللہ کی ہی احمدؐ و حیدرؓ کا خیال
کعبہ دلمین ہی نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے محمدؐ کو دیے
خلقتِ پاک ہوئی عہد شہ عادل مین

ایضاً

فرق پیری مین ہے اتاب و توانائی مین — چاہیئے بیٹھ رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سائے سے بھی رم کرتا ہے وہ رشک پری — وحشت ایسی ہے کہان آہوے صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم — پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

بیخبر مجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا — سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربانسے ترے در پہ ملی — ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مُردہ وہ کرین — فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین

شہر والون کے جو ہاتھون سے اٹھائے ہین ستم — عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اُس سے لپٹ کر سونا — صبح تک نیند نہ آئی شب تنہائی مین

ترے رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ — شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینۂ پر داغ سے میرے اسکو — داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اُسنے کوئی بات — ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلا کے یہ جلوہ ہمین بے چین کیا — پڑ گیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین +

حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک — اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب مین روتا نہین گھر دیکھ کے اُنسے خالی — ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب ہی اپنی تو حیات — کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

۱۷۰

وہ دل بھی کوئی دل ہی مکین جسمین تو نہین — کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین — غم تو یہ ہی کہ تیغ تری سرخرو نہین

جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہی — کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر — آئینے کی نظر مین مری آبرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہی کیا مناسبت — یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہی یہ بو نہین

کہلائیگا وہ پیر مغان کا مرید کیا	جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین
ای گل تری گلی مین ہین جبتک کہ ہم مکین	گلشن تو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین
انکار غائبانہ ہی قاتل کو قتل سے	کیا جان ہی کہے تو مرے رو برو نہین
کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہی میکدہ	خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین
دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنی ہین بیڑیان	جسدن سے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین
آنکھون سے ہو نہ جدا ای خیال یار	تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین
ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر	آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین
گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ	عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین
رونے مین ہی خیال جو گیسوے یار کا	دُرِّ نجف کیطرح کسی آنسو مین مو نہین
آئینے کیطرح سے جو رکھتے ہین دلکو صاف	ہین دوست نیک و بد کے کوئی انکا عدو نہین
ابتک اثر نہ تونے کیا دلمین یار کے	ای اشک کچھ نظر مین تری آبرو نہین
فصاد تر کرے ہے تر انشتر زبان خشک	اتنا بھی ضعف سے مرے تنمین لہو نہین

۱۷۱	رہتا ہی کیف بادۂ اُلفت سے مست یہ کچھ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین	

یارونکے برخلاف جو صحبت ہی اندنون	ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون
اس آفتاب حسن سے جو فرقت ہی اندنون	ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون
ظاہر ہی بات بات سے اک شورش جنون	مائل کسی پری پہ طبیعت ہی اندنون
حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیم تن	ہاتھ اپنا اور دامن دولت ہی اندنون
قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا	میری تری جہانمین شہرت ہی اندنون
اس لب کا بوسہ کم نہین آبحیات سے	ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون
دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط	ہر دم نزول آیۂ رحمت ہی اندنون

آ آکے یار راہ سے پھرتا ہی اُلٹے پاؤن — برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون
کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو — ناساز دشمنونکی طبیعت ہی اندنون
فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام — ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہی اندنون
آواز ناو نوش سے ایسے بھرے ہین کان — ناصح کی ناگوار نصیحت ہی اندنون
جام و سبو ہین سبزہ ہی ابرِ سیاہ ہے — گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہی اندنون
باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز — کیا دشمنونکی سست طبیعت ہی اندنون
گھر میکدہ ہین سامنے ساغر شراب کا — قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہی اندنون

۱۷۲ سارے جہانکی فکر غم ہجر واسطی — آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحتِ حسن ملیح مین — اِس سے نمک ہی میرے کلام فصیح مین
جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدیؐ — باتی ہی گفتگو تو صبیح و ملیح مین
کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب — مضمون درج ہی یہ حدیث صحیح مین
قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا — کانٹے پڑے ہین پیاس سے حلق ذبیح مین
آسان پسند اُنکی طبیعت ہی نامہ بر — کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین
کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسینؓ پر — خاصیت شفا ہی غبار ضریح مین
سب جانتے ہین اُسکی کمر کا نشان نہین — انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین
ابتو یہ اُنکو میری ملاقات کا ہی شوق — ہوتی ہی نذر بندھتے ہین چلے ضریح مین

۱۷۳ کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی — ہی تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جبسے پابند زلف جانان ہون — کیا کہون کسقدر پریشان ہون
کبھی خندان کبھی مین گریان ہون — ابر ہون برق ہون باران ہون

اٹھو آؤ مری عیادت کو | کوئی دم کا مین اور جہان ہون
ای بتو سچ ہی دعوی الفت | جھوٹھ کہتا نہین مسلمان ہون
ان جفاؤن پہ خامشی تا چند | ای پری مین بھی آخر انسان ہون
کسکو پروا ہی سیر گلشن کی | خود گل داغ سے گلستان ہون
ای فلک مجکو چشم کم سے نہ دیکھ | ذرۂ آفتاب تابان ہون
سیب فردوس بھی ملے تو نہ لون | طالب بوسۂ زنخدان ہون
ناز بیجا وہ مجھسے کرتے ہین | جنکی مین دوستی پہ نازان ہون
جمع ضدین امر مشکل ہے | وہ تو کافر ہی مین مسلمان ہون
کسکی تصویر آ گئی ہی نظر | شکل تصویر مین جو حیران ہون
مجھسے بچتی ہی خلق آفت مین | کشتی نوح وقت طوفان ہون
دوستون کا مین دوست ہون دلسے | دشمنون کا مین دشمن جان ہون
خود ہون بد پر ہون رہروونکی پناہ | دشت مین سایۂ مغیلان ہون

۱۷۴
واسطی کج روی سے کیا واقف
مین تو سیدھا سا اک مسلمان ہون

ڈورے افشانکے نہین یہ زلف بت بے پیر مین | اڑتی پھرتی ہین یہ پریان خانۂ زنجیر مین
موت آئی عشق ابروے بت بے پیر مین | ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین
بے کمر تھی بید ہین تھی وہ کھنچی جسدم شبیہ | دو جگہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین
قید مین بھی بسکہ ان آنکھونکا رہتا ہی خیال | دیدۂ بادام ہین حلقے مری زنجیر مین
ہوگیا ممنون زلف پر چین تک جو میرا دسترس | کشور چین آ گیا بالکل مری جاگیر مین
وصف خط سبز مین جسوقت کھلتی ہی زبان | طوطیونکو بند کر دیتا ہون مین تقریر مین
آب سے باہر نہین ہلتے ہم ای قاتل کہین | فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

کھینچتا ہی اُس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ / صرف رنگ روے یوسف تھا تصویر مین
دولتِ دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق / مُنہ چھپاے لاکھ قاتل دامن شمشیر مین
جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان / چھپ رہا ہوتا شگافِ خامۂ تقدیر مین
وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی / جان تازہ پڑ گئی ہر پیکرِ تصویر مین
چاہتی ہی یہ ادا اُس ترک کی وقت نماز / سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین
کیا لکھون تعریف مین اُس گیسوے پُر پیچ کی / پیچ کا مضمون ہی اُسکا نہین تحریر مین
حاجتِ رنگِ حنا کیا تجکو ای ناوک فگن / دست و پا گلرنگ کر خونِ تنِ نخچیر مین

۱۷۵ بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی / اسم اعظم مرتضےٰ کا نام ہی تسخیر مین

خیر کیسی اُلفتِ زلفِ بتانِ بے پیر مین / بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین
جب لگا کرنے مین اُنکی زلف پیچان کی ثنا / پڑ گئی لکنت سے گتھی رشتۂ تقریر مین
کھینچتے ہین جب ہماری چشم گریان کی شبیہ / ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین
نا قبول خلق ہون ایسا جو مین چڑھا ہون / خون اُتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین
تیرے دیوانے کے آ لیے ہین جو زندان مین قدم / شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین
اشک خون رویا اگر مین کرکے اُس ابرو کو یاد / بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین
ہاتھ آئے کسطرح جو شے مقدر مین نہو / ہو گئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین
جان دیتے ہین بتون کی زلف پیچان پر جو لوگ / حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوے زنجیر مین
رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ / بنگیا یہ سرمہ چشم جوہر شمشیر مین
رو کے دھو ڈالونگا مین تیرے مرقع کو تمام / دیکھکر آنکھین بنا مانی مری تصویر مین
حسن کے کشور کی دی تمکو خدا نے سلطنت / شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین
کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا تجکو ہدف / ہو گیا پانی کا قطرہ گھل کے پیکان تیر مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اُلٹے لکھے میری خط تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلام یار کی تفسیر مین

۱۷۶ موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطی
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اُسکے دیدار کی پیری مین بھی اُمید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہی یا آب بقا ہی قاتل
کون کشتہ ہی کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہی یان زیست کی اُمید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

[illegible]تا ہی کبھی گانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

[illegible]وے سفاک سے کیا خاک پھرے گا قاصد
خط تو لکھا ہی جواب آنیکی اُمید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائے کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹی کرتے ہین ثنا اُسکی کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہی سینۂ صد چاک ترے تیرون کا
کس جگہ دیکھ تو سوراخ نہین چھید نہین

۱۷۷ واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین
آخر اے بُت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

اے طبیبو مجھے لِلّٰہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز ہالے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر مجھسے تجھے اے ماہ لقا ہی کہ نہین

اے فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
اے سپند اب یہ اُچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرونپہ لگاوے یہ خطا ہی کہ نہین

نازکرا ی کمر یار نہ باریکی پر ×××
یہ تن زار مرا تجھسے سوا ہی کہ نہین

دعوی حسن نکر دیکھ تو آئینہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشتِ وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہی کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا
دیکھ نرگس تری آنکھونمین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہی غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہی کہ نہین

۱۷۸

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہی کہ نہین

کرتا ہی غیر شانہ اُس زلف دلستانمین
یان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوانمین

ہین مرغ خوشنوا ہم اس گلشن جہانمین
جھگڑا اٹھا رہیگا بیٹھک صیاد و باغبانمین

اُس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہانمین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہمکو ہی کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوانمین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدے مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنانمین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پر کٹے ہین چلے نہین کمانمین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسون کے گھر کو
شمع قمر ہی روشن فانوس آسمان مین

ہین صورتِ چراغان داغون سے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہی درمیانمین

کرتے ہین باغبانکی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ پوچھسکی پوچھینگے ہم خزانمین

تعریف گلرخونکی وردِ زبان ہی ہر دم
منھ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیانمین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
بیٹری نے غل مچایا حداد کی دکانمین

پیاسی مرے لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ اسکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبانمین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہانمین روح اپنی اُس جہانمین

وہ تو قفس سے اُڑ کر پہلے چمن مین پہونچے
صیاد جانتا ہی بلبل ہی آشیان مین

خط سیہ نے چہرہ اُس گل کا چھا لیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنان مین

فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہم نے
انجم نہین پڑے ہین سوراخ آسمان مین

۱۷۹

اے واسطی جو اُسنے شمشیر ناز کھینچی +
تھے منچلے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

روز آ آکر ہوا دامن کی دیجاتا ہی کون
آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون

دہر و مہ کے آئینے پیش نظر لاتا ہی کون
کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون

کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون

[illegible] قاتل مین بظاہر تو نہین ہی کوئی لاگ
پھر خدا جانے اُدھر کھینچے لیے جاتا ہی کون

[illegible]ر حیرت کے ساکن زندہ ہین تصویر تک
گل میان گلشن تصویر مرجھاتا ہی کون

کون جانے ابر کے پردے مین ہی کون اشکبار
برق کے جامے مین کیا معلوم چلاتا ہی کون

ماہ پھرتا ہی جو مثل ہالہ مہتابی کے گرد
راتکو جلوہ لب بام آکے دکھلاتا ہی کون

دشت وحشت کو چلے ہین ساتھ مجنون اور ہم
شرط بد کر دیکھیے دونو مین بڑھ جاتا ہی کون

خط مرے پہونچے تو اُسنے تنگ ہو کر یہ کہا
روکو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی اُمید
صید لاغر ہون نہین مجکو دام مین لاتا ہی کون

ہم ہین حق بین ہی بہفتاد و دو ملت کو خیال
محفل عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہی کون

کوے جانان سے اُمید رجعت قاصد نہین
ملک ہستی سے عدم کو جاکے پھر آتا ہی کون

بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک گیا
ہوش اتنا بھی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون

قطع اُمید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہی
نا غلو لا تقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون

مین ہوا سائل تو اُسنے یہ تجاہل سے کہا
دیر سے در پر مرے دیکھو تو چلاتا ہی کون

وادی غربت ملی [illegible]
[illegible] بہلاتا ہی کون

اہل دنیا مال دنیا پر جھگڑتے ہین عبث
چار دن کا ہی یہ میلا جا کے پھر آتا ہی کون

کس سے مانگین کسکے در پر جائین کسکو سوال
ہم فقیرونکا بھلا تیرے سوا داتا ہی کون

مہربان جتنے ہین سب تا زیست ہین پرسان حال
فاتحے کو بھی کسی کی قبر پر آتا ہی کون

خاصۂ اکسیر کی بوٹی کا رکھتا ہی وہ گل
ڈھونڈھتے ہین سیکڑون لیکن اسے پاتا ہی کون

۱۸۰ ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین گر واسطی
روز موتی اشک کے دامن پہ برساتا ہی کون

سوزش عشق سے بیتاب رہا کرتا ہون
آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون

بیقراری ہی مری شدت گریہ مین وہی
آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون

ضعف پیری سے گریبان نہین سر میرا
صرف سجدۂ تہ محراب رہا کرتا ہون

تاج سے مجکو نہ مطلب ہی نہ مجکو اسے کام
تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون

ہی کسی کے رخ پُر نور کا اُسپر جو گمان
محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون

گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کے مدام
دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون

ذبح ہو جانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے
وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون

تیرے دانتونکے مضامین کی ہی ہر وقت تلاش
طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون

ہی سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال
خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون

چاہتا ہون کہ تری نرگس مے گون دیکھون
طالب جام مے ناب رہا کرتا ہون

۱۸۱ واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دل سے غلام
فوج اعدا پہ ظفر یاب رہا کرتا ہون

اُسکے کوچے مین خاک جاؤن مین
ای جنون آپ مین تو آؤن نہین

تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی
اپنے داغ جگر دکھاؤن مین

ہین زمانے کے لوگ ناشنوا
نالۂ دل کسے سناؤن مین

آب خنجر ملے جو قاتل سے ✤ اپنے دل کی لگی بجھاؤن مین
نالے کرتا جو باغ مین جاؤن ✤ عندلیبون کے ہوش اڑاؤن مین
دل جو لیتا ہے وہ دزدِ حنا ✤ ہون سخی آنکھ کیا چراؤن مین
تنگ ہون سخت ناتوانی سے ✤ کیونکر اُسکے ستم اُٹھاؤن مین
جی مین ہی کرکے زلف مین شانہ ✤ بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

۱۸۲

واسطے دل ہی خون فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین ✤

روتا ہون سوز دل سے عبث اضطراب مین ✤ رنگ اثر نہین کبھی اشک کباب مین
ہے عکس روے یار کا جام شراب مین ✤ آتا ہے آفتاب نظر آفتاب مین
کیا کیا اُٹھائے رنج امیدِ ثواب مین ✤ دشمن بھی مبتلا نہوا ایسے عذاب مین
کیا دشمن قریب سے دلکو مرے ضرر ✤ کب زخم تیغ موج ہے فرق حباب مین
اے شہسوار حسن فلک ہے ترا سمند ✤ مطلق نہین ہے فرق ہلال و رکاب مین
کیا سوز دل سے عنصر آبی ہوا ہوا ✤ پانی حباب نہین مری چشم پر آب مین
دیکھے گلون کو نرگس مخمور سے جو یار ✤ خاصیتِ شراب ہو پیدا گلاب مین
دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر ✤ کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین
لازم ہے دل مین یاد ہو حُسنِ ملیح کی ✤ شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین
فرفر دیا سوال نکیرین کا جواب ✤ مطلق زبان رُکی نہ سوال و جواب مین
کیا احتیاج کشتی مے کی ہے ساقیا ✤ غوطے لگا رہا ہون بحرِ شراب مین
تھا قصد گفتگو کا بہت اُنکے سامنے ✤ نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین
اللہ ری تیرے عارض پُر نور کی ضیا ✤ یہ روشنی کہان ہے مہ و آفتاب مین
زاہد کو مے پلاتے ہین دھوکھے مین مغبچے ✤ منظور ہے کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

ہی برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا
یا روئے یار گیسو پہ پیچ وتاب مین

۱۸۳
کس شمع رو کو قصد ہی دریا کا واسطی
ہی روشنی ہر ایک مکان حباب مین

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین
افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین

بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین
ہر سمت تیرتی ہی بط بادہ آب مین

یہ بھی ہی اسکی چھیڑ کہ قاصد پہ ہو عتاب
قرطاس سادہ بھیجدیا ہی جواب مین

پھبتی کہی یہ عارض لبہائے یار پر
کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین

آتا ہی یہ خیال حسینونکو دیکھ کر
ہم بھی اسیطرح کے کبھی تھے شباب مین

ساقی ہی میکدے مین بھی برسات کا سمان
شیشے مین ہی شراب کہ بجلی سحاب مین

یارب بہا کے بحر مین کون اپنے گھر گیا
موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین

غش سے نہ چونکتا کبھی تیرا مریض عشق
تیرے عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین

مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھکے مست
قصد ثواب کے پڑے ہم عذاب مین

دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دھو گئے
فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین

عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل ہی قصد قتل
لازم ہی تجکو تیغ بجھانا گلاب مین

وہ آسمان حسن حسین ہین کہ ہر سحر
منھ دیکھتے ہین آئنۂ آفتاب مین

یوسف کا اور رنگ ہی زنگی کا اور رنگ
کوئی نہین ہی حسن سے خالی شباب مین

دوچار روز می بھی کبھی زاہدو پیو
نوش بنیش تک گناہ نہین ہین حساب مین

وقت کلام بے دہنی کا ہی انکو عذر
ہی بات لاجواب کہین کیا جواب مین

بوسونکو گنتے گنتے شمار انکو آگیا
مشتاق ہو گئے ہین وہ اب تو حساب مین

۱۸۴
کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم انکو خواب مین

دل ہی خود مردہ تری بیداد کی حاجت نہین
کشتۂ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورتِ طاؤس میکر بال و پر گلدام ہین
صید ہونیکو مرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتے ہین ہر گام یان [illegible]
ای جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

اگر وہ شیرین آئینے مین [illegible]
پھر جوے شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

ہے جیسے پھر زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چھین لے لیتا ہی خود ظالم سے مظلومونکی داد
دادخواہونکو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارو مین سلیقے سے ہوے ممتاز ہم
علم مجلس کے لیے استاد کی حاجت نہین

کرچکا پیدا جو تجکو خود یہ صانع نے کہا
ہوچکا مطلب بس اب ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سے یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہی اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطع کھو نمین تو بول اٹھین یہ حرف
ہمکو ہرگز خلعت استاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہی
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتے ہین پیر مغان سے میری لوگ
مو غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

کھینچتی ہی کلک تصور سے یہان تصویر یار
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

۱۸۵

ٹھہرے عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھ لین تو گرد پھرین
اُکے اُن بازو و نبہ نور کے ہین

غم کی راتین کٹین بحمد اللہ
ملگیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا بُرے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہمسے مے عزیز نہ کر
ہم تو قابل مے طہور کے ہین

غرق آفاق چشم ترنے کیا
قہر طوفان اس تنور کے ہین

سب کے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز
کٹ گئے سارے یہ حضور کے ہین

کب ہی دہشت سزاے عصیان کی
بندے ہم ایزدِ غفور کے ہین

۱۸۶
واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچۂ یار سے اُٹھنے کو تو ہم اُٹھتے ہین
بیٹھ جاتا ہی مگر دل جو قدم اُٹھتے ہین

یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شب ہجر
جسطرح ماہ محرم مین علم اُٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہی ورنہ
کس سے یہ کوہ غم و درد و الم اُٹھتے ہین

دلکو اک بوسہ پہ کسطرح مین اُس شوخ کو دون
دام اس جنس گرانمایہ کے کم اُٹھتے ہین

کشتِ اُمید کو سیراب کرین تو جانین
روز لگتے ترے ای ابر کرم اُٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم
دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اُٹھتے ہین

دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا
لطف نظارۂ گلزار ارم اُٹھتے ہین

ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین
خاک سے کب صفتِ نقش قدم اُٹھتے ہین

بے خبر اپنے فقیرون کی ذرا ای شہ حسن
ضعف ایسا ہی کہ بستر سے بھی کم اُٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا
کسپہ ان ظالمون کے دست ستم اُٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی
دشمن و دوست کے تابوت بہم اُٹھتے ہین

۱۸۷
واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقۂ شعر عجم اُٹھتے ہین

جہان لینے دل پہ خدایا اُٹھائے بیٹھے ہین
تجھی یہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی
لحاظ شرط ہی اپنے پرائے بیٹھے ہین

انھین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر
جو چھاونی ترے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

چلیگی خاک تری بزم مین شرارت غیر — کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین
کہے یہ اُس سے کوئی جاکے گھر سے باہر آ — کئی غریب ترے در پہ آئے بیٹھے ہین
خفا ہین کسپہ اُترنا نہین ہی جو غصہ — حضور کس لیے تیوری چڑھائے بیٹھے ہین
بھرا ہی شوق مین تیرونکے صیدگاہ اُسکا — کئی کھڑے ہین کئی چارپائے بیٹھے ہین
فقیر ہوگئے ہین بادشاہ بھی اُس پر — بھبھوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین
فروغ مہر کہین زیر ابر چھپتا ہے — عبث وہ چہرے کو اپنے چھپائے بیٹھے ہین
کریم کون ہی جھسار ہینگے کیا محروم — جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین
نصیب ہوگی تجلی اُنھین فقیرون کو — جو کوہ طور پہ دھونی رمائے بیٹھے ہین
[illegible] آنکھ اُٹھاؤ نقاب چہرے سے — کہ جان عاشق شیدا لٹائے بیٹھے ہین
بجا ہی پاؤن جو پھیلائین سامنے سبکے — کہ ہاتھ سارے جہان سے اُٹھائے بیٹھے ہین

۱۸۸ کمال فقر سے ہی واسطی یہ حال اپنا — کہ نقش حرص کو دل سے مٹائے بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سی تصویر خواب مین — کیسی چمک گئی مری تقدیر خواب مین
کرتا ہون جب مین عرض کہ آؤگے کب گھر — کہتا ہی ہنسکے وہ بت بے پیر خواب مین
غفلت مین دیکھتا ہون حسینونکی صورتین — پریونکو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین
بیداری مین یقین ہی نظر آئے وہ حسین — یوسف نے دی ہی خواب کی تعبیر خواب مین
مژگان یار کا جو تصور تھا شام سے — تا وقت صبح مجھپہ چلے تیر خواب مین
مرجانے کا ہی جنکو گمان بیشعور ہین — قاتل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین
کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان — طالع ہین میرے ای فلک پیر خواب مین
کہتے ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل — کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین
آتا ہی اُسکی زلف کا جس شام کو خیال — تا صبح دیکھتا ہون مین زنجیر خواب مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آسکے گی
بیکار ہی اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہی وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہی کسی نے مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہو نہین براؤن بھی اگر
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین

اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خوابمین

سوتا تو در پہ پایئے لیکن یہ خوف ہی
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہی
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خوابمین

۱۸۹

ادراک ہی نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہی موت کی تاثیر خوابمین

چبھ گئے ہین دلمین یون تیر نگہ کے پیکان سیکڑون
مینربان ہی ایک اسکے گھر مین مہمان سیکتے ہین

طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
جلکے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
ہین جہانمین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کی درازی کی نہین کچھ انتہا
پرزے دامن ہو گئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
مصحف رخ سے ہوئے ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہروش
ہو گئے اس خاک کے پردہ مین پنہان سیکڑون

نوحؑ کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
اٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھپہ طوفان سیکڑون

وہ صریر کلک اپنی ہی کہ جسکے سامنے
ہو گئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشت لب بیمار کے نکلا نہین ہی خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنار آبحیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہی کب قیدی کوئی
در پہ بٹھلائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہی ای دل کعبۂ ابرو کا طوف
بہر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

دیکھیے جس گھر مین روے یار کی تصویر ہی
ایک قرآن سے ہوے عالم مین قرآن سیکڑون

مرگ کی صرصر چلی یا تیغ اُس سفاک کی
ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

۱۹۰
معرکہ آرا قلم کس کا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زہاد بادہ کش ہوے رائین بدل گئین
رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین

شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین

وہ گا[illegible] گیا جو باغ سے چیخے یہان تلک
مرغانِ خوشنوا کی صدائین بدل گئین

بدبخت وہ ہون مجکو بطِ مے اگر ملے
طوطی کیطرح آنکھ گھٹائین بدل گئین

[illegible]گار پیر مغان کے ہوئے مرید
فصل بہار آتے ہی رائین بدل گئین

بیمار جی اُٹھے تو پرستار مر گئے
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

۱۹۱
دکھلائی کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم وکرم سے اُسکی جفائین بدل گئین

پڑا ہی داغ اُلفت کا جو ای مجنون ترے دل مین
تامل ہے جو تو دیکھے یہی لیلے ہی محمل مین

نہین ہی تیغ پر خم جلوہ گر ہے دست قاتل مین
ہلال عید ہی روز شہادت چشم بسمل مین

اُٹھائے جو دربا نکلے کہ پہونچین اُسکی محفل مین
خلش آسان خار راہ کی ہی شوق منزل مین

طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جائینگے
گذر ہی شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین

ہوے مدفون تو رہزن کی طرح دزد کفن آیا
ہوے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزل مین

تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہی
ٹھہرتا ہی کوئی بحر روان آغوش ساحل مین

شہادت سے رہے محروم قتل عام مین ابتک
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین

بلاتے ہین جو ہم شبکو عبث آزردہ ہوتے ہو
طلب ہوتی نہین ہی شمع روشن دن کو محفل مین

قضا نے محضر خون یہ بنا سرخی سے لکھا ہی
ہمارے خون کی چھینٹین نہین دامان قاتل مین

ہمارے پنجۂ مژگان ترے نے یہ ہے لیے لتے
کہ موجونکی طرح سوچاک ہین داماں ساحل مین

نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی
چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین

عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب
بجز ایذا کہان رہرو کو راحت قطع منزل مین

شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن
نہین کھلتی ہے ہرگز جب گرہ پڑجاتی ہے دل مین

وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا
مقید ہے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین

ترے عشاق کو اے گل کرین مائل تو ہم جانین
شگوفہ چھوڑنا آتا ہے پھولونکو عنادل مین

ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا
میانِ بحر موجون نے اسے جکڑا سلاسل مین

رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئے
ہوا بیروح تن ارمان دل کے رہگئے دل مین

۱۹۲
کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اُس حور لقا کی اگر آئے دل مین
سیر فردوس نظر آئے فضائے دل مین

ہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے
کسطرح کوئی کرے دخل پرائے دل مین

اہل غم سے ہے مجھے رشک وہ غمدوست ہون مین
غم عالم کو جگہ دون جو سمائے دل مین

پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑی اپنی نگاہ
درد پھر اُٹھنے لگا بیٹھے بٹھائے دل مین

کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہے چراغ
داغ کیونکر کوئی الفت کا چھپائے دلمین

سیر کرتے ہوے گلیونمین پھرا کرتے ہو
اسطرف بھی کبھی آجاؤ جو آئے دل مین

غم و اندوہ کے اُترے ہین مسافر اتنے
کہ کہین جا نہین باقی ہے سرائے دلمین

یار کے مصحفِ رخسار کے حافظ ہین ہم
کئی آئے ہین زبانپر کئی آئے دل مین

راتدن ہجر مین شعلے جو اُٹھا کرتے ہین
آگ ہے آگ ہے شاید کہ بنائے دل مین

۱۹۳
واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہمکو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولے لینے آئے ہین ہمین آہو بلاتے ہین

بڑے بے رحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کھاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جھوٹی خبر مجکو سناتے ہین
سمجھتا ہون کہ یہ صیاد بے پر کی اڑاتے ہین

تمہاری زلف پیچانکو جو داغ دل دکھاتے ہین
فسونگر ہین چراغ آگے وہ کالے کے جلاتے ہین

طرف کعبے کے جائین یا سوے بتخانہ ہم دیکھین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہی
عبث ہم ہاتھ پتھر کے تلے اپنا دباتے ہین

سبو ہی ہمین ظرف وضو پیارا ہی زاہد کو
مثل سچ ہی کہ خیر اپنے قدح کی سب مناتے ہین

نمک افشانیان دیکھے تو کوئی ان حسینون کی
ہمارے زخم ہنستے ہین تو اُنپر مسکراتے ہین

جنازے دیکھکر رستے مین ہم یارونکے کہتے ہین
چلو تم آگے آگے ہم بھی پیچھے پیچھے آتے ہین

وہی لطف و غضب انکا ہی ہمپر بعد مرنے کے
چڑھا کر پھول تربت پر وہ تیوری بھی چڑھاتے ہین

اٹھائے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اٹھاتے ہین

بھلا ان ناصحونکو فائدہ کیا ہی نصیحت سے
زبان اپنی تھکاتے ہین ہمارا مغز کھاتے ہین

خدا حافظ کہ پھر آتی ہی شامت تیرہ بختونکی
سنا ہی آج پھر آنکھونمین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت مرا مرنا حسینون پر
دم یسین جو مجکو سورۂ یوسف سناتے ہین

گران عکس در دندان کا مالا ہی جو سینے پر
کمر انکی لچکتی ہی قدم رک رک اٹھاتے ہین

ابھی اٹھ جائینگے کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے
یہ ہمین بھیجکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ انکا بیٹھنا در پردہ چلمن مین
ابھی کمسن ہین شرماتے ہین ہمسے منہ چھپاتے ہین

۱۹۴
تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین ای واسطی ہم ان دنون آتے نہ جاتے ہین

بظاہر گو کہ دھتا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بھی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یاد قامت مین
قیامت اور برپا ہوگی صحرای قیامت مین

شب وصلت مین ہمسے ہر گھڑی گھبرا کے کہتے ہین
نچھیڑو ورنہ فرق آجائیگا صاحب سلامتی مین

کسی زخمی کو ہی میسر یہ طرح کب درد کی لذت
نمک ہین بیچ بھرا ہی اپنے ہاتھون ہر جراحت مین

رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریکی شبہاے فرقت مین

یہان ضعف و نقاہت سے نہین ہی باتکی طاقت
ملک کس سے کرینگے پرسش اعمال تربت مین

طبیعت پائی ہی ہمنے بھی ابراہیم ادہم کی
فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین

یہ رنگ بیخودی چھایا کہ بھولا یاد لیلیٰ کی
قدم مجنون نے جب رکھا ہے صحراے وحشت مین

تفکر کرتے نہ تھے یا ہوتے ہین اب ہم سخن ہمسے
خدا جانے کہ کیا بات آگئی اُنکی طبیعت مین

کرین پہلے دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو
صلوٰۃ و صوم ہین بیکار فرق آئے جو نیت مین

اداؤ ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
سراپا سحر رکھا ہی خدا نے اُسکی خلقت مین

نہ اُٹھا مُلسنے ہرگز جو اُٹھایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیادہ ہی فرشتون سے بھی طاقت مین

مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی
وہی ہی دوست جو کرتا ہی شرکت رنج و محنت مین

ہوا کرتے ہین اپنے کام مین ہشیار دیوانے
گلی مین یار کی دھونی رمائی ہمنے وحشت مین

خدا زر دے تو کچھ راہ خدا مین چاہیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

پس دیوار مین ای واسطی نکلے نہین کیونکر
خلل ایسا نہو پڑجاے اُنکے خواب راحت مین

۱۹۵

ہزار در سے ہم اُنکے اُٹھائے جاتے ہین
قرار دلکو نہین اسپہ جاے جاتے ہین

مقام کون تھا مشکل جہان نہ ٹھہرا مین
ابھی تلک وہ مجھے آزماے جاتے ہین

ہوا یقین کہ چھپکر گئے تھے غیر کے گھر
مین جون جون چھیڑتا ہون وہ لجائے جاتے ہین

جواب دیچکے تم قطع ہو گئی اُمید
ہمین ہین جو در دولت پہ آئے جاتے ہین

مکان دل سے غم و درد ہونگے کب رخصت
یہ میہمان تو کلیجے کو کھائے جاتے ہین

موا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہی کس کا
جھمٹرے اُترتے ہین جوشن بڑھائے جاتے ہین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو
وہ مانتے نہین اپنی سی گائے جاتے ہین

طبیب دیکھ کے بولا مریض الفت کو
کہین جہان مین مردے جلائے جاتے ہین

۱۹۶

ترا ہی کام ہی ای واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اٹھائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پر داغ قید سنگی کاکل مین
لگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل مین

لہو روئی ہی ایسا اشتیاقِ وصلت گل مین
کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین

مرے نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین
زر گل کی مناسب بخشی ہی پائے بلبل مین

پھٹے جاتے ہین پردے کان کے لیکن ہین گل خندان
اثر رکھا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین

لگایا ہاتھ گلچین نے اگر بھولے سے بھی گل کو
یہ چلائی کہ پتے لگ گئے آواز بلبل مین

ہوئی حاجت گزک کی جب چمن مین بادہ خواری
کباب اُس گل نے بلبل کے لگائے آتش گل مین

ہوائے باغ عالم کچھ اگر انصاف پر آئی
لپیٹا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین

عذاب جان عجب اُلفت ہی ان زہرہ جبینوں کی
شکایت کرتے ہین ابتک فرشتے چاہ بابل مین

وہ اپنے اشک طوفان زا ہین جسکے ایک قطرے سے
برنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین

ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہوگئے بسمل
نئے جوہر ہین ای قاتل تری تیغ تغافل مین

نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا کبھی دل عشق مژگان سے
پھنسایا ہی مجھے تقدیر نے موذی کے جنگل مین

وہ بحر حسن بعد غسل میرے ساتھ اگر آئے
کرون مین سجدہ شکرانہ محراب دربل مین

نہین جاتا تصورِ حلقہ ہاے زلف جانان کا
بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دورِ تسلسل مین

نہین ہی عیش خالی غم سے اس گلزار ہستی مین
بہار آتے ہی پھر صیاد آیا فکر بلبل مین

پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی
کہ کیفیت زیادہ ہوگئی ہی نشۂ مل مین

۱۹۷

رہائی واسطی دام بلا سے سخت مشکل ہی
پھنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودائے کاکل مین

کیب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین
کیب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سے مین بیتاب نہین
دل پر سوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجھے کافی ہی مرا شیشۂ دل
ساقیا کچھ بطِ می مین پر سرخاب نہین

کسقدر ہی ترے رخسارۂ روشن مین چمک
چودھوین رات کو یہ جلوۂ مہتاب نہین

آپ کا منھ ہی کہ خاموش مین رہ جاتا ہون
ورنہ اغیار کی باتونکی مجھے تاب نہین

جو شگفتہ نہو کیا اُس سے ملا قاتکا لطف
قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود
عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین

کام ہمجنس کے آتا نہین ہمجنس کبھی
ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجھے رکھتا ہی فلک چکر مین
اے جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلے کٹتے ہین جانبازونکے
کوچۂ یار اگر مسلخ وقصاب نہین

یا خدا کیون اسے گردش ہی سبب کیا اسکا
بحر اُلفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانۂ تاریک بھی ظلمات مگر
دنکو خورشید نہین راتکو مہتاب نہین

آتشین رخ کو ترے دیکھ کے کیا دل ٹھہرے
قایم النار کسیطرح یہ سیماب نہین

تو بھی عامل کیطرح صاحب تسخیر ہی کیا
ہی پری شیشہ مین ساقی یہ می ناب نہین

وصل کو تیرے سمجھتا نہین میں خواب و خیال
خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

۱۹۸

واسطی رونے کو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھون مین مرے آب نہین

سوجہ کہ باد بہاری اگر آ باتے ہین
دل مین دیوانون کے اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان ہین آپ تنسے
سن کے اس کان وہ اُسکان اُڑا جاتے ہین

رات بھر غش مین پڑے رہتے ہین بیمار ترے
صبح کے وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین

کون پھولونکے نظارہ کا ہی ہمسر اشتاق
ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

دلکی تسکین کے لیے طالب دیدار ترے — آنکھ دیوار کے روزن سے لڑا جاتے ہین
واعظونکی مجھے کسطرح سے صحبت ہو پسند — مغز بک بک کے مرا روز یہ کھا جاتے ہین
تیغِ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند — دبکے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین
ہون وہ پیاسا طلبِ آب جو ہوتی ہی مجھے — سب حبابِ لبِ جو آنکھ چرا جاتے ہین
روندکر خاک مری پاے حنابستہ — چادر گل وہ سر قبر چڑھا جاتے ہین
روبرو آتے ہوے ہی انھین ہر چند حجاب — شکر ہی خواب مین تو شکل دکھا جاتے ہین
کیا طبیعت مین کجی ہی کبھی آتے ہین اگر — ترچھیان وہ مجھے دو چار سنا جاتے ہین

199 واسطی ملتی ہی فرصت تو زیارت کیلئے — طرفِ روضۂ محبوب خدا جاتے ہین

کیون بار بار جاؤن نہ مین کوے یار مین — مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین
کیا دل کا ذکر اُلفت دندان یار مین — سوراخ ہی دل گہر آبدار مین
نازک دماغ کون ہی ایسا کہ بعد مرگ — عالم ہی بوے گل کا ہمارے غبار مین
ابرو ہی اُسکا کلفتِ دل کے سبب نہان — رویت ہلال کی نہین ہوتی غبار مین
پوچھو نہ حال کچھ دل صد پارہ دیکھ لو — آئینۂ شکستہ ہی میرے کنار مین
مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم — رہتا ہی ایک حال خزان و بہار مین
اُس بت سے وصل ہو تو تعجب کی جا نہین — کسکو ہی دخل قدرتِ پروردگار مین
بعد فنا جو ساتھ دل بیقرار ہی — کیا خاک چین آئیگا ہمکو مزار مین
رو کر کیا ہی مجکو مری چشم تر نے قید — باندھا ہی جسم زار کو اشکونکے تار مین
مارا ہی ہمکو لالہ رخون کے فراق نے — مردہ بھی دفن ہو تو کسی لالہ زار مین
حاجت چراغ و شمع کی کیا ہی سر مزار — داغون کی روشنی ہو ہمارے مزار مین
پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال — بت آ رہے ہین خانۂ پروردگار مین

دکھلادو اپنی شکل کہ مانند آئینہ
آنکھین ہوئین سفید غم انتظار مین

ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اُس سے فائدہ
تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

۲۰۰

اُمید اُسکے آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیساکہ تیرہ گھر ہی مرا انتظار مین
ہوگی نہ اسطرح کی سیاہی مزار مین

کھاتے ہین داغ یادِ رخ گلعذار مین
سودا چمک گیا ہی ہمارا بہار مین

سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین
وہ گلبدن ہی ایک مین کہدون ہزار مین

کلفت زدونکو دیکھ نہ ذلت کی آنکھ سے
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

کھولے گی اسکو آکے کلید ہلال عید
روزہ جو قفل ہی دہن روزہ دار مین

نلّے ہمارے توپ کے گولو سے کم نہین
کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین

ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہی آجتک
نامہ لکھا ہی یار نے خط غبار مین

اب بھی جگر کی آگ سے شعلے بلند ہین
کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین

حافظ خدا ہی بال و پر عندلیب کا
پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہی بہار مین

ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا
کہدیجیو کیا ہی رقم اضطرار مین

چکرا رہا ہی شعلۂ جوالہ کی طرح
داغ فراق اپنے دل بیقرار مین

تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا
ڈھونڈھا کیے ہزار فرشتے مزار مین

ہو یاد چشم مست کے ہمراہ رخ کا دھیان
ساقی ہی لطف بادہ کشی کا بہار مین

گیسو مین اُسکے پھنسکے ہین خوش عاشقونکے دل
ہین مست بوے مشک سے آہوے تتار مین

۲۰۱

ہی یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہی جلوۂ دل داغدار مین

مرکے آرام مجھ آوارہ کو دے خاک زمین
آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

ہو کے غافل نہ کبھی ابلق ایام سے بیٹھ
شہسواروں کو دکھاتا ہی یہ چالاک زمین

دور کردیگا گناہونکو مہ سگ یہ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اسکے پاس
حق تو یہ ہی کہ کسی کی نہین املاک زمین

بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سے نجات
کوئی ایسی نہین ملتی تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنے ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی ہی میخانہ کی ناپاک زمین

سر پہ ہی موت فنا کی قتل پہ باندھے ہی کمر
منتظر گور لگائے ہوے ہی تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کھائے تو چھوے بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پھٹ کے صد جا سے بنے جامۂ صدچاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائیگی مجھے خاک زمین

واسطی خوف یہ رونے سے مجھے رہتا ہی
غرق کر دے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

۲۰۲

ماہ کو کرتا ہی چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی ہی پیر کیمیاگر ہی مقرر آسمان

مین ٹھہر جاؤن تو پھر یہ بھی ٹھہر جائے ابھی
میرے چکر کے سبب کھاتا ہی چکر آسمان

بادشاہ فقر ہون میرا یہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پامالی مری کشت امید
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان

ہین وہ نادان جو مری عشرت کی رکھتے ہین امید
دیکھ لین اہل زمین الٹا ہی ساغر آسمان

ہی ترقی پر مرے پالے جنون کا آبلہ
آج ہی گنبد تو کل ہوگا یہ بڑھکر آسمان

چشم مہر اس مہر کی میری طرف ہونے تو دو
پھر ستاتا ہی مجھے دیکھون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بھی اسکی طرح داغ و سرشک
کیا دکھاتا ہی ہمین مہتاب و اختر آسمان

منہ مین تب پڑتا ہی لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
جب حریصونکو پھرا لیتا ہی در در آسمان

خاک سے میری اٹھا کرتی ہین اکثر گردباد
مرگئے پر بھی مجھے دیتا ہی چکر آسمان

ایک نالہ بھی جو فرقت مین کرون دل سے بلند
ماہ نو دیکھا جو ہجر یار مین ثابت ہوا

گر پڑے پھٹکر یقین ہی آسمان پر آسمان
قتل کرنے کے لیے لایا ہی خنجر آسمان

۲۰۳
واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچھلیا دریاے اخضر آسمان

بات کب بے سروپا کہتے ہین
ہم تو زلفونکو بلا کہتے ہین

مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اُسنسے پوچھو تو وہ کیا کہتے ہین

دم نکل جاے غم اُلفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین

کعبہ رویون کیطرف مائل ہی
دلکو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کسکی طاقت ہی کہ دے اُنکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین

آلئے بے وعدہ وہ میرے گھر مین
اسکو تائید خدا کہتے ہین

وہی دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ
جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین

ماسوے اللہ نہین ہی کوئی
اس سے ہم بُت کو خدا کہتے ہین

لن ترانی کے سوا کچھ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین

ہی وہی سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

۲۰۴
واسطی چھوڑ بتون کی اُلفت
تجکو دیندار برا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجھے مہندی لگا کر ہاتھ مین
یہ ستمگر کیون لیے پھرتے ہین خنجر ہاتھ مین

جیتے جی تھی یار کی زلف معنبر ہاتھ مین
حشر مین اُٹھینگے ہتکڑیان پہنکر ہاتھ مین

سنکے مجھ دیوانہ خو سے شکوۂ خط جبین
کہتے ہین سر پھوڑ اپنا لے کے پتھر ہاتھ مین

نا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پھینک دے اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتھ مین

بہکے بازی جان کی چوپڑ جو کھیلی یار سے
واژگون پانسے پڑے ہارا گیا ہر ہاتھ مین

جوش وحشت مین نہین ملتے جو لڑکے راہ مین
پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھ مین

دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہی کب
منھ تو دیکھے آئنہ لیکر سکندر ہاتھ مین

ہے نہایت شعلہ رو وہ آتش رنگ حنا
مچھلیان کیونکر نہ بنجائین سمندر ہاتھ مین

ای پری تیورنے تیرے مجکو دیوانہ کیا
ہتھکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھ مین

ہجر جانانمین ملون ایسے کف افسوس مین
محو ہوجان جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھ مین

بسملونکے استخوان کٹتے ہین قاتل مثل موم
تیز ہی کتنی چھری اللہ اکبر ہاتھ مین

دیکھکر پھولونکو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین
انکو آتی ہی ہنسی رکھتے ہین جو زر ہاتھ مین

ہجر ساقی مین مِی گلگون لہو سے کم نہین
ہی ہتھیلی کا پھپھولا مِی کا ساغر ہاتھ مین

قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع
رکھتے ہین ہر وقت کٹنے کے لیے سر ہاتھ مین

جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہی کمال
وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہوا اخگر ہاتھ مین

رقص مین جب ہاتھ اٹھاتے ہین مین ہوجاتا ہون قتل
نیمچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھ مین

چاہیئے صورت کوئی تسکین خاطر کے لیے
ہو تصور دل مین یا تصویر دلبر ہاتھ مین

۲۰۵	کل تلک تھا تاج دولت جنکے سر پر واسطی آج وہ کاسہ لیے پھرتے ہین در در ہاتھ مین	

ثابت ہوا کہ تجھسا جہانمین حسین نہین
جو چیز لکھنؤ مین نہین ہی کہین نہین

بیوجہ آپسے مری چین جبین نہین
ہان ہان نہین پسند تمھارے نہین نہین

جبس دل مین نقش نام ترا ای حسین نہین
انگشتری تو ہی مگر اسمین نگین نہین

قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب
سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین

ہنستا ہی کسلیے دل صد چاک پر مرے
بے چاک دیکھ لے کہ تری آستین نہین

جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر
کس جا پہ آسمان نہین یہ زمین نہین

کیونکر پھرین جہانمین نہ مرے ترے
گڑ تیکو میرے رونیسے گز بھر زمین نہین

کس سے علاج ہو سکے تیرے مریض کا
خالی ہی جسم دل ہی مرا پاس یار کے
نفرت رہی جہان میں رفعت سے عمر بھر
وہ زار تھا جو آئے مری قبر پہ مالک
ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ
وہ کون میکدہ ہی کہ ساقی نہین ہی خلد
کلمہ تمھارے نام کا پڑھتا ہون آ جبتک
پڑھیے تو میرے نامہ کا مضمون کھلیگا صاف

رہے زمین پہ عاشق گر دون نشین نہین
یہ بھی عجب مکان ہی کہ جسمین مکین نہین
ہون وہ گدا مکان مین فقر نشین نہین
سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین
موجود دختِ رز ہی اگر حورِ عین نہین
بس مین کی احتیاج دمِ واپسین نہین
لکھا قلم کا ہی کوئی خط جبین نہین

۲۰۶
دیکھون گا اسکو دور سے نزدیک واسطی
دل تو ہی میرے پاس اگر دور بین نہین

اول تو مین اس کو چھپین جاؤن کہ نجاؤن
یہ مسئلہ بتلائیے ای مجتہد العصر
دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا
ہون دید کا بھوکا تمھین انصاف سے کہدو
دیدار دکھا جلد الٹ چہرہ سے پردہ
ای دل تک وہ وہ شرط ہی آئندہ مقدر
کھٹکا اک ہی یہ راگ ترا ہجر مین مطرب
انگیا کی جو چڑھنا یا یہ پڑا ہاتھ ہو تنگ

پھر سوچ یہ ہی جا کے پھر آؤن کہ نہ آؤن
اک بت ہی اُسے دیکھنے جاؤن کہ نجاؤن
پھر چھاونی اس کہ جسمین چھاؤن کہ نچھاؤن
جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن
ہی آمد عشق ہو شمین آؤن کہ نہ آؤن
سر گشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نپاؤن
اپنی سی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نگاؤن
طائر ہی اسے دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

۲۰۷
ای واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن
ہی سوچ حرم ہی اسے ڈھاؤن کہ نہ ڈھاؤن

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
تجھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

آخر شب وصل مین وہ آ چکے تھے راہ پہ
کی قیامت ابل اُٹھا مرغ سحر کو کیا کرون

یار کو لکھا جو خط جا کر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کرون

تھا دہن معدوم سو اُسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہون اُس سے بڑھکر اب کمر کو کیا کرون

اُسکی تیغ ابروے تیر مژہ کو دیکھکر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہون

ہو چکی تکرار پردہ رخ سے اُٹھا یار نے
کی کمی کسوقت مین اپنی نظر کو کیا کہون

کھل گئی اُسپر محبت فاش پردہ ہو گیا
ایک دم رکے نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون

بے پڑھے خط یار نے ٹکڑے کیا کیسا جواب
نامہ بر کہتا ہی جا کر اس خبر کو کیا کہون

واسطی ناصح نصیحت کرکے ٹھہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کیا کہون

۲۰۸

نہ خوش ہون سیر گلشن سے نہ جی لگتا ہی محفل مین
تمنا ہی کوئی قاتل بلالے مجکو مقتل مین

اُڑائی خاک شہرون مین کبھی جا جا کے جنگل مین
وہ مجنون ہون کہ سیکھا کام سب صدر و مفصل مین

سنون دشنام مین جب اُس لب لعل شکرخا سے
نہ کیونکر شہد کا اُٹھے مزہ اس تلخ حنظل مین

مزے کرتا ہی صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیرے مقتل مین

بہار حسن اُس گل کی بڑھیگی خط نکلنے سے
شگوفہ پھولنا باقی ابھی ہی سبز کونپل مین

ضیا خورشید تابان کی عیان ہی چار پردون سے
چھپاتے ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل مین

یقین ہی ناف آہو بسملون کے زخم ہو جائین
نسیم گیسوے مشکین صبا لائی ہی مقتل مین

نہین میخانہ کوئی گلشن شاداب ہی ساقی
سیہ بدلی مین بجلی یا مے گلگون ہی بوتل مین

یہ کسکی آمد آمد ہی یہ کیا ہنگامہ برپا ہی
ذرا ڈھونڈھو مرا دل کھو گیا ہی آج ہلچل مین

عجب کیا ایک ہی چھینٹے مین سو طوفان جو برپا ہون
ہوا اپنی آنکھ کا پردہ اگر پیوند بادل مین

ہوا ہون سرد لیکن دل نہین خالی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہین منقل مین

اندھیری کوٹھری مین کچھ نظر آتا نہین زاہد
خدا جانے کہ مے ہی یا بھرا ہی شیر بوتل مین

وطن سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل
تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین

دیار عشق مین دستور ہین چار ایک سلطان کے
تفوق ہی مجھے فرہاد و قیس و وامق و نل مین

مرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آجائے
ابھی عشرت کے سامان ہون ابھی جنگل ہو منگل مین

گلستان مین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون
ورق ہون صرف آٹھون جنتون کے باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی انھین آجائینگے وہ آج ہی کل مین

۲۰۹

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گھبراتا ہون
بیڑیان توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہون

تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش
تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون

تیرے سمجھانیکی حاجت نہین کچھ اے ناصح
مانتا کب ہی بہت دلکو مین سمجھاتا ہون

شوق رہتا ہی مجھے کسکی ہم آغوشی کا
ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے
دل مضطر کو یہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون

روش ناز مین اتنا بھی نہین انکو خیال
کسکا سر ہی مین جسے پاؤنسے ٹھکراتا ہون

طاقت دل ہوئی زائل غم فرقت سے
اب جو ناز انکے اٹھاتا ہون دبا جاتا ہون

زاہد و کفر نہین عشق کسی ملت مین
تو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون

نہین کرتا ہی کوئی مجکو ہدف تیر افگن
لاکھ گوشونمین کمانونکی مین چلاتا ہون

عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سے دلتنگ
نہ اجل آتی ہی مجکو نہ شفا پاتا ہون

ای پری کون ٹھکانا ہی مری وحشت کا
بیٹھے بیٹھے ترے کوچے سے بھی اٹھ جاتا ہون

تمھین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچو
حرف شکوے کا زبانپر مین نہین لاتا ہون

عمل زشت کی پہونچی ہی یہانتک نوبت
ابتو العفو بھی کہتے ہوئے پچھتاتا ہون

دل نے توبہ تو کیا سوچکے لیکن انجام
ہاتھ ملتا ہون خجل ہوتا ہون شرماتا ہون

واسطی بیخبری ہی بہت نہین اتنی بھی خبر
کون ہون مین کدھر آتا ہون کدھر جاتا ہون

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین
دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین

ہوے ہین ہر بغل مین وہ بیحجاب نہین
عیان سحر تو ہوئی ہی پر آفتاب نہین

تمھارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہین
وہ کون شعر ہی اسمین جو انتخاب نہین

سمجھکے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون
حرام شرع مین جو ہی یہ وہ شراب نہین

کسے لحد مین نکیرین کا ہی اندیشہ
سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہین

بنے ہین پھول سے یہ مستی بہار سے جام
وہ کون سرو ہی جو شیشۂ شراب نہین

کمر سے یہ دہن یار کا اشارہ ہے
ترا نظیر نہین ہی مرا جواب نہین

گلونکو خشک کیا یہ تمھارے چہرے نے
کہ ایک سال کہین شہر مین گلاب نہین

امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم
بزرگ تو ہی مگر داخل حساب نہین

تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو
طلسم تازہ ہی یہ برق ہی سحاب نہین

ہمیشہ دل مین تصور ہی اُسکے عارض کا
بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہین

ہزارون ہونگے سواری مین اُنکی شہید
یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین

مجال کسکی ہی یارب کرے جو شکر ادا
کہ نعمتین تری بیحد ہین کچھ حساب نہین

وہ بادہ کش ہون کہ بارانسے شاد ہوتا ہون
ہلال عید ہی مجکو رگ سحاب نہین

شراب کو تری فرقت مین جانتا ہون لہو
نظر مین آبلہ ہی شیشۂ شراب نہین

کرے جو غیر تہ رخ کی یاد کیا حاصل
جو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہین

حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب
جہان مین کون ہی اس سے جو کامیاب نہین

ہزار نالۂ موزون کیے ہزار تو کیا
وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ مرے حساب نہین

رکا نہ زہد مین باقی وہ خشک تر کا مزہ
قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

شب فراق مین بھی واسطی ہی سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

۲۱۱

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال اُسنا انکو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر انکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہی چراغ آسمانی ہین

تمھارے نالہ کش بیطاقتی مین رکھتے ہین طاقت
فلک سر پر اُٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر مے سے گریزان ہون
کہ کاغذ بھیگ کر بیکار ہو جاتا ہی پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچے بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہو جائے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل ہی لالہ ہی اسمین ہمیشہ ہی بہار اُسکی
خزان کا دخل ہو کیونکر مرے باغ معانی مین

تمھارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہی
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہی آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کچھ بھی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سے خالی
مزہ موسیٰ کو تھا کیسا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتے ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہونچینگے تو اُس کوچہ مین عاشق مرکے پہونچینگے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا بھی ہین اُنکے دشمن جانی
مجھے آتش اگر چڑھ جائے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا مرے دیوان اور شمشیر خانی مین

پری سمجھے جو دخت رز کو ہم معذور رکھ واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسانکو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نہ پایا ہوگا ایساقی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہی ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہی
اثر افسون کا ہی اے واسطی اپنی کہانی مین

۲۱۲

کسی سے دلکو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
سزا محبت کی پا چکے ہین غضب کے صدمے اُٹھا چکے ہین

[illegible] آئی ہین جام کوثر
نہین مین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجکو پلا چکے ہین

کسی نے اُسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اُسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

[illegible] کیا ہی سامان بہتر زین
کہ گھر کے گھر مین جلائے قالین ہم اپنی کھٹیا بچھا چکے ہین

فلک کو اک یہ ہے نہ ست قدرت زمین کو کب یہ تاب و طاقت ۔ ہمین اٹھائینگے بار الفت کہ ناز تیرے اٹھا چکے ہین

بسان بے خوابی ہمکو انکی نہین ہے شیخ نہین بسر کچھ بھی ۔ لگا کے دانتون مین اپنے مسی لب لالی چھپا چکے ہین

نہین ہے آنکھ ہمارا ستاری ضرور لینگے خبر ہماری ۔ عبث ہے آنکھو نسے خون جاری ہاتھ مہندی لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون تو نے دیکھا عبث نہ دو داغ ہجر دل کو ۔ تو کہتے ہین وہ چراغ ہمتو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

نہین ہے بیوجہ عشق بازی رسا ہے تقدیر واسطی کی ۔ جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اسکو صورت دکھا چکے ہین

۲۱۳

بے خیال یار زیب خانہ باغ دل نہین ۔ بزم مین دولہ نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جسسے ہمکو کچھ حاصل نہین ۔ چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو کے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان ۔ دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہے ہماری بزم حال و قال مین ۔ سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

بہت آسا سیر ہے ہستی اس دل مضطر نے کی ۔ استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح ۔ منزلون دریاے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہے اتنا نہ اسکو خون کی تہمت لگے ۔ ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھ مشکل نہین

ہو گیا یک جان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی ۔ مجھمین انمین اب تو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بستر مردونکو زندہ خواب مین ۔ غافلونکو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہے میرے سویداے دل پر داغ کا ۔ جلوہ گر ای لالہ رو عارض پہ تیرے تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہے ایما وہ دہن ۔ نقطۂ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپسے جاتا نہین کوچے مین اسکے بار بار ۔ کیا کرون مجبور ہون قابو مین میرے دل نہین

جوہر فرد اس سر کے سہرے مین ہو نہین غریب ۔ سب مین شامل ہون مگر مجھ مین کوئی شامل نہین

ہر گھڑی با تو نے تیرے شیشۂ دل چور چور ۔ کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجکو کعبۂ مقصود تک ۔ واسطی کچھ احتیاج رہبر منزل نہین

اُسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہی بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہی سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین کیا کیا کرون
دخت رز کیا صاف شیشے کا بھی مجھسے دل نہین

برق سکھلائی ہوئی ہی اس نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ تیر جلانے سے اُسے حاصل نہین

عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین

ڈھونڈھتا پھرتا ہی ناحق قیس صحرا مین خراب
منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین

خط جو میرا اُسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہی قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہی کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب صحرا ے سنسناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

پھر روزی کسلیے در در پھراتا ہی مجھے
ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین

ہی یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف
ہی قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہی
ہر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین

حادثات دہر سے بیخوف ہین اہل صفا
سنگ راہ سیل صحرا ئنگی منزل نہین

ابر ہی فیاض لیکن جا بجا ممسک بھی ہی
چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

ایکدن دلکی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدۂ مشکل نہین ۲۱۵

بتونکی اُلفت مین دل ہی شیدا جون تو یاد خدا کرون نہین
مثل ہی بکسر ہزار سودا جنونکی تدبیر کیا کرون نہین

یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کرے تو وفا کرون نہین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سے تجھپر فدا کرون نہین

دکھاکے چتون چھپا کے منھ کو نہ اپنے عاشق کو رنج تم دو
اجازت ای مہروش اگر ہو نقاب رخسے جدا کرون نہین

گناہگار ونمین ہون ہر اسمرجو بہر قتل آئے وہ ستمگر
جھکے کے محراب تیغ مین ہر قضا عمر کی ادا کرون نہین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گم ہان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا ای مری جان غضب ہی کبتک سہا کرو نہین

کہان نہ اسنے مجھے پھرایا کہان نہ اسنے مجھے پھنسایا +
پس از خرابی خیال آیا کہ ایسے دلکو جدا کرو نہین

ہزار سر پہ ہو میرے آفت ہزار ہو ای صنم مصیبت
اُٹھاؤ نہین لاکھ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرو نہین

یہ تجکو رغبت ہی ابتدا سے کہ میرے عاشق اُٹھائین صدمے
جب صلح غیر و نے تو نہ رکھے تو کیون ہمیشہ لڑا کرو نہین

مٹاؤ دلسے مرے کدورت پلاؤ لاکر شراب اُلفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کبتک پیا کرو نہین

ہوا ہون ہجر مین کسیکا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نے رستا
بڑھا ہی حد سے زیادہ سودا جنون نہین حیران ہون کیا کرو نہین

صفائی لازم ہی ایسی مجھسے کہ پھر جدا ہون بری نہ تجھسے
یہ آرزو ہی کہ ساتھ تیرے بزنگ سایہ پھرا کرو نہین

۲۱۶
یہی تمنا ہی واسطی کی مجھے ہو توفیق یا الٰہی
جو میرے حق مین کرے برائی اُسکے حق مین بھلا کرو نہین

فہم انکا تمھین ای اہل سخن کچھ بھی نہین
وہ کمر کچھ بھی نہین ہی وہ دہن کچھ بھی نہین

جنکی نازک ہی طبیعت وہ سمجھتے ہین یہ بات
رہبر و اُس گل عارض کے چمن کچھ بھی نہین

غیر کے کان مین کہتے ہین وہ جھک کر یہ بات
مین نے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھ بھی نہین

چاہتے ہین جو سخن اُس سے وہ دیوانے ہین
بے دہن ہی وہ پری اسمین سخن کچھ بھی نہین

عمر بھر خاک بدن پر رہی مجھ عریان کے
مرکے بھی حاجت کافور و کفن کچھ بھی نہین

خوشخرامی اسے کہتے ہین کہ تیرے آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین

باندھ فتراک مین نخچیر کیا ہی جو مجھے
رحم دل مین ترے ای تیر فگن کچھ بھی نہین

آشنا ہی جو تری نکہت کاکل سے دماغ
اُسکو ای گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسی گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین

قصد ہی ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سے اُسے نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

آگئی زلف جو زنجیر ہوا عالم تاریک
ہی وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

واسطی اس سے نہ دنیا ہی نہ عقبی حاصل
شاعری کہتے ہین سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

۲۱۷

سر قتل عاشق با وفا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین
یہی آرزو یہی مدعا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اٹھا کے نہ دیکھنا
یہ غرور حسن شباب کا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا
یہ جفا و جور کا حوصلہ تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہی جو مزاج تھا وہ مزاج ہی
کہو پاس خاطر آشنا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی خم دلیہ جو کی نظر ہی ہو ہنسکے اور نمک فشان
مرے چھیڑنیکا بھلا مزا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو کہا یہ ہمنے شکایتین رہین شکوہ و آہ کب تلک
تو دیا جواب یہ مشغلا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا
یہ بہانا شرم و حجاب کا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

رہے آئنہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر
خط عدوے محب نما تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو برنگ شیشہ تھا دل مرا اُسے ٹکڑے کر کے تلف کیا
بڑے سنگدل ہو سر جفا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

۲۱۸

ہی وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین
آئنہ آپ کا ہی طالب دیدار کہ مین

بڑھ کے کھاتا ہی وہ قاتل تری تلوار کہ مین
غیر ہی جنس شہادت کا خریدار کہ مین

دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہی قریب
خط نکلنے پہ جلے جاتے ہین اغیار کہ مین

طرہ بل کر کے ترا کرتا ہی سنبل سے یہ بحث
تو ہی اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین

پاسبان راتکو تو مین ہون محافظ دن رات
ای سگ یار بڑا تو ہی وفادار کہ مین

میرے اعضا جو مرا حال کہینگے دم حشر
مین بھی کہدونگا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین

زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور
دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ مین

گھر مین آنے کا دیا یار نے فرمان سب کو
پس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ مین ✤ ✤

مین نہ کہتا تھا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا
آج تو دام بلا مین ہی گرفتار کہ مین

دیکھنا وقت سحر حال ہوا خواہی گل
پہلے ہوتی ہی صبا داخل گلزار کہ مین

دیکھے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا
عکس چہرے سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

۲۱۹
واسطی نہ کے جامے مین جو پیتے ہین شراب
پوچھے جائینگے قیامت مین وہ مکار کہ مین

ربط اُس سرو قد سے کھیل نہین
منڈھے چڑھ جائے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اُس خال کا کبھی نہ ملا ✤
یہ وہ تل ہی کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہو کے لیٹا ہے
اُسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آتے ہی آتے آئے گا قاصد
تار برقی نہین ہے ریل نہین

۲۲۰
واسطی اُس سے کیا کلام کرون
کچھ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہی دولت کو ساتھ گلشن مین
بھرے ہین گوہر شبنم گلوے دامن مین

خیال زلف مین چھائی کچھ ایسی تاریکی
پڑھی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ مین بسمل ✤ ✤
کباب ماہی جوہر ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہی جو بخیہ گر آئے
جر آئین اشک یقین ہی کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتھ تلک کیونکر آئے ای ساقی
کہ طشت سے ہی صراحی کا پانون دامن مین

جو داغدار ہی دل اُسکو خوف آفت کیا
چراغ لالہ ہی روشن ہوائے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم
پڑا ہی طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبھی دکھادو نمین
سمائے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اُٹھائے میری طرح عشق یار کا لنگر
بھلا یہ زور کہان بازوِ تہمتن مین

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار
صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیسا
مزاج پھولون کے نازک ہین رنگ رخ نہ اڑے
دلا بنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو
گئے ہین اڑ کے گل و سرو اسکے کو چمین
تمہارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
سنی ہی کیا تری وحشی کی ای پری آمد
کریگی تیغ قضا ایکروز دو ٹکڑے

دراز رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن مین
کہ ذرہ آ نہین سکتا مکان روشن مین
چلے نسیم کا جھوکا سمجھکے گلشن مین
خزان کے روز ہین خاک اڑ رہی ہی گلشن مین
نہ فاختہ ہی نہ اب عندلیب گلشن مین
یہ شوخیان ہین کہان اس بلند گردن مین
بھری ہوے ہی ہر اک کوہ سنگ دامن مین
زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین +

۲۲۱

ابھی تو خندۂ گل واسطی بنے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلونکے شیون مین

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون
خدا چاہے تو وہ بھی مجکو چاہے
یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
تمنا ہی تو ہی قرب خدا کی
پلا آب دم شمشیر قاتل
زمین ہے تیرے کوچے کی بہت خوب
ملے قاتل وبال دوش ہی سر
نہ کیونکر گوشۂ عزلت مین بیٹھون
نہ حور و نسے نہ پریو نسے ہی مطلب
کسی صورتسے فردائے قیامت

الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون
مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون
تجھے ای بے مروت چاہتا ہون
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون
نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون
یہین مر کر مین تربت چاہتا ہون
خداوندا شہادت چاہتا ہون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون
تجھے ای مہر طلعت چاہتا ہون
مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

علی رضا کی دستگیری کی ہوس ہی
محمد ص کی شفاعت چاہتا ہون

۲۲۲

کہان تک واسطی یہ ظلمت بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کے دن اس تفکر مین گذرتے ہین
کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اُسکو ترک کرتے ہین

عجب کیا ہی ملادے گر فلک اُس سرو قامت سے
نہالونکو قلم کو باغبان پیوند کرتے ہین

بلندی ہوگی حاصل ایکدن گھبرانہ پستی سے
لگاتے ہین جو غوطے آب مین آخر اُبھرتے ہین

کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا رہی پنہان
ملک ہر کا لیے ہین سر کار مین پرچے گذرتے ہین

یہ ایذا اُلفت قد سے اُٹھائی ہی کہ گلشن مین
قدم رکھتے ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتے ہین

کبھی رستا نہین ہی بند اپنے کوچۂ دل کا
غمونکی آمد و شد روز ہی صدمے گذرتے ہین

ترا چاہ ذقن ای حور طلعت ہی وہ سرچشمہ
بہشتی نبکے جس چشمے پہ پانی خضر بھرتے ہین

پھنسایا ہی جو دلکو زلف مین دو خال کا لوسے
کہ دانہ دیتے ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین

لگا اک ہاتھ ای قاتل کہ بیڑا پار ہو انکا
ادھر مین تیرے بسمل ہین نہ جلتے ہین نہ مرتے ہین

ترے دیوانونکو سودے مین کیا اُمید صحت کی
کہین بگڑے ہوے ایسے بھی دنیا مین سنورتے ہین

بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پر ہی دماغ اُنکا
زمین پر کب قدم ارباب عز و جاہ دھرتے ہین

شراب عیش سے خالی پڑے ہین ساغر و مینا
ترے میخوار ساقی زندگی کے روز بھرتے ہین

گڑے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہی
مسافر جب پہونچ جاتے ہین منزل پر اُترتے ہین

اثر مرنے پہ بھی باقی ہی اُن آنکھونکی اُلفت کا
کہ آہو سبزہ میری گور پر آآکے چرتے ہین

۲۲۳

بہت ای واسطی دلتنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ بھولے ہین ہمین کس روز دیکھین یاد کرتے ہین

اسقدر آنکھونکو زشت آیا نظر روے وطن
خواب مین بھی مُنہہ نہین کرتے ہین ہم سوے وطن

رنگ ہو جس دوست کا جو نامہ بر کر سب بیان
تیری باتو نسے مجھے آتی ہی کچھ بوے وطن

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد ہمکو رہروِ کوے وطن

۲۲۴

اہل غربت نے وہ کی اُلفت لیا مٹی مین دل
دیکھیے کب واسطی جانا ہو اب سوے وطن

قفس کو اُڑکے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین
سفر کا شوق ہی دلمین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہی کہان پھر شمع و پروانہ
سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ مُنھ سے بولو کسلیے آزردہ ہو ہمسے
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانیوالے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی میرے زخم آلے ہین
بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہی جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہی
گلون کے قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہیگی تیز یونہین ضعف پیری مین
ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین

پڑیگی لب سے روے یار پر پائے نگاہ اپنی
حلب کو ایکدم مین ہم یمن سے جانیوالے ہین

چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھونکو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہین

عبث ہی فکر شانے کو پڑیگا خود کشاکش مین
کہان پیچ اُسکے زلف پرشکن سے جانیوالے ہین

تری بے پردگی نے فاش پردہ کردیا اپنا
چھپا کر منھ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمھارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکیگا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

ڈراتا ہی جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جنان مین ہم طفیل پنجتن سے جانیوالے ہین

۲۲۵

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون

رات کٹتی ہی مری رو رو کر
شمع سان جلکے سحر کرتا ہون

لڑ گئی کیا مری قسمت دم نزع / روے قاتل پہ نظر کرتا ہون
تیغ مژگان وہ لگائین تو سہی / ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون
روز کہتا ہی یہ دربان دم باز / ٹھہر وا انکو مین خبر کرتا ہون
آتش عشق سے پیکر مین شرر / دلمین پتھر کے گذر کرتا ہون
مین کہان دید رخ یار کہان / شکر احسان نظر کرتا ہون
نظر آجاے مجھے وہ رخ و زلف / یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

۲۲۶ — ہفت افلاک کا حافظ ہی خدا / واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آئے کسی پہلو مجکو / یاد آتا ہی ترا تکیۂ زانو مجکو
قہر ہی الفت مژگان پریرو مجکو / ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ بچھو مجکو
الفت چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو / اپنی آنکھونپہ بٹھالیتے ہین آہو مجکو
جتنے حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبے کیطرف / کھینچلا یدل طرف کعبۂ ابرو مجکو
قتل کرتا ہی ترا تیر مژہ اے قاتل / ذبح کرتا ہی ترا خنجر ابرو مجکو
تو بھی رے نالہ کشی مین مرا ساتھ اے بلبل / مرثیہ پڑھنے کو درکار ہی بازو مجکو
پڑتی ہی چشم طمع جب سوے گنجینۂ حسن / سانپ بن بن کے ڈراتا ہی وہ گیسو مجکو
قامت و چاہ زنخدان نے کیا ہی مجھے قتل / دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجکو
وقت گریہ شرر آہ نہین جلوہ نما / نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجکو
کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین / چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجکو
آنکھین کسطرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین / کچھ کچھ آتی ہی تری نکہت گیسو مجکو
سبزہ مینا نہین ساقی یہ قریب ساغر / سبزہ آتا ہی نظر صاف لب جو مجکو
اے جنون یار کی آنکھونکا مین دیوانہ ہون / بھاگتے پھرتے ہین کیون دیکھکے آہو مجکو

ہون وہ ساغر جو کبھی ورز بھر آئے مری آنکھ
غرق کر دیگا مرا ایک ہی آنسو مجکو

سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہی مرا کاسۂ زانو مجکو

فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھی
نا سزا وار ہوا گور کا پہلو مجکو

۲۲۷

واسطی اُس بُت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتے ہین کیا جان کے آہو مجکو

بسکہ ہی عشق رُخ و اُلفت گیسو مجکو
کوئی کہتا ہی مسلمان کوئی ہندو مجکو

بیخطر دیتا ہی صدمے وہ جفا جو مجکو
جانتا ہی کہ شکایت کی نہین خو مجکو

سرخروئی ہو شہیدو نہین میسر دم حشر
ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجکو

مو جو اُس شوخ کی باریک کمر کو باندھو
ناف اُسکی نظر آئی گرہ مو مجکو

ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا
مے پلاتی ہی سنگھا کر تری خوشبو مجکو

فخر سے مین اُسے سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھ آتا جو ترا مطلع ابرو مجکو

ہون وہ دیوانہ ٹھہرنیکا نہین ایک جگہ
لاکھ با تو نہین لگائے وہ پہرو مجکو

اُسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائی
شمع کا گل نظر آیا گل شبو مجکو

ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مین نے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجکو

تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ مہرو مجکو

پہلی تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نوروز دکھاتا ہی وہ ابرو مجکو

بیخود عشق کو ہی شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رُخ شام وہ گیسو مجکو

فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہی مرا تکیۂ زانو مجکو

جسقدر اُسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون چرخ پہ ملتا نہین قابو مجکو

بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کی زینت
خوب زخمو نسے کیا یار نے اُتو مجکو

واسطی شب کو جو ماہ نہ آیا مرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگے جگنو مجکو

۲۲۸

اُسنے لکھا ہی کہ اپنا حال لکھکر بھیجدو
دوستو قاصد کوئی پھر ہمپر بھیجدو

ننگ اگر تمکو عیادت ہی مریضِ عشق کی
آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو

تم نہین آتے تو بھیجو اکر شبیہ اپنی ضرور
بہر تسکین دلِ بیتاب و مضطر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی دعوت ہماری کچھ نہو
کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو

خاک در پر آپکے شب بھر پڑے رہتے ہین ہم
تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو

امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہی
ساری دنیا کی بلاؤن کو مرے گھر بھیجدو

ہی گمان تمکو کہ اس سے گل نکھائے جائینگے
ہاتھ کا چھلا تو ای رشکِ گلِ تر بھیجدو

مُنھ سے جب نکلا تمھارے گھر نہ آئینگے کبھی
پھر نہ آوینگے سزاول کیا جو لشکر بھیجدو

صورتِ گل کسطرح جامے سے باہر ہین نہون
اُسنے لکھا ہی مجھے پھولون کا زیور بھیجدو

تنگ ہون جینے سے رنج ہجر اُٹھ سکتا نہین
کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو

بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کرتے ہو شک
جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو

تشنۂ دیدار ہین فرطِ عطش سے بیقرار
یا علیؓ جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو

اذن دو شانہ ہو زلفون مین دلِ صد چاک کا
بال بیکا ہو تو زندانین برابر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکھو تم جواب
اُسکے بدلے نامہ بر کا کاٹکے سر بھیجدو

اُسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی
ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

۲۲۹

ہی کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلالو
وہ راہ سے پھر آئے تو قاتل کو بلالو

مجنون کو غش آیا ہی بیابان مین غزالو
دوڑو تو ذرا صاحبِ محمل کو بلالو

موت آئی ہی رستے مین پڑا ہی مرا مردہ
ہو کچھ تو ٹھکانا سگِ منزل کو بلالو

محفل تو ہی جوبن پہ مگر جی نہین لگتا
ملجائے تو اُس رونقِ محفل کو بلالو

منظور ہی دینے جو انھین حسن کی خیرات
خود کہتے ہین در پر مرے سائل کو بلالو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہی یہ آواز / گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلالو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور / دیوانے سہی ہم کسی عاقل کو بلالو
اتنی تمھین توفیق خدا دے مرے حق مین / زندان سے گرفتار سلاسل کو بلالو
فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور / سر بار ہی تن پر کسی قاتل کو بلالو

ای واسطی آتا ہی جو خلوت مین مراد کر
کہتے ہین کہ اُس مرشد کامل کو بلالو

۲۳۰

وہ نالہ کرا ای دل کہ عیان جس سے اثر ہو / کس کام کا وہ نخل ہی جسمین نہ ثمر ہو
مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کے ہاتھون / ممکن ہی نہین ہی کہ شب ہجر سحر ہو
سن سن کے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران / کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
کاہے کو وہ احسان رفوگر کا اُٹھائے / صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نرکھنا / جس روز تمھارا مری تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہ شب وصل دعا ہی / اس رات کی تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ / ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہ بناوٹ کی ہین باتین / پانی دل محبوب ہو کچھ بھی جو اثر ہو
منقار ہما مین ہی ابھی تک مری ہڈی / اللہ کرے یان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی / ای انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو
روتا ہی لہو ابتو مری لاش پہ قاتل / سر جاے تو کیونکر نہ ختم عشق کی سر ہو
طاقت ہی کہ روکے مجھے دربان در یار / ٹکراؤن سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا / ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان / شیداے جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسیٰ / بسم اللہ اگر آپکو یاراے نظر ہو

٢٣١
کوچے مین حسینون کے جو برباد ہی کب سے
غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو
وہ شوخ کرے بات کسی سے جو دہن ہو

بےخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے
کھٹکا ہو مجھے دزد کفن کا جو کفن ہو

آئینہ کا ہی خاصہ اُس طفل کے تن مین
کھلے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو

روؤن تو مرے داغ جگر اور بھی چمکین
ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو

غربت مین سنی ہی ملک الموت کی آمد
اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو

معدوم سمجھتا ہی جو عنقا کو زمانہ
غالب ہی کہ اُس شوخ کا مضمون دہن ہو

کیا ذکر رہ وادی غربت مین وطن کا
بیٹھون مین جہان تھک کے لقا ہے سے وطن ہو

دل لے کے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ
کیا قول تھا سچ ہی کہ بڑے عہد شکن ہو

ہوتا نہین گلزار کوئی چاہ سے خالی
چہرے سے قرین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو

وہ آنکھین جو یاد آئین تو غربت مین رُوؤن
سر سبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو

موقوف جوانی پہ ہی چہرے کا چمکنا
جب تک نہ بہار آئے شگفتہ نہ چمن ہو

مشکل ہی مرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا
سکہ بھی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو

اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب
موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو

دل لیکے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم
موقوف یہ جھگڑا کہین ای مشفق من ہو

کرتے ہو عبث حلقہ گیسو سے مقابل
مٹی نہ کہین نافہ آہوے ختن ہو

٢٣٢
ای واسطی جاہل کو مرے شعر کی کیا قدر
سمجھے وہ سخن کو جو شناساے سخن ہو

کم نہین قد مین درازی مین سر گیسو
فی الحقیقت ہی جواب قد دلجو گیسو

کروٹین لیکے کہا کرتا ہون گیسو گیسو
بھولتا ہی نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جائے
مشک نافے سے کہین بڑھکے ہی خوشبوئے گیسو

مر گئے ہین جو گرفتار ترے گیسو کے
اُنکی مرقد سے صدا آتی ہی گیسو گیسو

کچھ مرے حال پریشاں سے جو واقف ہو جائے
کنگھیان کرکے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھے رکھتا ہی عزیز
چہرہ ہی یہان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اُڑ کے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے نہ دین سبزۂ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہی قوت بازو گیسو

عہد پیری نہین کچھ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہی یا افعی جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

۲۳۳

آہ کیونکر نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اُسنے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پر ہی نکرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوی ہی کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اُسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو مجھے دیکھ کے مُنھ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون اب وہ ادھر دیکھین تو

گلشن دل مین ہی کیا نخل محبت سر سبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہی ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہی تو اُس صف مژگان کے حضور
اے دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہی اے دور فلک
آج کبتک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلۂ درد جگر ہم سے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اُسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کرکے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتی ہی کیونکر حاصل
بو الہوس اس لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

خواہش باغ عبث رکھتے ہین مرغان قفس
باغ سے کم نہیں صیاد کا گھر دیکھیں تو

چھپکے تنہائی مین کرتے ہین جو اعمال قبیح
سخت غافل ہین ادھر اور اودھر دیکھین تو

جن حسینونکو بہت حسن پہ اپنے ہی غرور
آنکھ آہو کی وہ چیتے کی کمر دیکھین تو

آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین جو حسین
میری حیرت مری حسرت کی نظر دیکھین تو

۲۲۴ واسطی ہے یہ یقین رحم ہی آجائیگا
آنکے وہ حال مرا نوحہ گر دیکھین تو

سمجھے ہین نخل ثمر دار مقرر مجکو
طفل لالا کے لگاتے ہین جو پتھر مجکو

خوب نظارۂ قاتل تہ خنجر کرلون
دہارت ای پیک اجل اور بھی دم بھر مجکو

ہوگیا خاک جو تن خاک سے بھی چاک بنا
مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجکو

نامہ عطر بلائیگا خود یار تلک کیا پروا
قاصدی کو نہین ملتا جو کبوتر مجکو

سوز غم ہجر مین جیتا ہون عجب کا ہی مقام
آگ مین موت نہین مثل سمندر مجکو

ساقیا تجھسا زمانے مین نہین کوئی سخی
خیر خم کی ہو پلادے کوئی ساغر مجکو

نظم کیا کیا ہوئے مضمون تر یے دانتونکے
ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجکو

کیا بلا کاسۂ سائل مجھے سمجھا ہی مگر
دربدر یون جو پھراتا ہی مقدر مجکو

پٹی آنکھونپہ بندھیگی رخ قاتل کی ندید
شوق دیدار نے مارا تہ خنجر مجکو

فرد باطل ہے مجھے کیا منشی قدرت سمجھا
دیکھتے ہی جو کیا خارج دفتر مجکو

کبھی دولت کو سمجھتا نہین دولت مین فقیر
آہن و زر نظر آتے ہین برابر مجکو

میکشی ہجر مین کیا خاک کرون ای ساقی
آب انگور ہے آب دم خنجر مجکو

اپنے کوچے مین جگہ اسنے جو دی مین سمجھا
جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گھر مجکو

۲۲۵ واسطی خوف گناہون کا نہین محشر مین
ساتھ لیجائینگے جنت مین پیمبر مجکو

غضب کی جا ہی کہ اتنا تمھین خیال نہو
دکھائین چہرہ کوئی بے چھری حلال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کوئی جس سے پائمال نہو

دوائین لاکھ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہی یہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہی جو گنہ کر کے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتھون سے شوخ چشمون کے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑ کے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہ ہی کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہی کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہی کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا سودا
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کہیے اُسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہی کہ جسے عادتِ سوال نہو

بجا ہی مست جو میخانے مین کرین ہو حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو

کمال اُلفت گیسو مین دل مشوش ہی
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو

مین اُن سے عالم حیرت کا حال کچھ پوچھون
زبان مردم تصویر کی جو لال نہو

نہین ہی صاحب رفعت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہی انسان کو تلون طبع
کہان ہی صحت جسمی جو اعتدال نہو

کرو نہین رو کے کسی دن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہی یہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

۲۳۶

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو
آنکھ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دون ساقی کو
ہاتھ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

ہی دھواں خط کا جو اُس آتش عارض سے بلند
ملگیا اشک بہانیکا بہانا مجکو

تیری اُلفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون
ایک مانون نہ کہی لاکھ زمانا مجکو

بات کب غیر کی مجھ زار سے اُٹھ سکتی ہی
ہین گران یار کے بھی ناز اُٹھانا مجکو

گر پڑون بام سے یا چاہ مین کچھ خوف نہین
نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجکو

ہی مناسب جو ہنڈولے سے اسے نسبت دون
تہ و بالا نظر آتا ہی زمانا مجکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب
شکل منحوس خدایا نہ دکھانا مجکو

اکل و شرب اور نہین غیر کباب و می ناب
یہی پینا ہی دو وقتہ یہی کھانا مجکو

چاہتا ہون کہ مری خاک بگولا بنجائے
مرگ کے بعد بھی ہی خاک اُڑانا مجکو

ای فلک ہوگا کمالون سے زمانا خالی
دوسرا مجھسا کوئی ہو تو مٹانا مجکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بھلا کیا سمجھون
پیستا ہی یہ فلک جان کے دانا مجکو

محرم عشق ہون ترگانسے مجھے اُلفت ہی
شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجکو

۲۳۷

واسطے شاہ خراسان کی زیارت کا ہی شوق
طوس کو ہند سے ہونا ہی روانا مجکو

آؤ خفا نہو مرے کہنے کو مان لو
دیدونگا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اُتر آئے سپہر سے
گانیمین میری جان کوئی ایسی تان لو

گیارہ کے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور
پاس آرہو کرایہ پہ ہمسے مکان لو

تیرون سے تمنے سینے کو چھلنی کیا مگر
مجکو وہی ہی عشق اسے خوب چھان لو

آؤ غریب خانے مین بیخوف ای بتو
کھٹکا ہو کچھ تمھین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروشیو نپہ جو یو نہین تلے ہوے
اونچی سی کوئی چوک مین جاکر دکان لو

جو کہہ چکا ہون مُنہ سے سنا ہونگا مین اُسے
کچھ عذر کی جگہ نہین دل لو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہی
دیکھے نہ کوئی مُنہ پہ ڈوپٹے کو تان لو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیئے سبک
ململ کا یا کریب کا یا ٹبک کی تھان لو

۲۳۸

وحشت شروع عشق ہی انجام مرگ ہی
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہی ہواے نغمہ سنجان چمن ہمکو
بہت یاد آتے ہین غربت مین یاران وطن ہمکو

اگر تو رشک لیلی ہی تو مجنون ہی لقب اپنا
شبیہ کہتا ہی تشبیہ مین اور عالم کوہ کن ہمکو

سراب دشت کو لب تشنہ سمجھے جسطرح دریا
کنوین کیا کیا جھکاتا ہی ترا چاہ ذقن ہمکو

جہانسے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے
نیا عالم دکھا ای گردش چرخ کہن ہمکو

نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی
کہ ہندو شیخ سمجھا ہی مسلمان برہمن ہمکو

بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہی
نظر آتا ہی ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو

تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر
بڑی دقت سے ہاتھ آیا ہی مضمون دہن ہمکو

کہان ہی تیزی دست جنون ٹکڑے کرے ہمکو
نہایت تنگ کرتا ہی ہمارا پیرہن ہمکو

ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے روزن مین مدفون ہم
نہین بعد فنا کچھ احتیاج گور کن ہمکو

تری آنکھونکے سودائی ہین کب پروا ہی غیرونکی
دکھاتے ہین عبث شوخی یہ آہوے ختن ہمکو

اگر زنجیر داماں ہی تو طوق اپنا گریبان ہی
نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

۲۳۹

ہوے ہین واسطی اس دہر کے غم مین یہ ہم لاغر
نظر آتا نہین ہی دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہی مثل نی تہی اپنا دہن ہمکو
کہین اسمین صدا اپنی تو ہی جاے سخن ہمکو

ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو
تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو

عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین
خدا کب خیمہ سے تم مین دکھاتا ہی وطن ہمکو

عدم سے مدتونکے بعد پہونچے ملک ہستی مین
تماشا ہی یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو

جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا
جہان بستر لگا بیٹھے وہی ہوگا وطن ہمکو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہی ہر جا کثرتِ زاغ و زغن ہمکو

نشان عریان تنی کا بعد مردن بھی رہی باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بے کفن ہمکو

نہین ہی غم جو اب قدردان ہین لوگ دُنیا کے
کرینگے یاد بعدِ مرگ یہ اہل وطن ہمکو

کفن کی کچھ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنی چادر خون سے میسر ہی کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سے ہین خوب واقف ہم
کہ ہی روز ولادت سے ولائے پنجتن ہمکو

تمھارے ابروے پرخم کے ہم ہین دیکھنے والے
دکھاتا ہی مہ نو کیا سمجھکر بانکپن ہمکو

۲۴۰

ہوے ہین واسطی اب ضعف سے اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکھا غور سے بستر قضا سمجھی شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہی رونق اور حسن یار کو
ہوگیا روغن یہ پانی آتش رخسار کو

آ نہین سکتا کبھی میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرون نذر چشم یار کو
رسم ہی آئینہ دکھلاتے نہین بیمار کو

کون ہو سر کوب اُسکا ہو جو موذی سر بلند
خوف پامالی نہین خار سر دیوار کو

ہون تو مجنون پر ہین مجکو میرے دشمن بھی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکھون پر جگہ دین خار کو

تیر کھا کھا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتھ ہی اُنکے ہنسی آئی لب سوفار کو

ہجر مین اُس سیم تن کے ایسی قسمت پھر گئی
خواب مین ہمنے نہ دیکھا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجئے تقسیم اگر شیرینئ گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلے کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیئے دیوار کو

وقفہ دے دیکر ستاتا ہی مجھے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو

کیا کرون دزد سخن سے مین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہرو زردار کو

ایسا ترک الفت ابرو سے پچھتاتا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچکر تلوار کو

ہی یہ بدمستی نہین لینے ضرر کا کچھ خیال
محتسب سے پوچھتا ہون خانۂ خمار کو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے تری آئینۂ رخسار کو

اشکباری پر جب آگئی ہی ہماری چشم تر
سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریا بار کو

مر دبے جو ہر ہی دور آسمان سے بیخطر
سان پر چڑھتے نہین دیکھا گلی تلوار کو

۱۴۳	تیر اُسکا کم نہین ہی شاخ گل سے واسطی غنچۂ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جا کر کسی میخوار کو
دے خداوند آیہ فرمان ابر دریا بار کو

خواہش دنیا ہی یون ہر ایک دنیادار کو
دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر مین یون دریا نہ اشکونکا بہائے چشم تر
موجین اُٹھ اُٹھکر بٹھائے دیتی ہین دیوار کو

قدرتی جو چیز ہی دشمن سے بھی ٹلتی نہین
خوف پانی سے نہین کچھ آتش رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین
ساتھ داغون کے لیے پھرتے ہین ہم گلزار کو

وہ پری آئے تو دیوانہ یہ اُسپر ہو چمن
گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی کی جگہ
اور رؤو نمین جو دیکھون قہقہہ دیوار کو

نیک و بد وقت نزول قہر ہوجاتے ہین ایک
خار و گل دونون جلا نیمین ہین یکسان نار کو

غش سے چونکا دے جو آواز شکست رنگ رخ
کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو

ہجر کی شب میرا کاشانہ یہ ہیبت ناک ہی
ڈر سے چڑھ آتی ہی تپ ہر صورت دیوار کو

بغض دشمن بہر رنگین طبع ہی وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہی پانی آتش گلزار کو

ایسے افسردہ ہوے مردم جو وہ یوسف پھرا
لوٹکر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر مین غمناک ہین ہم کیون جائے سوے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہی ماتمدار کو

شیخ صاحب آگئے ہم مست ہمین بیٹھے ہوا گما
تم بھی کھل کھیلو اُتار و جبہ و دستار کو

۲۴۶	واسطی ایسی اب اس رنگین بیانیکی ہی دھوم بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین مرے اشعار کو

تیر مژگان لگاؤ گے کس کو
تم نشانہ بناؤ گے کسکو

گر گیا ہون نظر سے صورت اشک
خاک سے اب اُٹھاؤ گے کسکو

ہو نگا بیجان تمھارے آنے تک
آؤ گے بھی تو پاؤ گے کسکو

ارنی کیسی وقت نظارہ
لن ترانی سناؤ گے کسکو

ایک دو کیا کرو ر ظلم سہے
صبر بین آزماؤ گے کسکو

کرم شب تاب ماہتاب نہین
ٹپکیو نمین اُڑاؤ گے کسکو

میری آنکھون سے ہی جو تمکو حجاب
پھر یہ جلوہ دکھاؤ گے کسکو

ہو چکا خاک جل کے دل میرا
ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

۲۴۳ واسطی ہوشیار ہی وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

دولت کی سلطنت کی خزانیکی آرزو
دلمین بھری ہی سارے زمانیکی آرزو

دولت کی ہی ہوس خزانے کی آرزو
دلسے مٹی ہی سارے زمانے کی آرزو

صیاد تیرے دام مین پھنسکے ہین سیر ہم
پانی کی آرزو ہی نہ دانے کی آرزو

جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب
ہی زخم تیرے ہاتھ سے کھانے کی آرزو

کوچے مین اُسکے دفن کی جا مل چکی دلا
کہتا ہی کیا نہین یہ ٹھکانے کی آرزو

چہرہ دکھائیے یہ ہی آئینہ کی ہوس
زلفین سنوارئیے یہ ہی شانے کی آرزو

پستان یار تک تو ہوا اپنا دسترس
باقی رہی گلے سے لگانے کی آرزو

ای ترک گھرے زخم لگا تن پہ چار پانچ
بسمل کو ہی لہو مین نہانے کی آرزو

موت آگئی قفس مین ہماری ہزار حیف
نکلی نہ دلسے باغ مین جانے کی آرزو

اُس سیم تن کے وصل کی یون دلکو ہی ہوس
مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو

ایدل کدھر خیال ہی کچھ جانکی ہے خیر
اُس شوخ شنگ سے آنکھ لڑانے کی آرزو

صدمے اُٹھائے منزل ہستی مین واسطی
کب ہی یہانسے جاکے پھر آنیکی آرزو

۲۴۴

دل بہت آج ہی اُداس آؤ / آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ
کوئی ہمدم نہین ہی فرقت مین / ای غم و اضطرار و یاس آؤ
اب جو آئے تو پھر حیا کیسی / دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ
کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق / تم بدلکر اگر لباس آؤ
مین تمھارا زمانہ آپکا ہی / قتل کو میرے بے ہراس آؤ
ای رقیبو مجھے نہین کچھ خوف / تم اگر دل کے سو پچاس آؤ
دور رہنا ہی دور الفت سے / پاس میرا ہی کچھ تو پاس آؤ
درد ہجر بتان سے مرتا ہون / ای طبیبان حق شناس آؤ
ہین وہ بے پردہ آج ای مہ و مہر / چرخ سے پھر اقتباس آؤ
تم نہ آئے تو مر ہی جاؤنگا / ہین تمھارے کدھر حواس آؤ

واسطی آتے ہو تونگے جو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

۲۴۵

ہی یہ رغبت جوش وحشت مین ترے پامال کو / ہتکڑی پہنے ہو پائے حلقۂ خلخال کو
ہون وہ دیوانہ چلا زندان سے جسدم سوئے دشت / آئے اُٹھ اُٹھکر بگولے میرے استقبال کو
کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کی / گورکن بھوکا رہا فاقہ ہو اغسال کو
بسملون نے مرتے دم آنسو بہائے اسقدر / موتیون نے بھر دیا اُس تیغ کے رومال کو
صاف سمجھے ہم کہ ہرکارے ہین یہ اخبار کے / قبر مین آئے ملک جب پرسش اعمال کو
پیشتر از مین صیاد کو تھی فکر میرے قید کی / اب یہ سنتا ہون قفس توڑا اجلایا جال کو
جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون میری طرح / ساتھ اپنے کیون لیے پھرتے ہین اس جنجال کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا — حال والے جتنے تھے دوڑے وہ استقبال کو
دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین وہ صورتین — جو نظر آتی ہین شکلین قرعے مین رمال کو
وقت رخصت پانون پر سر رکھکے رویا اسقدر — کردیا گرداب دریا یار کے خلخال کو
عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون — جیسے آجاتی ہی سوتے مین ہنسی اطفال کو
رنج اٹھانے سے نکل جاتا ہی انسان کا غرور — سرکشی سے کام کیا ہی سبزۂ پامال کو
شکر ہی آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال — پوچھ لیتے ہین وہ اور ونسے ہمارے حال کو
بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ — نکہت گل دور تک آتی ہی استقبال کو
خال عارض کا مجھے بوسہ کیا تمنے عطا — حق رکھے تابان تمھارے کوکب اقبال کو
کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین — ہمنے یہ رورو کے دھویا نامۂ اعمال کو

۲۴۶ لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہی واسطی — بدلے قاصد کے بلانا چاہیئے حمال کو

کیا غضب تمنے کیا کرکے اشارے دلکو — لیگئے کھینچکے سینے سے ہمارے دلکو
اپنے مطلب سے ہی مطلب انھین پروا ہی کچھ — جان قربان کرے یا کوئی وارے دلکو
کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق — ایک ہی داؤ مین اس شوخ نے ہارے دلکو
ہمہ تن چشم ہی داغونسے سرے پہلو مین — ہی منظور نظر کسکے نظارے دلکو
ضعف پیری تو نمایان ہین ولیکن ابتک — دست و بازو دیئے جاتے ہین سہارے دلکو
کرے ان چاند سے ٹکڑونسے محبت پیدا — توڑ لانے ہون اگر عرش کے تارے دلکو
عاشقونسے جو چلو ناز و ادا کی تم چال — کیا سنبھالین یہ غم و درد کے مارے دلکو
ڈالیان پھولونکی اغیار کو تحفے بھیجین — داغ سے داغ دیے تمنے ہمارے دلکو
بوسۂ آئنۂ رخ کا طلبگار رہی کون — دیکھنا تھا ہمین منظور تمھارے دلکو
نالہ وہ گرم ہمارا ہی جو منھ سے نکلے — موم کردے ابھی پتھر سے تمھارے دلکو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

کوے الفت مین ہی کیا غیر گرفتاری و قتل
دوڑا جاتا ہی کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرینگے پیدا
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اتارے دلکو

تھا کہ مین جان ہی تمہا نہ ملائی میری
تیری دوری لے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہمپر کبھی اغیار پہ ہی چشم کرم
نہین بھاتے ہین یہ دو طرفہ اشارے دلکو

اور تو راہ محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہی کہ کھو بیٹھا مین بیچارے دلکو

۲۴۷

کیمیا دولت دین کی ہو اسی کو حاصل
واسطی صورت سیماب جو مارے دلکو

ذرا جو دیکھ کے خندان ہو روے جانان کو
ملو نمین پانون کے نیچے گل گلستان کو

اگر دکھاے وہ خوش چشم ہوے مژگان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگ جان کو

سنا ہی شہرہ جو بازار حشر کا ہم نے
گرہ مین باندھ کے رکھا ہی نقد ایمان کو

لگی ہی خانۂ دل مین تپ فراق سے آگ
خبر نہین ہی مگر میری چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جان بخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنائینگے داغ سوزان کو

کسی نے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مین نے سنبلستان کو

سنا ہی حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہی سلطان کو

بشر کو چاہیئے گذرے نہ خاکساری سے
کیا ہی خاک سے پیدا خدا نے انسانکو

خیال مصحف رخسار یار ہی جو یہی
کرونگا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کیصورت
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہی زخمون پہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہین پھینکدو نمکدان کو

بہشتی ہی ہندوے گیسو کی رہزنی پہ کمر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

رہیگی یار کی آزردگی نہ پوشیدہ — اگر گئی چین جبین فاش راز پنہان کو
بتون کے کعبۂ ابرو کا عشق ہی جب سے — اُٹھا کے طاق پہ رکھا ہی ہمنے ایمان کو
نہین ہی مہر سے کم داغ میرے سینے کا — عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

۲۴۸ سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا — خدا رحیم ہی بخشیگا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رونے دو — داغ اندوہ جو دلمین ہین اُنھین دھونے دو
دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسی — نیند آتی ہی مجھے غل نکرو سونے دو
روز ہنگامے قیامت کے کرینگے برپا — ہین ابھی طفل ذرا اُنکو جوان ہونے دو
کنج عزلت ہی یہان بعد فنا کنج لحد — خواب آرام کے بیشک ہین یہی کونے دو
لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے — بس در انداز جو بوتے ہین اُنھین بونے دو
قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو — کتنی راتونکا مین جاگا ہون مجھے سونے دو
سخت گھڑیا لیون نے مجکو ستا رکھا ہی — دیکھ لونگا شب وصلت کی سحر ہونے دو
ناصحو اُسپہ مین مرتا ہون نصیحت تا کے — دل ہی قابو مین نہین جان مجھے کھونے دو
کیون عداوت ہی تمھین حبر عزاداروں سے — شمع روتی ہی سر قبر اگر رونے دو

۲۴۹ واسطی یار سے کرلونگا مین قصہ فیصل — سامنا تو کسی محفل مین کبھی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو — پکار اُٹھین نہ یہ بندے خدا کو
نہین ہی ضعف سے جنبش کی طاقت — اُٹھائین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو
نہین مین آپکے چھلّے کا سارق — پکڑیئے باندھیے وزد حنا کو
دل مردہ اُسی سے ہوگا زندہ — بلا لو عیسیٰ معجز نما کو
نکالے دل مرا چاہ ذقن سے — اجازت دیجیئے زلف دوتا کو

موے ہم ابتداے عمر مین حیف
نہ پہونچے جور گردون انتہا کو

شب فرقت ہو جو دکھلاتی نہین منھ
الٰہی کیا قضا آئی قضا کو

سگ محبوب کی دعوت مین لیجاے
بہت دو استخوان میرے ہما کو

لگائین سرمہ آنکھو مین جو پائین
مہ و خورشید اسکی خاک پا کو

خوشی بیٹھی ہی در پر میکدے کے
چلو اے مے کشو اندوہنا کو

برب کعبہ کچھ پروا ے شاہی
نہین ہی تیرے کوچے کے گدا کو

۲۵۰
شہیدونکی زیارت بھی ہی لازم
چلو ای واسطی اب کربلا کو

دل عالم کو نہ کرتے ہوے پامال چلو
فتنہ جس چال سے پیدا ہو نہ وہ چال چلو

ای فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہی غفلت
چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو

جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون
لینے والونکو صدا دیتے ہین دلال چلو

اب وہ دیدار بنے شوق ہوا حج کا کمال
ہم پہ تاکید ہی کعبہ کو اسی سال چلو

چھپ کے چلنا ہی جو تمکو کسی عاشق کیطرف
چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو

غیر اس کوچے مین کثرت سے ہین ای حضرت دل
دیکھو موقع یہ الجھنے کا نہین ٹال چلو

نہ بہت سوچ کے عشاق سے کھیلو شطرنج
جیت ہی جیت ہی منظور ہو جو چال چلو

ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمھارے مشتاق
لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

۲۵۱
واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کی سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدھر انکی سواری ہمکو
کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو

عشق کے آتے ہی غالب ہوئی یہ بیخبری
غیر کیسا نہ رہی یاد ہماری ہمکو

منتظر بیٹھے ہین جیسے ہین گرفتار قفس
بوے گل چاہیے اے باد بہاری ہمکو

اُس مسیحا سے جدا ہوتے ہی بیمار ہوے
ایک ہی دن مین تپ آئی گئی باری ہمکو

ای فلک دوش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہی
جب حقیقت نہین کھلتی ہی ہماری ہمکو

لیچلے تھے طرفِ نار فرشتے لیکن
لیگئی سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہی جنبش غمزہ و ابرو کی
آپ تلوار لگائین نہ کٹاری ہمکو

ساتھ ہی پھر گئی آنکھون کے تلے قیس کی شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب بیقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمھاری ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہنستے ہین عدو حشمت مین
کیسی کیسی نہ ہوئی ذلت و خواری ہمکو

اُسنے پچھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا پنجہزاری ہمکو

۲۵۲ واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین غم سے سفید
بزم اُلفت مین ملی آئنہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھ سکتا ہون رہِ دلکو
کہ چشم نقش پائی خواب مین دیکھا نہ منزلکو

چھری غم کی چلی حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک و خون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائے خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین رکھتا ہون سر پانون خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح جسے طی نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونے مین شریک اپنا
ڈبوا ای انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم گھرے کیا مصیبت سے چھڑائیگا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہی قاتل کو

در دولت سے اے مصطفےٰ کیا باب رحمت ہی
کہ نقد دو جہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین انکو شہریون سے کیا علاقہ ہی
چراغ لالہ کب آکر کرے پرنور محفل کو

فروغِ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہان مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہی نو بہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین رہتا عنادلکو

کہے نالہ اگر کچھ ہو ہمارے پاؤن کو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اسکا ہو دو ٹکڑے
خدایا زور کر ایسا عطا بازوے قاتل کو

عجب کیا وصل اُس بت کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہی ہر بندے کی مشکل کو

۲۵۳

گذر گئی شب وصلت بس اک کلام کے ساتھ
نمازِ صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکنِ کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہی مقام کے ساتھ

جبین یار پہ ٹیکا ہی اور افشان بھی
چمک رہی ہین ستارے مہ تمام کے ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھکے دھوکے مین
اُٹھا جنازۂ عاشق جو اژدہام کے ساتھ

عجب نہین ہی جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشۂ وہ اس بزم مین ہون خونی دل
کہ میرے منھ سے ٹپکتا ہی خون کلام کے ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلو نہین آپ ہی اُس شوخ تک پیام کے ساتھ

ہوئی ہی قید جو تو اسقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہاے دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلےٰ کہان ہی اُلفت مین
کمال عشق تھا محمود کو غلام کے ساتھ

اُٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کے لیے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا بھی آ گئی جب سامنا ہوا میرا
اُٹھا جو ہاتھ تو آنکھین جھکین سلام کے ساتھ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
قفس تنگ ہی مری زیست دم ہی دام کے ساتھ

یقین ہی گرد کے مانند پیچھے رہ جائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اُنسے
وہ دیکھنے بھی جو آئے تو اژدہام کے ساتھ

بجا ہی سرو چراغان ہی تن جو داغون سے
ہوا ہی عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کرو نہین نفس کشتی کبھو زنکے کہنے سے
جہاد راہ خدا فرض ہی امام کے ساتھ

عیان صفحۂ ہستی وہ ناقبول ہو نہین
نگین ہی چین بجبین مہر کے نقش نام کے ساتھ

۲۵۴

دعا ہی روز یہی واسطی کہ روزِ جزا
مدد رسولؐ کرین حشر ہو امامؑ کے ساتھ

بوالہوس کو دید روے یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

ای طبیبو خود دوا کرنے سے نفرت ہی مجھے
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکی تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہی
یہ تو کہیئے ظاہری انکار سے کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کے خالی جائیگا
سننے والا جب نہو گفتار سے کیا فائدہ

ہی حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سے نہین ہی دامن دل پاک اگر
شیخ صاحب جبّہ و دستار سے کیا فائدہ

ہر قدم اُڑتی ہی خاک اُنکی جو ہین زیر زمین
رہرو و اس تیزی رفتار سے کیا فائدہ

پانو پر جھک کر نہ اُس گل سے اگر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچہ گردونسے ہمین نفرت ہی خود کہتے ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اُس گل سے مکرر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہی کہ اس تکرار سے کیا فائدہ

فیض ناممکن ہی دولت لاکھ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد ہی تلوار سے کیا فائدہ

۲۵۵

واسطی کیون ہر سحر جاتے ہو انکی چمن تم
مفت بگڑیگی وہان دو چار سے کیا فائدہ

ہر جگہ ہین یہ مرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میرے ساتھ

نوجوانون پہ ہی پیرونکو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھے چرخ کہن میرے ساتھ

جیتے جی یار تھے جتنے وہ لباسی تھے تمام
بعد مرگ ایک نے پہنا نہ کفن میرے ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سے جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے مرے اہل وطن میرے ساتھ

رشک لیلی تری آنکھون کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتے ہین آہوے ختن میرے ساتھ

ناخدا مستون کا ہی تو کشتیٔ مے کر روان
کیا گھٹا اُٹھی ہی ای ساقی لب جیحون سیاہ

لعل میگون آپکے دیکھے تو مارے رشک کے
بادۂ گلگون ہو جلکر صورتِ افیون سیاہ

ہی جو عشق گیسوے شبگون کا رگ رگ مین اثر
فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ

ہجر ساقی مین یہ اُٹھا دل سے اپنے دود آہ
ہو گیا بوتل کیصورت شیشۂ گردون سیاہ

کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دُنیاے دنی
ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ

ہون یہ بیخود اُلفت لعل مسی آلود مین
لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ

کیا کرو نمین بات یار دنسے کہ ہر ہر بات مین
نالہ سینے سے نکلتا ہی دل محزون سے آہ

پھر جا نا نمین کچھ آنکھونکو نظر آتا نہین
مثل شب رکھتا ہی ذنکو طالع واژون سیاہ

فرقت جانانمین اُجھے دم نہ کیون ای واسطی
گور تیرہ سے ہی کاشانہ مرا افزون سیاہ

۲۵۸

بہار آئی ہی ای ساقی شراب عشق سستی ہی
پیین گے نقد جان دیکر کہ ذوق مے پرستی ہی

جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہی
کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہی

جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہی
کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہی

عداوت سے نہین خالی ہی جھکنا اہل دولت کا
زیادہ کاٹ کرتی ہی بہت جو تیغ کستی ہی

نہ بولو کچھ اگر گذرو کبھی گور غریبان پر
جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشونکی بستی ہی

ہوے مسدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا
گئے مستی کے دن ای میکشو اب فاقہ مستی ہی

نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنے ای منعم
فلک کو دیکھلے تو اوج کے ہمراہ پستی ہی

نہ نکلے نغمۂ منصور کیونکر ہر رگ و پے سے
کہ شرب بادۂ وحدت سے مجکو جوش مستی ہی

مین ہون اک نقش پاے بوتراب ای گردش گردون
تجمل خاکساری ہی بلندی میری پستی ہی

ہنسا کیون اشک چشم عندلیب و خندۂ گل پر
مرے رونے پہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہی

نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت
حقیقت مین ہمین عشق بتان بھی حق پرستی ہی

جلا کرتا ہی سوز رشک سے مریخ گردون بھی
عجب حاصل تری تیغ نگہ کو تیز دستی ہی

عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قیس تھا مجنون
کہین حاکم ہون ایلے اُسکو حاصل پیش دستی ہی

حسین ہوگئے جامے سے تجکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جہ پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہی

تصور ہی بتون کا واسطی ہر دم مرے دل مین
خدا کی شان ہی کعبے مین شغل بُت پرستی ہی

۲۵۹

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سے نکلتی ہی
سر عشاق پہ تیغ قضا کی طرح چلتی ہی

نہین معلوم اپنے دل مین کیسی آگ جلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتی ہی

تری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہی
سنبھالے سے کسی کے معرکے مین کب سنبھلتی ہی

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کے آگے کوئی تدبیر چلتی ہی

تڑپ جاتے ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو ایذا
ہوائے کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہی

ہماری مرگ سے سامان غم ہی بزم جانان مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہی

بپا ہوتا ہی قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہی

جگر مین دلمین سینے مین تپ فرقتکی سوزش ہی
یہ عالم ہی جدھر دیکھو اُدھر اک آگ جلتی ہی

بجائے آہ اُسکے عارض گلگونکی اُلفت مین
صدائے خندۂ گل میرے سینے سے نکلتی ہی

خیال یار سے کرتے ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہی

وہ مہ مُنھ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میری جانب سے
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہی

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اُگلتی ہی

یہ دلمین ہی جلا دون کاٹکر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی یہ نہ پھلتی ہی

گذر جاتا ہی دنیا سے تمھارے خال کا عاشق
مسافر کی کب اس جہانسرا مین دال گلتی ہی

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اُسکو راہ دور کھلتی ہی

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالے سے طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہی

یہ کس بیداد گر بیرحم کے کشتے کی تربت ہی — سرہانے جسکے حسرت خود کف افسوس ملتی ہی
خدا کے واسطے ای عیسی دوران عیادت کر — قضا آئی ہوئی بیشک ترے آنیسے ٹلتی ہی
تمنا جیسے ہی نظارۂ دستِ نگارین کی — نگاہ شوق مژگان سے کف افسوس ملتی ہی
ڈبویا نام ہم چشمون مین اپنا میری آنکھون نے — نہین بجھتی ہی اُنکے آگ جو سینے مین جلتی ہی

۳۶۰ پھنسا زلفون مین دل آخر بہت ای واسطی رویا
بلا جو آنیوالی ہی وہ کب ٹالے سے ٹلتی ہی

چھرے خوشی سے تیرے نیچے کے کھائینگے — لوہے کے بھی چنے جو ملین گے چبائینگے
آنے سے جنکو ننگ ہی اُنکو بلائینگے — ای جذبِ شوق آج تجھے آزمائینگے
لگ جا گلے سے پھر نہ گلے سے لگائینگے — جاتے ہین وان جہانسے کبھی پھر نہ آئینگے
سنتے ہین آج گھر مین ہمارے وہ آئینگے — دل دیکھے ہین نذر اُنھین کیا دکھائینگے
ساقی نگاہ مہر سے دیکھیگا جب ہمین — بیخوف محتسب کو ہم آنکھین دکھائینگے
پروانہ کسدن آئیگا خط کے جواب مین — دیکھین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائینگے
بیوجہ شعلہ رو نہین دیتے ہین دلکو داغ — مطلب یہ ہی کہ سرو چراغان بنائینگے
دیکھا ہی جیسے مصحفِ رُخ ای صنم ترا — کہتے ہین برہمن کہ ہم ایمان لائینگے
مضمون شاعرونسے بندھیگا کمر کا کیا — ہستی سے جب تلک یہ عدم کو نجائینگے
پوچھو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہی دور — زندے کرینگے قصد تو مر کے جائینگے
ہم عاشقونکو بوسۂ ابرو مراد ہی — درگاہ مین کمان کے چلّے چڑھائینگے
گوشہ ہی ہمکو محفل جانان سے خوب ہی — مرجائینگے نہ منّتِ دربان اُٹھائینگے
رکھتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکے واسطے — شمشیر آبدار کا پانی پلائینگے
پازیب بے سبب نہین ہوتی ہی زیب پا — سوتے ہوؤنکو خواب عدم سے جگائینگے
جسرو زدل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر — قلابے آسمان و زمین کے ملائینگے

پہونچینگے بام یار تک ای ہمنشین ضرور	جب ہم کمند آہ رسا کو بنائینگے

۲۶۱

سو بار دے چکا ہی یہ اُلفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بھلا آزمائینگے

تجکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھی	کیا دیکھلی ہی گردشِ چشم بتان کبھی
مجھپر وہ گل خفا ہی کبھی مہربان کبھی	آتی ہی فصل گل کبھی فصل خزان کبھی
ملتا نہین ہتون کے دہن کا نشان کبھی	کھلتا نہین ہی عقدۂ راز نہان کبھی
برباد ہو نہ بعد مرے دود دل مرا	یارب سر مزار بنے سائبان کبھی
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہی	تو بھی یقین ہی منھ سے نہ نکلے فغان کبھی
اُس کوچے مین رسائی قاصد ہو کسطرح	فکر رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھی
ظلم وستم ہین اہل زمین پہ ہزار ہا	آتا ہی رحم تجکو بھی ای آسمان کبھی
ہی شغل آہ و نالہ فقط بے کمال عشق	بھڑکے گی جب یہ آگ ہوگا دھوان کبھی
وحشت مین گردشونکو مری دیکھ دیکھکر	چکرائے گا یقین ہی یہ آسمان کبھی
ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین	روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھی
یارب زمین کوچۂ جانان ہی اور ہم	ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھی
تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو	منھ بند ہو گیا نہ ہوا کچھ بیان کبھی
بھولینگے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو	چھاپے مین چھپیگئی جو مری داستان کبھی
جانبازی رقیب کے جوہر کھلینگے صاف	قاتل کے سامنے جو ہوا امتحان کبھی
بلبل خزان مین کہتی ہی گلشن کو دیکھکر	رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھی
کیا جلد صبح وصل کی شب تو نے کی عیان	بھولا نہ اپنی چال تو ای آسمان کبھی
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ	صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھی
برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے	پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھی

(۲۶۲)

اجازت آہ و افغان کی جو ہو ہمکو عطا کرتے
تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے

جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتے جفا کرتے
مگر ترکِ تعلق یون نہ تم ای دلربا کرتے

میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حال دل اپنا
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے

بوقتِ قصہ خوانی دوستونکو یہ مناسب تھا
مری دیوانگی کا اُس پہ پیہم تذکرا کرتے

دکھانا تھا اُنھین آئینۂ دل جاے آئینہ
اُسی صورت سے صورت آشنا کو آشنا کرتے

کیا کرتے ہین عالم مین جو دعواے مسیحائی
مریضِ عشق ہون مین کیون نہین میری دوا کرتے

ہمین عاشق بنایا اور تمھین معشوق خالق نے
وگرنہ ہم بھی ایسے تھے کسی سے التجا کرتے

صنم خانے سے اُٹھکر قصد ہین کرتا جو کعبے کا
معاذ اللہ مرے حق مین یہ بُت کیا جانے کیا کرتے

ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قایم ہی
نہ دیتے دل حسینونکو تو پھر ہم اور کیا کرتے

دکھاکر جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہم کو
یہ حسرت رہ گئی باقی کہ عرض مدعا کرتے

ٹھہرنا نامناسب تھا اِدھر آتے اُدھر جاتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثل صبا کرتے

سعادت مجکو بھی ہوتی ریاضِ دہر مین حاصل
وہ میرے طائرِ دلکو جو صدقے مین رہا کرتے

کلان تودے سے تھی منظور ہمکو خاک برداری
درِ سلطان اگر ملتا گدایانہ صدا کرتے

ریا و مکر سے محفوظ رکھا ہمکو قسمت نے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

ہمین عشق بتان سے واسطی فرصت ملی کسدن
کہ جاتے زاہدونمین بیٹھکر ذکر خدا کرتے

۲۶۳

یہ ہی حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
وہ کھل کے ہمسے کبھی گفتگو نہین کرتے

صنم کدہ مین حرم مین چمن مین صحرا مین
کہان کہان تری ہم جستجو نہین کرتے

حرام مس ہی اُنھین تیرے مصحفِ رخ کا
جو آبِ چشم سے پہلے وضو نہین کرتے

خیال ہی جو ہمین اُنکی بے دہانی کا
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے

وہ دیکھکر مرے اشکونکو ناز سے بولے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

کیا ہی مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے
ہوائے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہی خلد مین پائین نہ وہ شراب طہور
جو آکے بیعتِ دست سبو نہین کرتے

کسی کی تیر نگہ کا ہی یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دلکی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست
جگر کا چاک رفو گر رفو نہین کرتے

بجا ہی بکر ہی جو آجتک یہ زال جہان
کہ مرد اسکی کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہین جو تری جستجو نہین کرتے

ہوئی ہی دلکو یہ مطلب کے نام سے نفرت
کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسی کے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہی
خطا سمجھکے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہی یہ اسیری کہ صورت قمری
کبھی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہی سوداے عشق پوشیدہ
بیان وحشت دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بیرحم ہین جفا جو ہین
وفاے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

۲۶۴
حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کرکے حیلہ اٹھ گیا
جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کی دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو
کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کسکی تیغ ناز عریان ہو گئی
نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید
دن کو شب غمہا نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیز و نسے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجھے

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن ملگیا قسمت سے سرمایا بہ مجھے
وادی وحشت سے مین جاتا کہان جھاڑیون نے کب نہ اُلجھایا مجھے

۲۶۵
تھک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجھا لاکھ سمجھایا مجھے

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے موت نے آآکے دھمکایا مجھے
آدمی آیا کہ آئی ہی قضا جسنے بھیجا اُسنے بلوایا مجھے
جب گئے ہوش وخرد تب عشق نے جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے
دیکھکر اُسکو مین ایسا کھو گیا دل نے بھی ڈھونڈھا نہ پھر پایا مجھے
مین کہان رہتا تھا کس عالم مین تھا شوق اُسکا اسطرف لایا مجھے
مہر عالمتاب وہ ذرہ ہون مین جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے
پیشوا ہی پیر ہی مرشد ہی دل وہ کیا جو اُسنے سمجھایا مجھے
مین کہان یہ عالم ہستی کہان خود مین آیا یا کوئی لایا مجھے
خود نمائی مانع اخفا ہوئی آپ اُسنے جلوہ دکھلایا مجھے
کعبہ و بتخانہ و گلزار و دشت ہر جگہ تو ہی نظر آیا مجھے
ہی نفخت فیہ من روحی دلیل مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

۲۶۶
واسطی غفلت مین تھا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اُس بُت کافر ادا کی ہے ہندو بھی کہہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہی
جلتے ہی اپنی شمع لگی آپ بجھ گئی بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہی
کیا کیا بلند بندھتے ہین مضمون زلف یار آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہی
جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی

بچنا محال ہی ترے بیمار عشق کا ++ ۔ کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہی
مضمون گریہ اسمین لکھے ہین جو بیشتر ۔ دیوان نہین ہی جلد یہ بحر البکا کی ہی
جو راہرو چلے لگے سونا اچھالنے ۔ دشوار راہ یار کے دولتسرا کی ہی
تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون ۔ تلوار موج چشمۂ آب بقا کی ہی
شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو شریک ۔ شوخی یہ بے سبب نہین رنگ حنا کی ہی
وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قید خانہ ہی ۔ زنجیر میرے پانؤمین زلف رسا کی ہی
فیض کلیم فقر سے مین بادشاہ ہون ۔ خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی
ہوتے ہین سیکڑون کے دم فکر دل لہو ۔ گویا زمین شعر زمین کربلا کی ہی
کچھ تو ٹھہر خدا کے لیے ای نسیم صبح ۔ بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کی ہی
دانا کوئی بچے گا نہ پسنے سے زیر چرخ ۔ گردش جو رات دن یہی اس آسیا کی ہی

۲۶۷ آسان ہوتی جاتی ہین قلبی ہین مشکلین ۔ تائید واسطی تجھے مشکل کشا کی ہی

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کی ہی ۔ بت آئین میرے گھر مین یہ قدرت خدا کی ہی
صورت کچھ اور کشتۂ ناز و ادا کی ہی ۔ جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہی
کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے ۔ آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہی
کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنی مو بمو ۔ ہون مبتلاے زلف طبیعت بلا کی ہی
دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے ۔ یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کی ہی
اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا ۔ اسواسطے تلاش تری خاکپا کی ہی
مین مبتلاے زلف بتان بے سبب نہین ۔ ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہی
پہونچی نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک ۔ شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کی ہی
پہلے جنون ہوا مجھے پھر غم مین مر گیا ۔ وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کی ہی

آنکھونکو کیون پسند نہو چودھوین کا چاند — تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کی ہی
کہتے ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع — جھنکار اے جنون مری زنجیر پا کی ہی
سینے کا درد دل کو جو دیتا ہے لذتین — اسمین بھی کیا چمک تری تیغ ادا کی ہی
کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب — لائے جو بوے گل تو عنایت صبا کی ہی
چہرہ چمک رہا ہی جو ہر گل کا مثل برق — شوخی یہ باغ مین تری رنگ حنا کی ہی
کافی ہی اپنے تن کو لباس برہنگی — جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہی
دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو — صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کی ہی
ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
اُمید بیوفاؤن سے مہر و وفا کی ہے

۲۶۸

تاب غصے کی کہان ای ستم ایجاد مجھے — لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے
کسی گلرو کی نہین بھولتی ہی یاد مجھے — کیا گلستان کا سبق دیتے ہین استاد مجھے
وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تری یاد مجھے — ہی شب و روز وظایف یہی اوراد مجھے
پھر نیا ظلم دکھا ای ستم ایجاد مجھے — ہو نہین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے
اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذری — نہ رہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے
کشتہ جسوقت ہوا زندہ جاوید ہوا — ہو گیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے
پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو — وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے
میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب — ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے
ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار — ہاے کب قید سے تو نے کیا آزاد مجھے
مصرع قامت دلدار مین سمجھا اسکو — نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے
کوہ غم مین نے اُٹھایا تو یہ جرأت پائی — لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے
مرگیا مین جو گیا وعدہ فراموش اسنے — غفلت یار ہوئی خنجر جلاد مجھے

ہون وہ مینوش کہ آنکھون سے بجالایا مین	جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے
جبتلک اُس بُت کا تصور نہین آتا یارب	کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے
جوش وحشت نے یہ کانٹو نمین گھسیٹا ہی کہ اب	ہی ہر اک موے بدن نشتر فصاد مجھے

۲۶۹
واسطی گر گیا ہاتھون سے مرے دل افسوس
کوچۂ عشق کی بھولے گی نہ اُفتاد مجھے

رنج ومحن اُٹھایئے ایذا اُٹھایئے	لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اُٹھایئے
مین بھی نہ آؤن گا مجھے اچھا اُٹھایئے	غیرونکی دوستی کا نتیجا اُٹھایئے
دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین	کب جانتا ہون آپ جو گنگا اُٹھایئے
کیونکر فرشتے لیگئے جنت مین میرے اشک	ممکن نہین کہ خاک سے دریا اُٹھایئے
دیتا ہون نقد دل مجھے نہین اختیار ہی	رکھیئے عزیز یا اسے بیجا اُٹھایئے
بسمل جو سرد ہوگئے اُنکو تو یہ کہا	بس ہو چکا تمام تماشا اُٹھایئے
باقی ہی نقد جان اسے تو لے کہ موت لے	کس کس کا مفلسی مین تقاضا اُٹھایئے
کوہ غم فراق کا اُٹھنا محال ہی	طاقت سے ہو جو بڑھ کے اُسے کیا اُٹھایئے
تحریک ابرو و مژہ کافی ہی قتل کو	تلوار کھینچیے نہ تمنچا اُٹھایئے
صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی غضب	لللہ اپنے منہ سے ڈوپٹا اُٹھایئے
ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا	کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اُٹھایئے
آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہی	مسجد سے قصد ہی کہ مصلا اُٹھایئے
طاقت نہین ہی ناز اُٹھانیکی ہمین	کسطرح بار شکوۂ بیجا اُٹھایئے

۲۷۰
عقبے کی فکر چاہیئے انسانکو واسطی
کسواسطے عبث غم دنیا اُٹھایئے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہی	تو خنجر لایئے پھر دیر کیا ہے

قد اسکا ایک آفت ہی بلا ہی　　بلا دھری وہ گیسوے رسا ہی
برنگ دانہ دلکو پیستا ہے　　مگر گردون گردان آسیا ہی
مقدر نے کیا ہی پیچ بے مجھسے　　تری زلفون کا سودا ہو گیا ہی
غلط ہی چشم الفت اس سے ایدل　　وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہی
تمھاری زلف مشکیں کے مقابل　　ختن کا نام لینا بھی خطا ہی
مین توڑون سلسلہ زلفونکا کیونکر　　کہ اس زنجیر کا لوہا کڑا ہی
کہین سینے سے دل چوری نجائے　　وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہی
نیا ہی کوے قاتل مین تماشہ　　کوئی مرتا ہی کوئی لوٹتا ہی
نباہ اس بیمروت سے ہی مشکل　　یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہی
کھلے ہین بال کسکے آج یارب　　معطر دامن باد صبا ہے
سعادت ہی جھکائین سر جو قاتل　　کہ تیری تیغ بھی بال ہما ہے
فلک پر مہر روشن طور پر برق　　ترے عارض کا جلوہ جابجا ہی

۲۷۱　　خدا کے واسطے مل واسطی سے
ترا عاشق ہی تیرا مبتلا ہے

خضر کو راہ بتاتی ہی جستجو تیری　　کنوئین جھکاتی ہی یوسف کو آرزو تیری
بھری ہی دلمین یہانتک تو آرزو تیری　　کہ غنچے سے آتی ہی مجکو بو تیری
عزیز جان ہی جسکو بہت وہ کیا جانے　　مری نظر مین ہی ای تیغ آبرو تیری
نہ بھاگ قیس سے ایدل کہ صورت مری　　برای طوق ہی پیدائش گلو تیری
جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو　　کلید قفل خموشی ہی گفتگو تیری
کدھر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوۂ یوسف　　نگاہ دیکھتی ہی راہ چار سو تیری
نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست　　ہمارا ہاتھ ہی اور گردن ای سبو تیری

بڑھی امید کہ ہونگے غریق رحمت ہم / جو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیرے
نکل کے خانۂ زنجیر سے کہان جاؤن / لپٹتی ہی مجھے زلف مشکبو تیری
نسیم آئی ہی تو کسکے کوے گیسو سے / جنون بڑھاتی ہی سودائیون کا بو تیری
سواے چاک کہان التیام کی صورت / کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیری
ادھر بھی تو ہی ادھر بھی ترا ہی جلوہ ہی / شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیری
خدا کے خوف سے رو وقت طاعت ای زاہد / نماز ہوگی نہ مقبول بے وضو تیری
فراق یار مین ہی لذت وصال نصیب / ہمیشہ رہتی ہی تصویر روبرو تیری
خدا کی ذات ہی تنہا بس ای صنم بے عیب / بدن ہی آئنہ اسمین کمر ہی مو تیری
سما گئی ہی جو اسمین خدا کی قدرت ہی / سبو ہی دل مرا دریا ہی آرزو تیری

۲۷۲ یقین ہی گل بھی سُنین واسطی لگا کر کان / اڑا لئے بلبل اگر طرز گفتگو تیری

شب وصل کیا مختصر ہو گئی / ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام / یہان روتے روتے سحر ہو گئی
خیال انکو آنے لگا غیر کا / ادھر تھی طبیعت ادھر ہو گئی
گرے اپنی آنکھونسے گر چار قہک / زمین ہفت کشور کی تر ہو گئی
نہ پہونچے ہم اس شہر تک ضعف سے / چلے دو قدم دوپہر ہو گئی
یہ نظارۂ زلف جانان کیا / پریشان ہماری نظر ہو گئی
کہان کوئی تجھسا ہی شیرین دہن / کہ ہونٹھون کی مسی شکر ہو گئی
ہوئی اسکی چشم عنایت اگر / زمانے کی سیدھی نظر ہو گئی
الٰہی ہو محشر اٹھین گور سے / کہ مردونکی تختہ کمر ہو گئی
بچے گا نہ بیمار الفت کبھی / دوا کیا دعا بے اثر ہو گئی

۲۷۳

پسیجا نہ دل یار کا واسطی
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

شب وصل کم اسقدر ہو گئی — پلک مارتے بس سحر ہو گئی
وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے — نہین لطف رنجش اگر ہو گئی
بلا توڑ ہی ناوک آہ مین — مشبک فلک کی سپر ہو گئی
ہوے سر کٹا کر سبکدوش ہم — مہم عشقبازی کی سر ہو گئی
غضب نیند آئی جو آنیکی شب — نہ جاگے نہ جاگے سحر ہو گئی
اُٹھاتی ہی طوفان جو تو ہر گھڑی — بلا کیا تجھے چشم تر ہو گئی
نہ پوچھو جوانی مین پیری کا حال — ہوئی شمع گل جب سحر ہو گئی
رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن — کہ شاخ قلم بے ثمر ہو گئی
کسی سے نہ بار محبت اُٹھا — فلک کی بھی دُہری کمر ہو گئی
رہی فکر صندل پئے درد سر — دوا باعث درد سر ہو گئی

۲۷۴

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہو گئی

روکا ہی مرغ قفس اپنی زبان باتون سے — دیکھ سویا نہین صیاد کئی راتون سے
خوش رہین آپ جو ملتے ہین بد اوقاتون سے — دست کش ہم بھی ہین ایسیونکی ملاقاتون سے
وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجھلا کے کہا — دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہی انھین باتون سے
فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک — سابقہ ہمکو ہی دن رات انھین ساتون سے
روک اکدم تو زبان بہر خدا اے واعظ — مغز ہوتا ہی پریشان تری باتون سے
سچ بتا کیا ہوے وہ بادہ پرست اے ساقی — کہ نہین باغ مین جلسے کئی برساتون سے
شب معراج شب قدر شب گیسوے یار — فیض لسان نے پایا تو انھین راتون سے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے	کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتوں سے
قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر	زر تحصیل نہ آئے جو خدا باتوں سے
گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو	ساقیا ربط ہی ہمکو تو انھیں ساتوں سے

۲۷۵

اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی	کہ اک بُت سے صاحب سلامت ہوئی
مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی	زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی
تصور بندھا کس قد و زلف کا	بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی
کھلی کشتۂ عشق کی مرکے قدر	زیارت گہ خلق تربت ہوئی
ہوا قتل جب اُسنے اُٹھی نہ تیغ	مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی
ترے نیمچے نے کیا نیم جان	رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی
ملا عاشقی مین مزہ اور کیا	اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی
اُٹھاتا ہون کوہ الم ہوکے کاہ	مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی
ہوا زرد رخسار مانند زر	یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی
جو ہی نام منظور ہو گوشہ گیر	کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی
ترے لب کا مضمون جو اُسمین بندھا	رباعی مری چار شربت ہوئی
کیا ہمنے نالہ اُڑے آسمان	پھکا صور برپا قیامت ہوئی
جدا ہوکے اُسنے مین جیتا رہا	بڑی اسکی مجکو ندامت ہوئی
کہان ضعف پیری مین زور جوان	گئے ولولے سلب طاقت ہوئی
مین کھنچتا ہون دو دو پہر آنکھ بند	تصور مین اُسکے یہ صورت ہوئی
حسینونکی تعریف مین واسطی	رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

بچے دل لاکھ یاد زلف و قامت آہی جاتی ہی — محبت بد بلا ہی اسمین آفت آہی جاتی ہی
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی — جوانی مین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہی
کرینگے گرمیان وہ بھی اگر اب سرد مہری ہی — بدن مین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہی
کرین حورونکی تعریفین جو واعظ کون سنتا ہی — ہمیشہ بحث اُسکے تیری بابت آہی جاتی ہی
چھپاتا ہون مین درد دل نہایت سامنے اُنکے — مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہی
سلامت کوچۂ گیسو سے کب رہرو گذرتے ہین — وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہی
وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجکو یہ رونا ہی — بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہی
طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے — زبان پر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہی
کیا مانند زر اُلفت نے زرد آخر مرا چہرہ — مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہی
حسین محبوب ہو کیا عیب ہی سادہ مزاجی کا — ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہی
مثل سچ ہی کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہی — زبان پر ذکر بوسہ سے حلاوت آہی جاتی ہی
بتون کا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد — پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہی
لکھا کرتا ہی جو حسن ملیح یار کے مضمون — سخن مین واسطی اُسکے حلاوت آہی جاتی ہی
حسینون سے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی — نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہی
زوالِ کفر ہو راہِ شریعت آہی جاتی ہی — مرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہی
بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی — دل انسان ہی آخر کو مروت آہی جاتی ہی
نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ — فرشتونکی بھی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہی
جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین — ملے معشوق غیرو سے تو غیرت آہی جاتی ہی
جہان بجتے تھے نقارے وہین آواز شیون ہی — دگرگون حال عالم ہی یہ نوبت آہی جاتی ہی
نہین ہی بے جہت غفلت تمھاری دار دنیا مین — کہ سولی پر بھی نیند اہل غفلت آہی جاتی ہی
شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ — بدن مین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہی

لکھا خط یار کو مین نے دیا قاصد نے غیرون کو — مقدر مین جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہی
ڈرے زلفِ سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا — بلا السنا انکو گھیرے تو ہیبت آہی جاتی ہی
نہین خستہ محبت مین ہوئے ہین وہ تو رکنے دو — کبھی رنجش بھی ہوتی ہی کدورت آہی جاتی ہی
گرسنہ لقمۂ غم کھا ہی لینگے خوان نعمت سے — نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہی

۲۷۸
عبادت کر اگر ای واسطی ہی شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اُجرت آہی جاتی ہی

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہی — غضب اُنکو نہین آتا غضب ہے
وہ رُخ ہی شعلۂ برقِ تجلی — زیادہ کیا کہین ترک ادب ہی
نہین جمشید کو کچھ اس سے نسبت — بڑا پیرِ مغان عالی نسب ہی
جو بوسہ دو مرض جائے ہمارا — مداوا شربت عناب لب ہی
بیاضِ حسن ہمنے خوب دیکھی — تمھاری بیت ابرو منتخب ہی
بیانِ ہی عشق و اظہار محبت — یہی عشاق کا حسن طلب ہی
بدن مین ہی وہی غم کی حرارت — افاقہ مجھکو کچھ تب تھا نہ اب ہی
رُخِ انور پہ ہی گیسوے شبگون — تماشا اجتماع روز و شب ہی
جگر مجروح ہی بیخواب آنکھین — کسی سے دل کا لگ جانا غضب ہی
پلادے شربت دیدار آکر — ترا بیمار الفت جان بلب ہی
سوا جنت سے ہی میخانہ ساقی — زیادہ حور سے بنت العنب ہی
وہی ہی قبر شیدائے لب یار — سرہانے جسکے اک نخل رطب ہی
نظر آتے ہین لاکھون آئینہ رو — مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہی

۲۷۹
تنفر ہند سے ہی واسطی کو
ہواے روضۂ شاہ عرب ہی

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

بھی ہی رشک تو خط لکھ کے بھیجنا کیسا
کسی کو نام بھی اُسکا بتا نہین سکتے

حرارتِ تپ فرقت کا اب یہ عالم ہی
بدن کو ہاتھ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین اُنسے
پھر اسپہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین پا نہین سکتے

اُٹھائین کو وہ الم کیا یہ ضعف طاری ہی
کہ سخت بات کسی کی اُٹھا نہین سکتے

موا ہون مین لب جان بخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سر افیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانی ہی بار عصیا نسے
کہ لوگ میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہی سنگ راہ ایسا
کہ اُٹھکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہی باغ مین یہ کسکی آمد آمد کی
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہی کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گھر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اُنکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہی تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسی پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہی یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتاؤ بار جفا کسطرح اُٹھے اُنسے
جو لوگ ناز تمھارے اُٹھا نہین سکتے

ضرور کیا ہی کہ ساقی مخل صحبت ہو
قدح حضور تو کیا ہم پلا نہین سکتے

عدم کی راہ کا کیا واسطی کھلے احوال
گئے جہانسے جو پھر کر وہ آ نہین سکتے

۲۸۰

یارب یہ بلا ہجر کی سر سے کہین ٹلجاے
گھبرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکلجاے

وہ شوخ کبھی سامنے آکر جو نکلجاے
انسان تو کیا بلکہ فرشتے کو بھی چھلجاے

اک ایک گھڑی ہجر مین ہی روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بدلجاے

دل اپنا تو ہی موم سے بھی نرم زیادہ
صورت سے مری یار کو نفرت ہی آگہی
ہی شربت دیدار علاجِ مرضِ عشق
آجاے اگر نزع مین وہ رشکِ مسیحا
ایسا ہی کہان بحرِ محبت کا شناور
ہر مرتبہ بل کہکے یہ چلنا نہین اچھا
کیا تابش خورشیدِ رخ یار سے ہی دور
ہر دم مجھے ایجان جلانا نہین اچھا
بجلی کیطرح کوندتی ہی آہ ہماری
اسواسطے جاتا ہو نمین ہر صبح چمن کو
رو کے سے رُکے قافلہ والو نسے نہ ہرگز
مرنیکو تو مرجائیگا بیمارِ محبت
ہو کشتِ جہانسے مجھے کچھ خاک نہ حاصل
منظور یہ ہی واسطی اس شعر و سخن سے
بجا ہی آنکھ شبِ غم جو تا سحر نہ لگے
ہمارے دلکو بڑا خوف ہی یہ محفل مین
چھپائے رکھتے ہین وہ گیسوؤنکے بالو نمین
شبِ فراق تقاضائے اضطراب یہ ہی
ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم
شتاب کوچۂ جانان سے جاکے پھر آنا
تلاش یار مین دیر و حرم کو چھان چکا

ڈر ہی نہ کہین آتشِ فرقت سے پگھل جائے
مل جاؤ نمین غیر و نمین مری شکل بدلجاے
کیا اوردوا اُف لئے تپ غم کا خلل جاے
مجکو تو یقین ہی اجل آئی ہوئی ٹلجاے
اِس پار سے جو تیر کہے اُس پار نکل جاے
نازک ہی کمر ڈر ہی کہین ناف نہ ٹل جاے
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جاے
دیکھو نہ کہین آہ مرے منہ سے نکل جاے
گردون یہ کہین خرمنِ مہتاب جل جاے
شاید دل وحشت زدہ پھولو نمین بہل جاے
وحشی ترا آواز جرس سنکے نکل جاے
تم آؤ عیادت کو تو دو روز سنبھل جاے
خرمن نہ بہے سیل سے تو برق سے جل جاے
تا سامنے اُس بت کے کوئی میری غزل جاے
سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے
کہ آئنہ کو ترے حسن کی نظر نہ لگے
عجب نہین ہی اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے
تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے
یہ وہ ہی نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے
کرو نمین کیا جو ٹھکانا ادھر ادھر نہ لگے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہی یہ ڈر	کہ محتسب کو کسی دن کہین خبر نہ لگے
لگی مین یار کے اڑتا ہوا گیا قاصد	قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے
دلا جو منزلِ الفت مین پاؤن رکھتا ہی	سنبھل کے چل کہین ٹھوکر دم سفر نہ لگے

٢٨٢	کرین جو شعر کی ای واسطی وہ فرمایش غزل کے کہنے مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتی ہی تصویر کسی کی	اسدرجہ محبت ہی گلوگیر کسی کی
محنت تو بہت کی نہوا وصل میسر	تقدیر سے چلتی نہین تدبیر کسی کی
آئینۂ دل لائے ہین اُس بزم مین عاشق	اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کی
ہو عید شہیدانِ محبت کو نہ کیونکر	جھک جھک کے گلے ملتی ہی شمشیر کسی کی
اخفا کا ترے قیدیونکو دھیان ہی ایسا	غل کر نہین سکتی کبھی زنجیر کسی کی
سر پھوڑ کے پتھر سے موے سیکڑون عاشق	ہی تجکو خبر ای بتِ بے پیر کسی کی
ہی حکم کہ مر کر بھی کوئی آنے نہ پائے	اُس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسی کی
کیا اہلِ وطن بھول گئے مجکو سفر مین	مدت سے جو آتی نہین تحریر کسی کی
موتی کی لڑی کیا ہی آنکھونمین سمائے	کانونکو پسند آتی ہی تقریر کسی کی
یون سرمہ ندو آنکھونمین کیا قتل کروگے	ہو جائیگی گردن تہِ شمشیر کسی کی
سینے مین تڑپ اُٹھتا ہی دل صورتِ سیماب	سنتا ہون جو آوازِ پرِ تیر کسی کی
سمجھا ہی غلط اسکو جو سمجھا ہی مدامی	یہ منزلِ ہستی نہین جاگیر کسی کی
فریاد و فغان نالۂ شبگیر ہی بیکار	سنتا ہی نہین وہ بتِ بے پیر کسی کی
بیجرم گلے کاٹتے ہو اہلِ وفا کے	ثابت بھی ہوئی تھی تمھین تقصیر کسی کی

٢٨٣	ہین صرف دعا میرے لیے واسطی احباب یارب ہو دعا صاحبِ تاثیر کسی کی

جو سنے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہی کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے
تیرے بس ہوئے یہ ای الفت گیسو نکلے

ہی یقین مجھکو کہ اب روز قیامت ہی قریب
فتنش مین ٹکنے کو رکھے ہوے گھنگرو نکلے

پیچ کاکل سے نہ کل جنکو خبر تھی وہ طفل
آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہون محبت ہی کمر سے مجکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو یہی عشق ہے
یہ بھی ممکن ہی کہ اُس گل سے کبھی بو نکلے

ہو ترے تیر کے پیکان کے جو آنے مین درنگ
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا
اُسپہ چھا جاے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آہ کے جنگل مین نشانہ اُسی ناوک کا بنا
ای کما نذار کبھی حسرت آہو نکلے

بزم مین آئے جو اُسکا گل مشکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین گئے
کبھی ہو کر نہ ترے سرو لب جو نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ مرا دیکھ کے حال
دیدہ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشان سانپ ہی تارے نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئے تو وہین جنگل سے
چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سربستہ معنی ہی جو اُسکا ہی کلام
ایک بھی بات اگر کی کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہی
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رُخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

۲۸۴

تھی مجھے حضرت یوسف کیطرح یہ نہ اُمید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

سوزش جو پس مرگ رہی تھین ہمارے
آئے نہ فلک خوف سے مدفن مین ہمارے

اُترے ہین تو اُترے رہین ہم شیخ کے دل سے
رہتے ہین بڑے چشم برہمن مین ہمارے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہوا ای چرخ
ایسا کوئی دانہ نہین خرمن مین ہمارے

دانتون کے تصور مین گرا کرتے ہین آنسو
کیا کیا درِ نایاب ہین دامن مین ہمارے

دیوان مین تحریر ہین سب تازہ مضامین
پژمردہ کوئی گل نہین گلشن مین ہمارے

جب روزسے اُس شکِ مسیحا سے جدا ہین
مردے کیطرح جان نہین تن مین ہمارے

موسیٰ کیطرح سے ارنی ہم بھی کہین گے
پہونچے جو قدم وادیِ ایمن مین ہمارے

ہی دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم
جگنو کی چمک ہی دلِ روشن مین ہمارے

وصلت مین بنا پیچ کیا زلف نے اُسکی
زنجیر سی ہی چنبرِ گردن مین ہمارے

جلاد کا کیا رُعب دمِ ذبح ہی غالب
ماہی کیطرح خون نہین تن مین ہمارے

مہمان یہ ہوے جمع کہ دشوار ہی دعوت
دانونکے سوا مور ہین خرمن مین ہمارے

ای واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہین نالہ و شیون مین ہمارے

۲۸۵

نہین دیتے سرِ مو ابروے خمدار خنجر سے
تمہارے موے مژگان نوک کی لیتے ہین نشتر سے

ہوے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے
کبھی ما اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لبِ محبوب نازک ہین کہین برگِ گلِ تر سے
غلط تشبیہ دی ہی شاعرونے لعلِ احمر سے

درِ منعم سے وہ ملتا نہین اُمیدوارونکو
ملا ہی فیض دیوانونکو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی مین
بڑھا رہتا ہون ہر دم دو قدم مین بادِ صرصر سے

ہوئے مغرور دیکھی شکل جب اپنی حسینون نے
مجھے آئینہ سازی کی شکایت ہی سکندر سے

بڑے جھگڑے سے پہونچا خط ہمارا دستِ جاناں تک
کبوتر نے لیا قاصد سے قاصد نے کبوتر سے

پڑے کبر آشنان ہین ساکنِ گورِ غریبان بھی
اُٹھا رولا کھ باہر کچھ صدا آئی نہ اندر سے

مناؤن کسطرح ساقی جو مجھسے دخترِ رز روٹھے
بن آتی کچھ نہین جب زن بگڑ جاتی ہی شوہر سے

کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہی
وضو کرنا ہی ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

بپا ہوتا ہے طوفان آنسوؤنکا قطرے قطرے سے
بڑھا ہے رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہیں دعوےٰ ہمچشمی
نہ توڑین کسطرح مردم سر بادام پتھر سے

کبھی ہوتا نہیں صرفِ اضافی جوہر ذاتی
صدف کی آبرو بڑھتی ہے کوئی آبِ گوہر سے

اگر شامل ہو اپنی ایک اشک گرم کا قطرہ
تڑپ کر مچھلیان باہر نکل آئین سمندر سے

نہیں کچھ میکشونکو حادثات دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہے خنجر سے

ہمارے سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہے
بنانا چاہیئے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہے بارش باران رحمت کی
کسی دن آ کے سینچے مزرع عمر آب خنجر سے

ہمارے دوش پر سر تھا تو کیا کیا سر گرانی تھی
جو سر اترا تو اترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئے تو ہم آنکھیں بچھائینگے
فقیر عشق ہین کیا کام ہے مخمل کے بستر سے

ٹھہرتا ہی نہیں دم بھر ہماری آنکھ مین آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابتر سے

دکھا کر قامت و مژگان و ابرو اس ستمگر نے
کیا مجروح ہمکو تیر سے ابرو سے خنجر سے

برنگ صورت دیوار حیران ای واسطی ہے ہمکو
ہوئے ہین دست و پا بیحس نکل سکتا نہین گھر سے

۲۸۶

اڑا نجائے جہان جبریل کے پر سے
امید نامہ بری کیا وہان کبوتر سے

امید فیض نرکھے گدا تو نگر سے
کبھی نہ پیاس کسی کی بجھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعوی قتل
ملا ہوا ہے لہو اپنا آبِ خنجر سے

قد دراز جو اس بیوفا کا آئے نظر
امید قطع کرین قمریان صنوبر سے

خیال چشم مین پوچھو نہ حال دل ہمسے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہون اسے آب دیدۂ تر سے

ہمارے دلکو غنیمت ہین سختیان غم کی
بجھا شرار نکالا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو ہے یار لا ثانی
ہوا جواب نہ ابتک کسی سخنور سے

اُمید زیست ہی کسکو یہی جو رونا ہے — کہ بحر اشک کا پانی گذر چکا سر سے
جگر کا داغ وہی ہی کرون ہزار آہین — یہ وہ چراغ ہی بجھتا نہین جو صرصر سے
گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر — نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے
ہماری قبر پہ لاکر وہی چڑھا دینا — سحر کو پھول جو لے اُٹھینگے اُنکے بستر سے
کسی کی چاہ زنخدان کا وصف لکھا ہی — گرے گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے
تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک — ہماری فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے
نکل کے تن سے چلی ساتھ بلبل روح — نکل گیا کوئی گلرو اگر برابر سے

شعار راست قدون کا جو واسطی دیکھین
کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

۲۸۷

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے — آنکھ دکھلا کے غزالونکو وہ مار آتا ہی
کب بٹھانے مری تربت کا غبار آتا ہی — خوب چھینٹا تجھے ای ابر بہار آتا ہی
سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزا مین چہرے — مژدہ ای بادہ کشو ابر بہار آتا ہی
صاف ظاہر ہی خفا ہمسے ہی وہ آئنہ رو — آنکھ ملتی نہین جب دلمین غبار آتا ہی
دیکھو تو اُٹھکے ذرا خاک سے ای قیس حزین — گرد اُٹھی ہی کوئی ناقہ سوار آتا ہی
کوے قاتل بھی کوئی شہر خموشان ہی مگر — نظر اک روز وہان تازہ مزار آتا ہی
روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان — دیکھکر زلف خیال شب تار آتا ہی
زخم دل [illegible] ہین کہ چبھتی ہی جگر مین سے پھانس — زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہی
جبتلک جان مین آئی نہ مری وصل سے جان — کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہی
یاد جسنے نہ کیا ہمکو کبھی مرگ کے بعد — فاتحہ پڑھنے وہ کب سوے مزار آتا ہی
کچھ تمھین اپنے مریضونکی بھی صاحب ہی خبر — روز جاڑے سے غریبونکو بخار آتا ہی
رخ مرے گھر کی طرف ہی مگر اغیار ہین ساتھ — داغ دینے مجھے وہ لالہ عذار آتا ہی

دل مرے سینۂ پر سوز مین ٹھہرے کیونکر — کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہی
اک مرے اشک سے ہی سارے جہانکو نفرت — ورنہ ہر طفل کو انسان پہ پیار آتا ہی

۲۸۸

لاکھ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جائے
واسطی جن ہمین شیشے مین اُتار آتا ہی

جھکین ہے مست دور شیشہ و پیمانہ آتا ہی — دھوان دھار ابر رحمت جانب میخانہ آتا ہی
سوائے درد ہجر یار مین لذت کہان ساقی — پھپھولا بنکے اپنے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی
چلو اے مے پرستو فرض استقبال زاہد ہی — کہ مسجد سے وہ اُٹھکر جانب میخانہ آتا ہی
کرے وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو — خدا چاہے تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہی
اُسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کی — سکندر آئنہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہی
نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکڑے کان کے پردے — جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہی
وصال دخت رز سے کیون نہ مین بیہوش ہو جاؤن — پری پر ہو کے غش کب ہوش مین دیوانہ آتا ہی
گئے وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب رہتا تھا — یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہی
مرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دھڑکتا ہی — کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہی
نگہ لالہ ہی صنوبر ہی چراغ غول ہر لالہ — فراق یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہی
ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اُس سے — تمہینو لینے یہہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہی
بنادیتی ہی قسمت نار سوزان مے کو پانی سے — ہمارے لب تلک جب دم لب پیمانہ آتا ہی

۲۸۹

بتان سنگدل نے واسطی دلمین جگہہ کی ہی
جو کعبہ تھا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

بنا ہے صیاد سے صحن چمن نزدیک ہی — ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہی
[illegible] ستون [illegible] لگئی وحشت تو یہ انکے کہا — چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہی
[illegible] کعبہ نشینون کیا [illegible] — چلکے اُٹھ جاؤنگا دیر برہمن نزدیک ہی

کنج عزلت سے ہی چلنے کا مجھے مدت سے قصد
دور ہی یارب کہ اسکی انجمن نزدیک ہی

لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر
سوجھ جائے مجکو مضمون وہین نزدیک ہی

قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلا دے شکل
دیکھ ای شیرین فضائے کوہکن نزدیک ہی

رہتی ہی آئینۂ عارض پہ زلف مشکفام
کیا حلب کے ملک سے ملک ختن نزدیک ہی

فاتحہ کو آ کسیدن پھول ہنس ہنسکے چڑھا
مقبرہ عاشق کا ای گل پیرہن نزدیک ہی

مصر سے کنعان کیجانب آتی ہی باد صبا
مژدہ ای یعقوبؑ بوے پیرہن نزدیک ہی

وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان
چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہی

بہر زیب گوش اگر درکار ہی تمکو گہر
لاتے ہین آنکھوںسے ہم موتی عدن نزدیک ہی

جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حوروں سے وصال
گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہی

۲۹۰
ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہی روضۂ شاہ زمن نزدیک ہی

یون مرے دل کا داغ جلتا ہی
جیسے گھر مین چراغ جلتا ہی

دل مرا ہی جلا بھنا وہ کباب
جسکی بو سے دماغ جلتا ہی

ضبط بلبل کو آفرین ورنہ
ایک نالے مین باغ جلتا ہی

سوز غم سے ہی میرے دلکا یہ حال
جیسے کوئی اجاغ جلتا ہی

مہر و مہ کیا ہین تیرے رخ کے حضور
کب کسی کا چراغ جلتا ہی

۲۹۱
واسطی غیر مجکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہی

ہرگز یہ کل نہوگا جو کچھ رنگ آج ہی
کتنا زمانہ بھی متلون مزاج ہی

جسکے سبب سے شیر بھی روبہ مزاج ہی
بیشک وہ احتیاج ہی وہ احتیاج ہی

ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم
یہ درد لادوا یہ مرض لاعلاج ہی

ہم دیکھتے ہین خرمن مہتاب مین وہی — اُترا ہوا جو صدقے مین تیرے اناج ہی
کافی ہی ہمکو فقر مین کجکول بوریا — اے آسمان کسے ہوس تخت و تاج ہی
قرطاس سادہ بھیجئے مکتوب کی جگہ — سنتے ہین نامہ بر کہ وہ سادہ مزاج ہی
قیمت عقیق لب کی تجھے کون دے سکے — بیعانہ سارے ملک یمن کا خراج ہی
ہین واقف زمانۂ ماضی و حال ہم — حقا ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہی
نازان ہین اہل کفر کہ دُنیا کی ہی رجوع — بُت کی نگاہ لطف برہمن کا راج ہی

۲۹۲ ہی جسمین وصف اُس شہ خوبی کا واسطی — دیوان کے گنجفے مین وہی صفحہ تاج ہی

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتی ہی — سچ ہی دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہی
دیکھتا ہون جو حسینونکے مرقع کو کبھی — سب سے بڑھکر تری تصویر پسند آتی ہی
ذائقہ بادیہ گردی کا ملا ہی جب سے — گھر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتی ہی
زاہد پیر کو کیا قدر ترے ابرو کی — نوجوانونکو یہ شمشیر پسند آتی ہی
ای کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان — اُنکو آواز پر تیر پسند آتی ہی
جوش وحشت مین ہی جبسے قد جانانکا خیال — روش کوچۂ زنجیر پسند آتی ہی
بدی نفس سے خفاش طبیعت ہین جو لوگ — کب اُنھین مہر کی تنویر پسند آتی ہی
گشتے ہین اُلفتِ خاکِ قدم یار کے ہم — کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتی ہی
کتنا واضح ہی ترا مصحف رخسار کا خط — بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتی ہی
صوت قمری سے نہ ہی نغمۂ بلبل سے غرض — اپنے کانونکو وہ تقریر پسند آتی ہی
نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامے کا ہی کام — خط رخسار کی تحریر پسند آتی ہی

۲۹۳ واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبرئیل کو بھی — خدمت شبّرؑ و شبّیرؑ پسند آتی ہی

جب تک سفر وطن سے نہ صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثلِ گہر کرے

کسکا ہی دل کہ معرکۂ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے در بدر کرے
منظور سب ہی عشق اگر دلمین گھر کرے

عزلت گزین جہانسے جو قطع نظر کرے
مثلِ حباب چاہیئے بند اپنا در کرے

نظارہ اُس دہن کا جو منظور ہو بجھے
عنقا کا کام طائرِ نورِ نظر کرے

اُلفت نہین ہی اُسکو مگر مصلحت یہ ہی
کہدو کہ میری لاش پہ آ کر گذر کرے

دل مین یہ بعد مرگ بھی باقی ہی دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یادِ چشمِ مست مین پانی اگر پیون
بیشک شرابِ ناب کا پیدا اثر کرے

صندل جو دردِ سر کا مقرر علاج ہی
لیکن کسے دماغ کہ یہ دردِ سر کرے

مانگی شبِ وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بشکلِ قمر کرے

ہوتے ہین اُسکو دیکھکے قاصد کے ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیرے زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسی کے اثر کرے

پھولونکو اور کرتی ہی خندان نسیمِ صبح
مغموم کیا اُسے مری آہِ سحر کرے

جسوقت چاہے رخسے ہٹا دے وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھکے معرکۂ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اُٹھانے کے قابل جگر کرے

۲۹۴	ہو اپنی مغفرت کی جسے واسطی تلاش وہ اتباع سنتِ خیر البشر کرے	

اُس رُخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تارِ نظر نہ جبتلک اشکو نسے تر کرے

نخلِ جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغو نسے برگ چھالو نسے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہی رخ لے کے آئینہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشمِ اشکبار سا پھر کون ہو سخی
تقسیمِ صبح و شام جو گنجِ گہر کرے

منھ پھیرتا ہی یار کا ہی زندگی کی شکل — محشر ہو آفتاب اگر رخ ادھر کرے

اتنا ہجوم حشر مین ہمکو خیال ہی — میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگی جہان کی دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل — اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے

اس سنگدل کے سامنے جائے وہ عشقباز — پتھر کا آئنہ کی طرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جبکا کہ چاک چاک — کوچے مین زلف کے وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنونکی تو انسانکو چاہیئے — کانٹون مین گھر کے پھول کی صورت بسر کرے

مرتا ہو مین بندھا ہی مجھے اور ہی خیال — وہ اختلاط غیر سے دل کھو لکر کرے

بیکس وہ ہون جو آئے شب ہجر میری موت — ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت و لعل جسکی نظر مین ہون سنگ و خشت — کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم و زر کرے

۲۹۵

قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتے ہین واسطی — دیکھین کہ اسکو کون ہماری خبر کرے

چاہیے تیرا ہی دلمین غم رہے — جبتلک دم مین ہمارے دم رہی

فرقت جانا نہین کیا کیا غم رہے — رنج و غم درد و الم ہر دم رہی

چونک ای غافل گیا عہد شباب — زندگی کے دن بہت اب کم رہی

روبرو محراب تیغ یار کے — چاہیئے ہر وقت گردن خم رہی

یہ گوارا ہی نہ ملیے مجھسے بھی — صحبت اغیار لیکن کم رہی

وقت گریہ سامنے کون آگیا — گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہی

ہم ہو تمکو مبارک قطع راہ — پانوئین طاقت نہین اب ہم رہی

چھو لیا گیسو کہ اس تقصیر پر — ہمسے ساری رات وہ برہم رہی

برق امید وصل مین بھیجین اسے — چاہیئے پہلے سے نقشہ جم رہی

تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہین — دشمن جان میرا اک عالم رہی

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ — جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہی

۲۹۶
داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہی

نشان آہ لیکر فوج غم کے ساتھ ہم سے نکلے — اُٹھی یہ دھوم گلیون مین محرم کے علم نکلے
ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر مکرتے ہین — بتونکو سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دھرم نکلے
بتونکے شوق نے پیچھا نچھوڑا راہ ایمان سے — چلے کعبے بہک کر جانب بیت الصنم نکلے
الٰہی موت آجائے نہ افشار راز الفت ہو — زبان سے اُف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے
دوئی کا اُٹھ گیا پردہ جو اپنے دل کی آنکھوں سے — جسے ہم دیکھنے نکلے اُسے دیکھا تو ہم نکلے
ملو نمین نیک و بد سے جھک کے تا دل کی کجی جائے — کسا کون دونوان باگون تیغ کو شاید کہ خم نکلے
یہ حسرت ہی پس مردن ترے کوچے مین چلنے کی — شجر کوئی ہماری خاک پر بوئین قدم نکلے
ہوئی مد نظر جب اُس خط پر نور کی مدحت — نئے مضمون طبیعت سے ہماری یک قلم نکلے
نظارے کی ہوس دلمین نہ وقت نزع رہجائے — الٰہی یار بالین پر مری آئے تو دم نکلے

۲۹۷
رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سر میدان اگر اُس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہی — دل کھو کے لگے روؤن مین کہان تنگ جہان ہی
جھیلون غم فرقت یہ مجھے تاب کہان ہی — مین ایک پر کاہ ہون وہ کوہ گران ہی
صبح شب فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی — آواز گجر کی نہ مؤذن کی اذان ہی
مجھ پیر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون — تیر آہ رسا ہی قد خم گشتہ کمان ہی
کیا بات ہی کوہ غم فرقت کا اُٹھانا — کمزور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہی
دنیا مین سب مجھے تشنگی حرص تو کیونکر — پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہی
سب سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمہ گردون — کچھ روے ہوا پر مرے نالونکا دھوان ہی

قاتل کو دکھاتا ہون دمِ ذبح کرامت
گردن پہ مری آبِ دمِ تیغ روان ہی

کیسے یہ حسین جب نہ ہی جان ہی تن مین
مشہور ہی یہ بات کہ جی ہی تو جہان ہی

ہی پیش نظر جب سے اُس ابرو کا مہ نو
ہر روز مجھے عشرتِ عیدِ رمضان ہی

کہتے ہین وہ ہوتا ہون جو مین وصل کا طالب
سودائی ہی دیوانہ ہی تجکو خفقان ہی

دیکھین گے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے
نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ نہ دہان ہی

جو کہتے ہو مجکو وہی کہہ بیٹھونگا مین بھی
کھولونگا زبانکو مرے مُنھ مین بھی زبان ہی

ای واسطی اُس گل کی مگر لائی ہی نکہت
کچھ آج نسیم سحری عطر فشان ہی

اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم نہان ہی
ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موے میان ہی

روشن صفتِ عارضِ جانا نہین بیان ہی
ہی طور کا شعلہ کہ مرے مُنھ مین زبان ہی

ظاہر ہی اسی سے مرے قاتل کی رکاوٹ
رک رک کے جو خنجر مری گردن پہ روان ہی

پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو
ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت
جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی

ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا
مرہم سے جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی

دل وادی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے
شاید جرس قافلۂ ریگ روان ہی

بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اُسے کہیئے
بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی

کرتا ہون جو اُس چہرۂ گلرنگ کی تعریف
برگ گل شاداب مرے مُنھ مین زبان ہی

بیجا نہین کہیے تری دربانکو جو رضوان
تو حور ہی کاشانہ ترا باغ جنان ہی

جب سے نظر آیا ہی ترا خنجر ابرو
بسمل کیطرح دل مرے سینے مین طپان ہی

دل مجکو پھنساتا ہی محبت کی بلا مین
سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی

گلشن مین جو آمد نہین اُس غیرت گل کی
کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی

اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اٹھانا
سبزہ یہی باعث ہی جو پامال خزان ہی ۲

۲۹۹

ای واسطی سمجھانے کو سمجھاتا ہی ناصح
اتنا نہین واقف کہ مجھے صبر کہان ہی

ہوے ہین پیر اجل بالاے سر ہی	ظہور صبح ہی وقتِ سفر ہی
عجب شیرین ادائی کا اثر ہی	چھری ہاتھون مین اسکے نیشکر ہی
وہ اس باغ جہان مین نامور ہی	گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہی
رخ روشن پہ اسکے خط ہی پیدا	گمان ہوتا ہی ہالے مین قمر ہی
مٹے کیا صندلی رنگون کی الفت	کہ سر کے ساتھ اپنا دردِ سر ہی
بشکل آئنہ ہون صاف باطن	جو صورت ہی وہ منظور نظر ہی
نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ	بحمد اللہ کہ اسکے دلمین گھر ہی
نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر	نہ اشکون مین نہ نالون مین اثر ہی
پھر آئے چارہ حد مین ششجہت مین	ہو اتنا نہ ثابت تو کدھر ہی
تن نازک ہی گل کیطرح نازک	رگِ گل یار کی پتلی کمر ہی
کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے	عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہی
فریبِ غیر کافر مین نہ آئے	کہ سیدھا سا مسلمان نامہ بر ہی

۳۰۰

خذف ناقہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن ای واسطی اپنا گہر ہی

گانے مین لے رہے ہین وہ تانین نئی نئی	سیکھی ہین مطربونکی زبانین نئی نئی
فصل بہار آئی ہی شاید کہ شہر مین	رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی
تکیون مین کشتے ہین جو ترے ابروونکے دفن	چڑھتی ہین تربتونپہ کمانین نئی نئی
کرتے ہو ذکر غیر کبھی فرقمین بات	آتی ہین آپکو بھی زبانین نئی نئی
کیا کیا تڑپ رہا ہون مین صبح شب وصال	سنکر موذنونکی اذانین نئی نئی

صدقہ اُتارنیکی اجازت، اگروہ دین — پیدا کرو نمین جسم مین جانین نئی نئی

۳۰۱
سنتا ہون کوے یار مین میلا ہی واسطی
آراستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہی — حور کیا چیز ہی پری کیا ہی
ہنکڑی جان لے کے چھوڑیگی — ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی
زاہدو دیکھ لو وہ نرگس مست — پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہی
جان جائے تو جائے اُلفت یار — نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہی
غنچہ سب اُس دہن کو کہتے ہین — شاعرو بات یہ نئی کیا ہی
عشق مین جان کوہکن کی گئی — دل لگانا بھی دل لگی کیا ہی
آگے آگے فرے دکھلائے گا — مضطر اے دل نہوا ابھی کیا ہی
انقلاب جہان سے کیا معلوم — کہ کبھی کیا ہی اور کبھی کیا ہی
ہین خریدار اُسکے شمس و قمر — زہرہ کیا مال مشتری کیا ہی
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار — سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہی
لے کے دل بوسہ بھی نہین دیتے — کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہی
آگیا دل کسی حسین پہ اگر — تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہی
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون — پھر وہی کہتے ہو اجی کیا ہی
دوستی غیر سے جو کرتے ہو — آپکو اب مجھسے دشمنی کیا ہی
حق تو یہ بات ہی کہ پیش اسیر — قدر سلمان ساوجی کیا ہی

۳۰۲
دوڑے جاتے ہو بے حواس کہان
خیر ہے آج واسطی کیا ہے

دیکھکر منھ کو جب اپنے وہ شکر خند کیے — خانۂ آئنہ کو شہر سمرقند کرے

شرم عریان بدنی مرگ سے بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئی اُلفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہی خلق کو دینا آزار
ہی وہی مرد کسی دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
آپ مٹ جاے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیئے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر دزدیدہ سے ہوجاتا ہی شاعر بدنام
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جانکا دشمن ہی جنون مین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل زشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

۳۰۳	واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین کون فرعون کو تحریر خداوند کرے	

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان سے تیز ہی
توسن عمر روان کب طالب مہمیز ہی

رشک کنعان ہی عزیزو سر زمین لکھنؤ
ہر گلی ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہی

رات دن ہنتا ہی شیون تا بتو ہمسایون کے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہی

سرخ دینا چاہیئے مجھکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہی

سنتے ہین پیتا ہی وہ ہمراہ غیرون کے شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہی

رنج فرقت سے زیادہ وصل کی شب مین ہا
گفتگو اُس شوخ کی بتک ملال انگیز ہی

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہی

کوچہ گیسو سے اُسکے ہو کے آئی ہی مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہی

کیون نہون سر رہرو ونکے پاؤن رکھتے ہی قلم
جادۂ اُلفت دم شمشیر سے بھی تیز ہی

دھیان ہی صبح و مسا خونریزی عشاق کا
وہ شہ خوبی بھی اپنے وقت کا چنگیز ہی

باد صرصر سے بڑھا رہتا ہی ہر دم دو قدم
اپنے اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہی

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالے ابھی
بسکہ افسانہ مری اُلفت کا وحشت خیز ہی

ہجر ساقی مین ہین اب آنکھین مری مثل جام
کیا صدائے قلقل مینا ملال انگیز ہی

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغ ارم
وادیٔ ہلی مین سے بڑھکر دشت وحشت خیز ہی

۳۰۴

کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشق بتان سے جام دل لبریز ہی

الٰہی بلاغ مین کس کشتۂ قامت کی تربت ہی
اُگا ہی خاک سے جو گل وہ خورشید قیامت ہی

بلاتے گر نہین وہ پاس اپنے کیا شکایت ہی
ابھی تو ہمسے اُنسے دور کی صاحب سلامت ہی

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہی
دکھلائے شام ہجران مُنہ ہمین کیا اُسکی شامت ہی

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خواری مین
بس اب پیری مین دھونا ہاتھ دنیا سے عبادت ہی

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اُٹھائے ہین
نقاہت مین بھی اپنے جسم لاغر مین طاقت ہی

تصور مین جو اُسکے سرنگون ہین سجدہ کرتے ہین
گریبان کا ہمارے دور محراب عبادت ہی

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا
یہ بنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہی

جو اُنکے سینے پر عکس دُر دندان کا مالا ہی
لچکتی ہی کمر اُنکی نزاکت سے نزاکت ہی

تنفر سے عبث پھیرے ہی مُنہ تو اے سگ جانان
ہما کھائے جو میرے استخوان اُسکی سعادت ہی

صدا اُسکے دم رفتار مردے زندہ ہوتے ہین
مگر خلخال پائے یار بھی صور قیامت ہی

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نے بھی مُنہ موڑا
کہان ایسا زمانے مین کوئی برگشتہ قسمت ہی

ہوا ہی ابر ہی صحن چمن ہی اور ساقی ہی
کرو ای میکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہی

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک
مرے سر پر ترا احسان نہایت ای نقاہت ہی

۳۰۵

جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی ای واسطی تیرا
نہ ڈوبے کشتی گردون کہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نے موڑا اگر مُنہ کیا قباحت ہی
ملینگے سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہی

فغان مین شور محشر ہی وفور عشق قیامت ہی
جو داغ دل ہی سینے مین وہ خورشید قیامت ہی

مبارک واعظو سجدہ تمھین محراب مسجد مین
خم ابروے جانان ہمکو محراب عبادت ہی

بقدر حال ہی شاہ وگدا کو رنج دنیا مین
اُسے فکر جہان ہی اور اسے فکر معیشت ہی

دہان تنگ سے اُسکے نہین غنچہ کو کچھ نسبت
رگ گل مین بھلا موے کمر کی کیا نزاکت ہی

جو شبنم سبحہ گردان ہی تو سجدہ کرتی ہی نرگس
گلستان مین جسے دیکھا وہ مصروف عبادت ہی

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہوسکے کوئی
ترے کوچے مین جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہی

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہمارے پاس بھی ای منعمو دولتسے دولت ہی

صداے صور ہی شیشے کی قلقل بزم ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہی

شرار آہ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین
بسان سرو آتشباز ہون ایسی حرارت ہی

ہمارے زخم خندان دیکھکر روتے جو اشک خون
تو ہم کہتے مقرر چشم سوزن مین بصارت ہی

۳۰۶

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بھی نان نعمت ہی

استعارے سے نہ کوئی شعر خالی چاہیے
شاعرون کے واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالی چاہیے
سایۂ اشجار کی ہمکو نہالی چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روے یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہی جسمین ایک بھی دانہ نہو
خال کی اُلفت سے کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سے تاریک تر
اہل ماتم کے لیے پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمانروا
بندوبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کے تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالی چاہیے

نامناسب گفتگوے تلخ ہی عاشق کے ساتھ
تجکو ای شیرین دہن شیرین مقالی چاہیے

ہم فقیرون کو تکلف سے غرض کیا ساقیا
جام زرین کے عوض جام سفالی چاہیئے

کہیئے موزون جو وصف قد جانانہ مین غزل
باندھنا ہر شعر مین مضمون عالی چاہیئے

کیون نہین کرتا ہی سینے کو مشبک تیر آہ
خانۂ تن مین ہوا آنے کو جالی چاہیئے

ہی خلاف عقل خود آرائش گلزار دھر
ہر چمن کو بہر زینت کوئی مالی چاہیئے

دل مین اُسکے چشم میگون کا رہی ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیئے

۳۰۷

چمن مین لیکے جو اُس گل کی بو صبا آئی
دہن سے غنچون کے آواز مرحبا آئی

نہین ثبوت یہ کس مست کی قضا آئی
سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئی

جو میکدے مین کوئی محتسب نے توڑا جام
شکست شیشۂ دل کی مجھے صدا آئی

شب فراق مین مرمر کے روز جیتا ہون
چھٹا عذاب سے اچھا ہوا قضا آئی

ادھر گناہ مین جلدی اُدھر عذاب مین دیر
مجھے تو شرم نہ آئی اُسے حیا آئی

کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی
یہی تو ٹھیک مرے جسم پر قبا آئی

تھکے پکارکے ہم کشور خموشان مین
کسی مکان سے کسی کی نہ کچھ صدا آئی

بندھا تھا خیال ہمین زلف وروئے جانان کا
چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئی

وہ ناتوان تھا کہ پایا کبھی نہ بستر پر
ہزار بار مجھے ڈھونڈھنے قضا آئی

سنی جو صحن چمن مین صدائے خندۂ گل
ہمارے کان مین آواز آشنا آئی

خیال زُلف مین ہمنے جو سیر دریا کی
تو موج موج سے زنجیر کی صدا آئی

مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اور مرا
جو میرے سامنے بنکر کوئی دوا آئی

اگر اثر نہوا اُسکے دل مین کیا حاصل
جو پایہ عرش کا اک آہ تو ہلا آئی

اُنھین تو کام ہی ہر وقت کنگھی چوٹی سے
بلا سے اُنکے جو سر پہ مرے بلا آئی

پڑی تھی کوچۂ جانان مین واسطی مری خاک
ستم کیا کہ اُڑا لے اسے ہوا آئی

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہوجاے
دامن کوہ بدخشان مرادامان ہوجاے

پہونچے افشان اگر اُس ماہکی پیشانی پر
ذرے ذرے سے خجل مہر درخشان ہوجاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانانپر
کسطرح جیسے حبشی شاہ بدخشان ہوجاے

روشنی دیکھون دیوالی کی اگر مین بسیار
نخل ماتم مجھے ہر سرو چراغان ہوجاے

یون ہی صحبت ہو حسینونکی میسر ای چرخ
کاش مدفن مرا بازیگہ طفلان ہوجاے

اک پریرو کی محبت مین ہوئی ہو گرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہوجاے

عکس پڑجاے جو دانتون کا ترے دریا مین
آب خجلت سے صدف مین دُر غلطان ہوجاے

عاشق زلف کا لکھتے ہین فرشتے احوال
ڈر ہی مجکو کہین دفتر نہ پریشان ہوجاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سہی
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہوجاے

تم نہ آؤ تو تصور ہی کو اپنے بھیجو
کبھی آباد مرا خانۂ ویران ہوجاے

جائیگا پیک تصور تری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبرئیل جو دربان ہوجاے

اپنے کشتونکو جو وہ سیم بدن دفن کرے
گنج پرویز ابھی گنج شہیدان ہوجاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشتعل فروز ہر اک غول بیابان ہوجاے

اُلفت چاہ ذقن مین جو بھر آئی مری آنکھ
ای خضر اور عیان چشمۂ حیوان ہوجاے

شیخ کعبے کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہوجاے

تر جو ہو اشک ندامت سے ہمارا دامن
ابر کا نیجہ فرگان مین گریبان ہوجاے

۳۰۹

واسطی دے جو فلک فکر کی فرصت مجکو
مجم مین میر سے بڑھکر مرا دیوان ہوجاے

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہوجاے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہوجاے

وصف اُس چہرۂ روشن کا جو انشا ہوجاے
صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہوجاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہوجاے
کیا عجب ہی کہ کبوتر مرا عنقا ہوجاے

صبح تک ہمکو شبِ وصل مین کھٹکا یہ رہا
راز افشا نہو لوگونمین نہ چرچا ہو جاے

کاٹ لے کاٹ لے سر دبر نہ کر اے جلاد
بوجھ بھاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہو جاے

آب شمشیر نگہ سے جو کرے وہ سیراب
پیاس بجھ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہو جاے

خوف اتنا ہی تہے عشق مین ای پردہ نشین
تو مبادا مری بدنامی سے رسوا ہو جاے

خوف ہی فرط نزاکت سے مری بارِ سی تک
بار خنجر سے ترا ہاتھ نہ جھوٹا ہو جاے

دیکھکر مین یہ رقیبونکو دعا کرتا ہون
نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندھا ہو جاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سے جو اٹھون
ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہو جاے

ہوکے خورشید ہی بیفائدہ چھپنے کا خیال
سات پردونمین جو تو ہو تو ہویدا ہو جاے

ہو نمین عشق کمر یار مین اک مور ضعیف
قطرۂ اشک نہ کیونکر مجھے دریا ہو جاے

محو دیدار ہون سب گرد تمھارے ہو ہجوم
تم تماشے کو جو نکلو تو تماشا ہو جاے

۳۱۰

تیرے محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہو جاے

محض اُسکا دہن تو ہم ہی
عقل تعریف کیا کرے گم ہی

عشق ہر آدمی کو ہی لازم
عود مین بو نہو تو ہیزم ہی

دیکھ رونا ہماری آنکھون کا
بحر زخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اٹھائین زخم جگر
نمک افشان ترا تبسم ہی

ہم فقیرونکو خاک کوے صنم
فرش مخمل ہی فرش قاقم ہی

۳۱۱

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سے اپنا گھر پہلے
ثمر ارشیں دکھایا میری نالون نے اثر پہلے

مناسب ہی کہ کرلے طاق کسریٰ پر نظر پہلے
یہ وہ ہی نخل لائے پھول سے بھی جو ثمر پہلے

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل رفعت کی ہمیشہ معرکے مین کاٹتے ہین تیغ سے سر پہلے
سفر کا نام کیون لیتے ہو میرے سامنے صاحب کہین ایسا نہو دُنیا سے میرا ہو سفر پہلے
گلی سے یار کی جب نامہ بر مایوس پھرتا ہی دل بیتاب میرا مجکو دیتا ہی خبر پہلے
بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جائے نہ لنگر سے اُٹھاؤ تیغ پیچھے ہاتھ مین باندھکر پہلے
وہ فرماتے ہین خود دیدار کے طالب جو ہوتے ہین کرین پیدا مرے مشتاق بہا اپنے نظر پہلے
ارادہ مسجد و میخانہ دونو نہین ہی جانیکا تردد ہی دورا ہے مین مگر جاؤن کدھر پہلے
پہونچکر کوچہ جانان مین تب نامہ اُسے دینا دیے ہین جو پتے جب پوچھ لینا نامہ بر پہلے
ابھی ہین نیند مین پر منتظر ہین وہ شب وصلت سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہی گجر پہلے
بلاتے ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے
کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہی در شہر عدم پر اس سے تیرا ہی گذر پہلے
چڑھی رہتی ہی تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا یہ عادت تھی نہ تیری اے بت بیداد گر پہلے
ہوے وہ دودھ کی مکھی کیصورت شکر ہی باہر جو سفلے تھے بہت اُس شوخ سے شیر و شکر پہلے
اُٹھائے داغ جو اُلفت مین لذت اُسکو حاصل ہو ثمر ہوتے ہین پیچھے پھول لاتا ہی شجر پہلے

۳۱۲ پہونچکر واسطی اُس در پہ سجدہ کچھ نہین آسان
نہایت دور ہی رستہ بڑا ہی دردسر پہلے

دیکھتے ہین ہم تماشاے بہار زندگی ہین گل رعنا ہمین بلبل و نہار زندگی
سیر عالم مین ہی لطف روزگار زندگی ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگی
خاک کے پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین چار دنکی ہی یہ دُنیا مین بہار زندگی
جسقدر ہو روز کم آرام ہی مزدور کو عمر اگر کم ہو اُٹھا سکتے ہین بار زندگی
جانتا ہی ہر بشر آخر کو مرنا ہی ضرور پردۂ غفلت ہی آنکھون پر حصار زندگی
خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتے ہم اُنسے بات کیا ہی تنہائی مین لطف تو بہار زندگی

ای اجل آجلد کہ اس ننگ سے ہمکو رہا
بار ہی تن پر لباس مستعار زندگی

صاف آنکھیں اپنی دیکھیں نور خورشید ضیا
درمیاں سے کاش اٹھ جائے غبار زندگی

دم ہی دم ہی وہ بھی آیا یا نہ آیا کوئی دم
ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگی

۲۱۳
یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھ مین آئی عنان اختیار زندگی

دختر رز کی شب و روز دلا تاک رہی
پاک طینت ہون طبیعت بھی مری پاک رہی

ہاتھ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن
کیون نہ وحشت سے گریبان مرا چاک رہی

کیسے کیسے تری رفتار سے ای حشر خرام
فتنہ برپا نہ تہِ گنبد افلاک رہی

ہر گھڑی خوف خدا سے ہو جو پانی پانی
کیون نہ دریا کیطرح دامن دل پاک رہی

آنکھ کھلتے ہی کہا دل نے جو دنیا دیکھی
گھر پرانا ہی کوئی اسمین بھلا خاک رہی

حشر مین کھتی ہی جاروب مرے نالو نکی
صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہی

حرص دنیا مرے دلمین نہ کرے اپنی جگہ
دور مسجد سے کھو یہ سگ ناپاک رہی

کبھی حمام مین آیا نہ پئے غسل وہ بت
منتظر ہاتھ مین کیسے لیے دلاک رہی

دلمین ہر وقت ہی خال رخ جاناں کا خیال
روز و شب کیون نہ مجھے نشۂ تریاک رہی

کسی غنچے کا کدورت سے نہین دل خالی
باغبان تیرے گلستا نمین کوئی خاک رہی

شیخ مستو نمین جو آیا ہی تو یکسو ہو جائے
جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہی

در پہ احباب جو تابوت لیے بیٹھے ہین
اٹھ چکے ہم چلنے ہین طیار کھو ڈاک رہی

پیچ اک یہ بھی ترے گیسوی پہ پیچ کا ہی
مسکن مار نہ کیون شانۂ ضحاک رہی

سیر مقتل کی مبارک تجھے ای شاہ سوار
سر ہمارا ابھی مگر زینت فتراک رہی

۲۱۴
واسطی ناصح و واعظ اگر اسکو دیکھیں
ہوش غائب ہون ابھی فہم نہ ادراک رہی

مر کے راحت کا آسرا تو ہی
کوئی اپنا نہین خدا تو ہی

شربت وصل سے ہوئی صحت
مرض عشق کی دوا تو ہی

عفو کیجیئے مری خطا صاحب
آدمی مورد خطا تو ہے

سلسلہ دوستی کا قایم ہی
گر نہین ہی وفا جفا تو ہے

اسی صورت کی تھی اذیت ہجر
موت کچھ صورت آشنا تو ہے

پاس اونکے اگر نہین خنجر
قتل کو خنجر ادا تو ہے

مہربان ہجر یار ہین اپنا
اور کوئی نہین قضا تو ہے

استخوان ہونگے اپنے کیون برباد
سگ جانان نہین ہما تو ہی

کب ہی اندوہ خانہ بربادی
گھر نہین خانۂ خدا تو ہے

تخت شاہی اگر نہین تو نہو
بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

۳۱۵

واسطی کیا فشار گور کا غم
بچ رہو چل کے کربلا تو ہی

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کے لیئے
نہ ای قمر ترے آئینۂ جبین کے لیے

مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کب تک
کوئی علاج بھی آخر ہی اس نہین کے لیے

کسی کا کام نہین ہی جہا نمین بے مطلب
نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حورعین کے لیے

گلے مین طوق پڑا بڑھگئی یہ وحشت دل
اُٹھائے پیچ بڑے زلف عنبرین کے لیے

ہمارے دل سے نجائے گا عمر بھر غم عشق
یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے

جگہ نہ قبر کی دی اُسنے اپنے کوچے مین
اڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے

فہیم فیض اُٹھائینگے میرے دیوان سے
کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے

نماز کیون نہو اہل سجود کی مقبول
جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے

نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا
تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ملا مزے پہ مزہ خوبی مقدر سے
کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے

مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل
سبب ہی نام کا روے سیہ نگین کے لیے

جو لوگ حاضر و غائب مین رہتے ہین یکسان
جزاے خیر عمل ہی رقم انھین کے لیے

۳۱۶
لڑاؤ ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہو اس زمین کے لیے

ہی کون حسین جسکی خبر ہم نہین رکھتے
کس بزم مین کس گھر مین گذر ہم نہین رکھتے

تشریف وہ لائینگے تو کیا نذر کرینگے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بے پردہ رخ یار ہی ای حسرت دیدار
افسوس کہ یاراے نظر ہم نہین رکھتے

تشریف نہ لائین وہ کبھی پوچھ تو جائین
اتنا بھی تو نالون مین اثر ہم نہین رکھتے

گھر اپنا لٹا یا ہی رہ عشق مین اس پر
دل مین کسی محبوب کے گھر ہم نہین رکھتے

جب تجکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر
ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکھتے

سو بار موے ہجر مین سو بار جیے ہم
ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکھتے

کب تیغ پڑی کب ہوئی دونون مین جدائی
کچھ اپنے سر و تن کی خبر ہم نہین رکھتے

پروانہ ہی محفل مین گلستان مین ہی بلبل
اک آپکی صحبت مین گذر ہم نہین رکھتے

جو داغ ہی سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی
پروا تری ای رشک قمر ہم نہین رکھتے

۳۱۷
کچھ روز قیامت سے نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکھتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی
جنون کا جوش ہے مجھے موسم بہار مین ہی

تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہی
مقام فتنہ تری زلف تابدار مین ہی

وقار کیا مرے دل کا نگاہ یار مین ہی
یہ کس شمار مین ہی اور کس قطار مین ہی

اگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس
ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے